غوث کو یا غوث کہتے کہتے ہو جاتے ہیں غوث　　خواجگی مل جاتی ہے خواجہ کا تو دم بھر کے دیکھ　　حضور محدث اعظم ہند
قادری کر قادری رکھ قادریوں میں اُٹھا　　قدر عبدالقادر قدرت نما کے واسطے　　حضور مفتی اعظم ہند

کراماتِ غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بفیضِ نظر

تاجدارِ اہلسنّت شیخ الاسلام علامہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی حفظہ اللہ

تالیف

ملک التحریر علامہ مولانا محمد یحییٰ انصاری اشرفی

شیخ الاسلام اکیڈمی حیدرآباد (رجسٹرڈ)

(مکتبہ انوار المصطفیٰ 23-2-75/6 مغلپورہ۔ حیدرآباد- اے پی)

﴿ بہ نگاہ کرم مظہرِ غزالی، یادگار رازی، مفتی سواد اعظم، تاجدارِ اہلسنّت، امام المتکلمین
حضور شیخ الاسلام سلطان المشائخ رئیس المحققین علامہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی مدظلہ العالی ﴾

نام کتاب : کرامات غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

تصنیف : ملک التحریر علامہ مولانا محمد یحییٰ انصاری اشرفی

تصحیح ونظر ثانی : خطیب ملت مولانا سید خواجہ معز الدین اشرفی

ناشر : شیخ الاسلام اکیڈمی حیدر آباد (دکن)

تعداد : ۱۰۰۰ (ہزار)

قیمت: 60 روپے

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

صَلِّ عَلٰی نَبِیِّنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ　صَلِّ عَلٰی شَفِیۡعِنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّد

مَنَّ عَلَیۡنَا رَبُّنَا اِذۡ بَعَثَ مُحَمَّدًا　اَیَّدَہٗ بِاَیۡدِہٖ اَیَّدَنَا بِاَحۡمَدًا

اللہ نے ہم پر احسان فرمایا کہ حضور ﷺ کو مبعوث فرمایا　اپنی تائید سے آپ کی مدد فرمائی حضور احمد مجتبیٰ سے ہماری مدد فرمائی

اَرۡسَلَہٗ مُبَشِّرًا اَرۡسَلَہٗ مُمَجَّدًا　صَلُّوۡا عَلَیۡہِ دَآئِمًا صَلُّوۡا عَلَیۡہِ سَرۡمَدًا

اللہ نے آپ کو خوشخبری دینے والا اور باکرامت بنا کر بھیجا　اے مسلمانو تم آپ پر ہمیشہ ہمیشہ درود پڑھتے رہو

صَلِّ عَلٰی نَبِیِّنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ

آیئے کام کچھ کریں آج ملائکہ کے ساتھ　نام ہو اولیاء کے ساتھ' حشر ہو انبیاء کے ساتھ

شغل وہ ہو کہ شغل میں کردے ہمیں خدا کے ساتھ　پڑھئے درود جھوم کر سیّد خوش نوا کے ساتھ

صَلِّ عَلٰی نَبِیِّنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ

اے میرے مولیٰ کے پیارے　نور کی آنکھوں کے تارے

اب کسے سیّد پکارے　تم ہمارے ہم تمہارے

یا نبی سلام علیک　یا رسول سلام علیک

(حضور محدث اعظم ہند علامہ سید محمد اشرفی جیلانی قدس سرہٗ)

نذرِ عقیدت (منقبت)

مظہر امام اعظم محی الحنفیت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی

واہ کیا مرتبہ اے غوث بَالا تیرا اونچے اونچوں کے سروں سے قَدم اعلیٰ تیرا
سَر بھلا کیا کوئی جانے کہ ہے کیسا تیرا اولیاء مَلتے ہیں آنکھیں وہ ہے تلوا تیرا
کیا دَبے جس پہ حمایت کا ہو پنجہ تیرا شیر کو خطرہ میں لاتا نہیں کُتّا تیرا
تو حَسنی حُسینی کیوں نہ محی الدّین ہو اے خضر مجمع بحرین ہے چشمہ تیرا
قسمیں دے دے کے کھلاتا ہے پلاتا ہے تجھے پیارا اللہ ترا چاہنے والا تیرا
جان تو جاتے ہی جائے گی قیامت یہ ہے کہ یہاں مَرنے پہ ٹھہرا ہے نظارہ تیرا
میری قسمت کی قسم کھائیں سَگانِ بغداد ہند میں بھی ہوں تو دیتا ہوں پہرہ تیرا
مُرغ سب بولتے ہیں بول کے چُپ رہتے ہیں ہاں اصیل ایک نواسنج رہے گا تیرا
سارے اقطاب جہاں کرتے ہیں کعبہ کا طواف کعبہ کرتا ہے طوافِ درِ وَالا تیرا
کِس گلستاں کو نہیں فصلِ بَہاری سے نیاز کون سے سِلسِلہ میں فیض نہ آیا تیرا
رَاج کِس شہر میں کرتے نہیں تیرے خدّام بَاج کِس نہر سے لیتا نہیں دَریا تیرا
گردنیں جُھک گئیں سَر بچھ گئے دِل ٹوٹ گئے کشف ساق آج کہاں یہ تو قدم تھا تیرا
مِٹ گئے مٹتے ہیں مِٹ جائینگے اعداد تیرے نہ مِٹا ہے نہ مِٹے گا کبھی چرچا تیرا
تو گھٹائے سے کِسی کے نہ گھٹا ہے نہ گھٹے جب بڑھائے تجھے اللہ تعالیٰ تیرا
حکم نافذ ہے تیرا خامہ ترا سیف تری دم میں جو چاہے کرے دَور ہے شاہا تیرا
نزع میں گور میں میزان پہ سَرِ پُل پہ کہیں نہ چھٹے ہاتھ سے دَامانِ معلّی تیرا
دھوپ محشر کی وہ جَاں سوزِ قیامت ہے مگر مطمئن ہوں کہ مرے سَر پہ ہے پلّا تیرا

ہیں رضؔا یوں نہ بِلک تو نہیں جیّد تو نہ ہو
سیّدِ جیّد ہر دہر ہے مولا تیر

مکتبہ انوار المصطفٰی کا ایک مختصر تعارف

1977 میں کتابوں کے ذریعے مسلمانوں میں دینی بیداری لانے اور صحیح اسلامی رُوح پھونکنے کے لئے چند بیدار مغز اربابِ فکر و دانش نے بنگاہِ کرم حضور شیخ الاسلام رئیس المحققین سلطان المشائخ علامہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی ایک تصنیفی و اشاعتی ادارے کی بنیاد رکھی‘ اسی کا نام مکتبہ انوار المصطفٰی ہے۔ اس عرصے میں مکتبہ نے جو نمایاں خدمات انجام دی ہیں وہ اہلِ علم سے پوشیدہ نہیں‘ ساتھ ہی ساتھ اس ادارے نے تصنیفی و اشاعتی میدان میں اہل سُنّت کے اندر جو بیداری کا ماحول پیدا کیا ہے وہ بھی نگاہوں کے سامنے ہے کہ دیکھتے دیکھتے آج لٹریچر کی دُنیا میں کتب خانوں کا ایک جال بچھا ہوا نظر آ رہا ہے یہ بھی مکتبہ انوار المصطفٰی ہی کا فیضان ہے جب کہ خود مکتبہ انوار المصطفٰی کے اہتمام سے اب تک سو سے زیادہ کتابیں چھپ کر منظرِ عام پر آ چکی ہیں‘ نیز مکتبہ انوار المصطفٰی کی شائع کردہ علمی و تحقیقی کتابیں نہ صرف ہندوستان کے مختلف اشاعتی اداروں سے مسلسل شائع ہو رہی ہیں بلکہ پاکستان‘ برطانیہ اور امریکہ سے بھی کئی اڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔

مکتبہ انوار المصطفٰی کے ذمہ داروں نے اپنا معیار کبھی گرنے نہیں دیا‘ نہ ہی محض تجارتی مقاصد کے لئے ان کتابوں کو شائع کرنے کی طرف توجہ دی‘ جو بآسانی مارکیٹ میں مل رہی ہیں۔ کتابت و طباعت اور ٹائٹل کے اعتبار سے بھی اس کا معیار ہمیشہ بلند رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اہل علم قارئین کا ایک مخلص حلقہ مکتبہ انوار المصطفٰی سے جڑا ہوا ہے اور اس کی مطبوعات کو قدر کی نگاہوں سے دیکھتا ہے۔ یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہیکہ اہلِ علم (علماء‘ طلباء‘ مقررین وواعظین ......) سب کے کاروان کتابوں کے ذریعے ہی آگے بڑھتے ہیں۔ پڑول سے چلنی والی گاڑیوں کے لئے پڑول ضروری ہوتا ہے ورنہ گاڑی رُک جائے گی۔ مریض کے لئے میڈیکل شاپ سے دوا منگوائی نہ جائے تو جسمانی موت واقع ہو جائے گی ...... بلاتشبیہ و بلاتمثیل اگر دینی مکتبوں کی طرف بغرض حصولِ علم رُخ نہ کیا جائے تو رُوحانی و علمی موت واقع ہو جائے گی۔

یہ بات قابلِ توجہ ہے کہ مکتبہ انوار المصطفٰی مخلص‘ باوقار و حساس افراد کے ذاتی سرمایہ سے قائم کیا گیا ہے‘ الحمدللہ معاشی طور پر مستحکم و خوشحال بانیانِ مکتبہ نے اپنی جہد مسلسل سے مکتبہ کو استحکام بخشا ہے۔ قوم کے چندوں‘ صدقات‘ زکوٰۃ‘ فطرات‘ عطیات‘ اہل محبت وعقیدت کے نذرانہ اور قربانی کے چمڑوں ...... سے کبھی بھی کوئی تعلق نہیں رہا‘ بلکہ حقیقت یہ ہیکہ مکتبہ انوار المصطفٰی کی جانب سے شہر حیدرآباد کی دینی جامعات (بشمول جامعہ نظامیہ) اور لائبریریز میں لاکھوں روپئے کے کتب تحفۃً رکھوائی گئی ہیں۔ مکتبہ انوار المصطفٰی مسلم قوم کے اندر تصنیف و تالیف کے ذریعے اسلامی انقلاب برپا کرنا چاہتا ہے۔ اذہان کی تطہیر‘ معاشرے کی اصلاح‘ مسلکِ حق و صداقت کی تبلیغ اور پاکیزہ ادب کی ترویج و اشاعت ہی اس کا خاص مقصد ہے

مکتبہ انوار المصطفٰی 23-2-75/6 مغلپورہ۔حیدرآباد (9848576230)

ملکُ التحریر علامہ مولانا محمد یحییٰ انصاری اشرفی کی تصانیف

خواتین اسلام کے لئے انمول تحفہ ...... عورتوں کے مسائل کا انسائیکلو پیڈیا

خواتین کے لئے قرآن وسُنت کی روشنی میں صحیح عقائد

اعلیٰ اخلاق اور نیک اعمال کا بے مثال مجموعہ

کامیاب زندگی بسر کرنے کے لئے بہترین راہنما کتاب

مشکل الفاظ اور فقہی اصطلاحات کے لئے انگریزی الفاظ کا استعمال

گلدستہ خواتین جس میں جدید مسائل کا احاطہ کیا گیا ہے

زندگی و بندگی کے خصوصی مسائل کا خزانہ

سُنی بہشتی زیور اشرفی

قصرِ شیعیت کی بنیادوں کو ڈھانے والی کتاب

حضور ﷺ کی صاحبزادیاں

حضور نبی کریم ﷺ کی تین صاحبزادیوں کی شان میں بکواس کرنا اور تہمت لگانا ان بدمذہبوں کا بنیادی عقیدہ ہے۔ روافض قطعاً محبانِ اہلبیت نہیں ہیں بلکہ وہ گستاخانِ اہلبیت ہیں۔ بدمذہب روافض کا باطل عقیدہ (تحریف قرآن) یہ ہے کہ سیدہ زینب، سیدہ رقیہ اور سیدہ ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہن حضور نبی کریم ﷺ کی حقیقی صاحبزادیاں نہیں ہیں بلکہ منہ بولی اور صرف منسوب صاحبزادیاں ہیں۔ روافض صرف سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہی کو حضور نبی کریم ﷺ کی اکلوتی صاحبزادی مانتے ہیں۔ اس کتاب میں آیات قرآنی اور احادیث مبارکہ کی روشنی میں مدلل و منہ توڑ جواب دیا گیا ہے۔

مکتبہ انوار المصطفیٰ 23-2-75/6 مغلپورہ۔ حیدرآباد (9848576230)

فہرست مضامین

فہرست مضامین

فہرست مضامین

فہرست مضامین

فہرست مضامین

نگاہِ اولین

جس طرح ہر دَور میں کچھ بدبختوں نے خدائی کے جھوٹے دعوے کئے اور بعض ناعاقبت اندیش مدعیانِ نبوت بن بیٹھے، اسی طرح آج کے اس پُرفتن اور مادی دَور میں بہت سے مادہ پرست اور ملحد، ولایت کا جعلی لبادہ اُوڑھ کر جبہ ودَستار کی ناموس کو تار تار کرنے کے دَرپے ہیں۔ یہ نام نہاد پیر دِین کے رَہزن، ایمان کے ڈاکو، انسانیت کے لئے باعثِ ننگ وعار اور شریعت وطریقت کے ماتھے پر کلنک کا ٹیکہ ہیں۔ دَورِ حاضر میں ان بہروپیوں کے چہروں سے نقاب ہٹانا اور اُن کے مکروفریب سے آگاہ کرنا انتہائی ضروری ہے تاکہ عوام الناس حق وباطل میں امتیاز قائم کرسکیں اور اُن نفوس قدسیہ، پاکبازانِ اُمت، صلحائے ملت اور اولیائے کاملین تک رسائی حاصل کرسکیں جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ﴿اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ﴾ سنو ! بیشک اولیاء اللہ کو نہ کوئی خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ ولایت قربِ خداوندی کا ایک خاص مقام ہے۔ قربِ ایز دی محض سُنّت وشریعت پرعمل کرنے سے ملتا ہے۔ ولی وہ ہے جوفرائض ونوافل سے قربِ الٰہی حاصل کرے، قرآن کے مطابق ولی وہ ہے جو ایمان وتقویٰ دونوں کا جامع ہو۔ حدیث کی روشنی میں ولی وہ ہے جس کو دیکھنے سے خدا یاد آئے۔ شریعت وسُنّت کی مخالفت کرنے والے ولایت اور قربِ الٰہی سے اس قدر دُور ہیں جس قدر زمین، آسمان سے دُور بلکہ اس سے بھی کہیں زیادہ۔

سیدنا حضورغوث اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اگرتم کسی کو ہوا میں اُڑتا ہوا دیکھولیکن وہ شریعت کا پابند نہ ہوتو وہ استدراج ہے ولایت نہیں۔ (استدراج وہ عجائبات ہیں جو کافر کے ہاتھ پر ظاہر ہوں۔ بہت سے عجائبات شیطان کر دِکھاتا ہے، سنیاسی جوگی صدہا کرتب کرلیتے ہیں، دجّال تو غضب ہی کرے گا، مُردوں کو جلائے گا، بارش برسائے گا۔ اگر عجائبات پر ولایت کا مدار ہوتو شیطان اور دجّال بھی ولی ہونے چاہیں۔ صوفیائے کرام فرماتے ہیں کہ اگر ہوا میں اُڑنا ولایت ہےتو شیطان بڑا ولی ہونا چاہئے) دورِ حاضر میں ایسے بہروپیوں کی کمی نہیں جوفقر وولایت کا لبادہ اُوڑھ کر سادہ لوح مسلمانوں کو دھوکا دے رہے ہیں۔ حقیقت میں ایسے افراد ایمان کے ڈاکو، شریعت کے باغی اور معاشرے کے لئے رِستے ہوئے ناسور کی مانند ہیں جن کی بدعقیدگی وبےعملی معاشرے کو اپنی لپیٹ میں لے رہی ہے خصوصاً نوجوان نسل ان دھوکہ باز اور مفاد پرست افراد کی وجہ سے اہلِ حق بندگانِ خدا سے بھی متنفر اور بیزار معلوم ہوتے ہیں۔

قُمْ بِاِذْنِ اللّٰهِ جو کہتے تھے سب رخصت ہوئے　　خانقاہوں میں 'مجاور' رہ گئے یا 'گورکُن'
گُل گئے، گلشن گئے، باقی دَھتورے رہ گئے　　کامل گئے، اکمل گئے، باقی اَدھورے رہ گئے

اولیاء اللہ

الحمد لله الذی جعل الافلاك والارضین والصلوٰة والسلام علیٰ من كان نبیاً وآدم بین المآء والطین وعلیٰ آلهٖ واصحابهٖ اجمعین . أما بعدُ فقد قال الله تعالیٰ

﴿اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ۚ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا یَتَّقُوْنَ ۚ لَهُمُ الْبُشْرٰى فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَةِ﴾ (یونس/۶۳)

خبردار ہو جاؤ ! یقیناً اولیاء اللہ (اللہ کے دوستوں) کو نہ کوئی خوف ہے نہ رنج وغم ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور (عمر بھر) پرہیزگاری کرتے رہے۔ انھیں کے لئے بشارت ہے دُنیوی زندگی میں اور آخرت میں۔

اللہ تعالیٰ جن لوگوں کو اپنا خاص قرب عطا فرماتا ہے انھیں اولیاء اللہ کہتے ہیں جو صاحبِ ایمان اور متقی ہو' اللہ اور رسول کی محبت کو دُنیا کی تمام چیزوں سے زیادہ رکھتا ہو' اللہ تعالیٰ کی عبادت زیادہ کرتا ہو اور گناہوں سے بچتا ہو وہ اللہ تعالیٰ کا دوست اور پیارا ہوتا ہے اسی کو ولی کہتے ہیں۔ وَلی وہ جو فرائض سے قربِ الٰہی میں مشغول رہے اور اطاعتِ الٰہی میں مشغول رہے اور اُس کا دل نورِ جلالِ الٰہی میں مستغرق ہو۔ وَلی وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی صفات کا عارف ہو اور طاعتوں پر مواظبت و مداومت کر رہا ہو اور معاصی سے بچ رہا ہو اور لذت وشہوات میں منہمک نہ ہو۔ ولی وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے احکام پر صابر رہے۔ وَلی وہ جو اللہ تعالیٰ کا علم رکھنے والا' اُس کی اطاعت پر مداومت کرنے والا اور اُس کی عبادت میں اخلاص برتنے والا ہو۔ وَلی وہ ہے جس نے نفس وشیطان اور دُنیا اور اپنی خواہشات سے منہ موڑ لیا اور اپنے چہرے کو مولیٰ عزوجل کی طرف پھیر دیا اور دُنیا وآخرت (دونوں) سے بے رخی کر کے اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور چیز کا طالب نہ ہو۔

وَلی کا معنٰی ومفہوم :

☆ وَلی کے معنی ہے قریب، نزدیک، محبّ، صدیق اور مددگار۔ (قاموس)

☆ ولایت کے معنٰی ہے قرب، یہ قرب خواہ جگہ کے اعتبار سے ہو یا نسبت کے لحاظ سے، دین کے اعتبار سے ہو یا دوستی کے اعتبار سے، اعتقاد کے اعتبار سے ہو یا نصرت اور مدد کے اعتبار سے۔ ولایت کا معنٰی کسی چیز کا انتظام کرنا بھی آتا ہے۔ (المفردات، امام راغب)

☆ ولی یہ قرآنی اصطلاح ہے۔ مطلقاً ولایت کا انکار کفر ہے۔ ولایت قربِ خداوندی کا نام ہے وَلی وہ ہے جو فرائض ونوافل سے قربِ الٰہی حاصل کرے، قرآن کے مطابق وَلی وہ ہے جو ایمان وتقویٰ دونوں کا جامع ہو۔ حدیث کی روشنی میں وَلی وہ ہے جس کو دیکھنے سے خدا یاد آئے۔ وَلی وہ ہے جس کا ظاہر شریعت سے آراستہ ہو اور باطن طریقت سے مزین ہو۔

نتیجہ یہ نکلا کہ ولایت دو چیزوں سے ملتی ہے 'ایمانِ کامل اور اتباعِ شریعت' سے۔ معلوم ہوا کہ غیر مسلم اور بے ایمان عاملوں، بہروپیوں، جاہل صوفیوں اور فقیروں کا ولایت سے کوئی تعلق نہیں، کیونکہ وَلی شریعت وسُنت کے پابند اور خوفِ خدا اور عشقِ مصطفیٰ کے سنگم ہوتے ہیں۔

☆ سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ وَلی وہ ہے جس کا چہرہ زرد، آنکھیں تَر اور پیٹ بھوکا ہو۔ (روح البیان)

☆ وَلی وہ مومن کامل ہے جو عارف باللہ ہوتا ہے دائمی عبادت کرتا ہے ہر قسم کے گناہوں سے بچتا ہے لذت اور شہوات میں منہمک ہونے سے گریز کرتا ہے۔
(شرح المقاصد)

☆ وَلی سے مراد ہر وہ شخص ہے جو عالم باللہ ہو اور اخلاص کے ساتھ دائمی عبادت کرتا ہو۔ (فتح الباری، حافظ ابن حجر عسقلانی)

☆ صوفیاء کرام کی اصطلاح میں 'وَلی' اس کو کہتے ہیں جس کا دِل ذکرِ الٰہی میں مستغرق رہے۔ شب وَ روز وہ تسبیح و تہلیل میں مصروف ہو۔ اُس کا دل محبتِ الٰہی سے لبریز ہو اور کسی غیر کی وہاں گنجائش تک نہ ہو۔ وہ اگر کسی سے محبت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے لئے، اگر کسی سے نفرت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے لئے۔ یہی وہ مقام ہے جسے 'فناء فی اللہ کا مقام' کہتے ہیں۔ (تفسیر مظہری)

☆ غوث صمدانی، قطب ربّانی، محبوب سبحانی حضرت سیدنا محیی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اگر تم کسی کو ہوا میں اُڑتا ہوا دیکھو لیکن وہ شریعت کا پابند نہ ہو تو وہ استدراج ہے ولایت نہیں۔

☆ علمائے متکلمین کے نزدیک وَلی وہ ہے جس کا عقیدہ دُرست اور اعمال شریعت کے مطابق ہوں۔ (تفسیر کبیر، امام رازی علیہ الرحمہ)

وَلی کی شان یہ ہے کہ جس کو دیکھ کر خدا یاد آ جائے۔ بعض لوگ خلافِ شرع کام کرتے ہیں مثلاً نماز نہیں پڑھتے یا ڈاڑھی منڈاتے ہیں، غیر عورتوں کے ساتھ بے پردہ رہتے ہیں اور لوگ انھیں وَلی سمجھتے ہیں، یہ بالکل غلط ہے۔ اسلامی شریعت کے خلاف کام کرنے والا ہرگز وَلی نہیں ہوسکتا۔ سچے مجذوب کی پہچان یہ ہے کہ وہ کبھی شریعت کا مقابلہ نہیں کرے گا جیسے کہ اگر اُس سے نماز پڑھنے کے لئے کہا جائے تو وہ انکار نہیں کرے گا۔ (ملفوظات امام احمد رضا خان بریلوی)

☆ اللہ تعالیٰ جن لوگوں کو اپنا خاص قرب عطا فرماتا ہے انھیں اولیاء اللہ کہتے ہیں جو صاحبِ ایمان اور متقی ہو، اللہ اور رسول کی محبت کو دُنیا کی تمام چیزوں سے زیادہ رکھتا ہو، اللہ تعالیٰ کی عبادت زیادہ کرتا ہو اور گناہوں سے بچتا ہو وہ اللہ تعالیٰ کا دوست اور

پیارا ہوتا ہے اسی کو وَلی کہتے ہیں۔ ایمان و پرہیزگاری سخت ضروری ہیں لہذا کوئی بدمذہب ہندو، عیسائی، قادیانی، رافضی، خارجی، غیر مقلد اہلحدیث اور وہابی کتنی ہی عبادت کریں، وَلی نہیں بن سکتے، کیونکہ اُن کے پاس ایمان ہی نہیں۔ غور کرلو کہ سوائے اہلسُنّت و جماعت کے کسی فرقہ میں اولیاء اللہ نہیں ہوئے۔ بغداد، اجمیر، دہلی، لاہور، کچھوچھہ، گلبرگہ، اورنگ آباد......سب جگہ اہلسُنّت کا ہی ظہور رہے۔

☆ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی فرماتے ہیں: اگر کوئی شخص ہتھیلی پہ سرسوں جما کر اور ہوا میں اُڑ کر بھی دِکھائے تو اگر اس کا شریعت پر عمل نہیں تو وہ ہرگز اللہ کا وَلی نہیں ہوسکتا۔

☆ وَلی وہ جو فرائض سے قربِ الٰہی میں مشغول رہے اور اطاعتِ الٰہی میں مشغول رہے اور اس کا دل نورِ جلالِ الٰہی میں مستغرق ہو۔ (تفسیر کبیر)

☆ وَلی وہ ہے جس نے نفس و شیطان اور دُنیا اور اپنی خواہشات سے منہ موڑ لیا اور اپنے چہرے کو مولیٰ عزوجل کی طرف پھیر دیا اور دُنیا و آخرت (دونوں) سے بے رُخی کر کے اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور چیز کا طالب نہ ہو۔ وَلی وہ ہے جس کے چہرے پر حیاء، آنکھوں میں تری، دِل میں پاکی، زبان پر تعریف، ہاتھ میں بخشش، وعدے میں وفا اور بات میں شفا ہو۔

وَلی کی پہچان: حقیقت یہ ہے کہ ولی اللہ کی پہچان بہت مشکل ہے۔ شیخ ابوالعباس فرماتے ہیں کہ خدا کا پہچاننا آسان ہے مگر وَلی کی پہچان مشکل۔ کیوں کہ رب تعالیٰ اپنی ذات وصفات میں مخلوق سے اعلیٰ و بالا ہے اور ہر مخلوق اس پر گواہ۔ مگر وَلی شکل وصورت، اعمال وافعال میں بالکل ہماری طرح۔ (روح البیان)

بعض اولیاء فرماتے ہیں کہ وَلی کی پہچان یہ ہے کہ دُنیا سے بے پرواہ ہو اور فکر مولیٰ

میں مشغول ہو۔ بعض نے فرمایا کہ وَلی وہ ہے جو فرائض ادا کرے، رب تعالیٰ کی اطاعت میں مشغول رہے، اُس کا دل نورِ جلالِ الٰہی کی معرفت میں غرق ہو، جب دیکھے دلائلِ قدرت دیکھے، جب سُنے تو اللہ کی باتیں سُنے، جب بولے تو اپنے رب کی ثناء کے ساتھ بولے اور جو حرکت کرے اطاعت الٰہی میں کرے، اللہ کے ذکر سے نہ تھکے۔

(خزائن العرفان)

﴿اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا یَتَّقُوْنَ﴾ (یونس/۶۳)

جو ایمان لائے اور پرہیزگار رہے۔

﴿اِنْ اَوْلِیَآؤُهٗۤ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ﴾ (الانفال/۳۴)

اولیاء تو پرہیزگار (متقی) ہی ہیں۔

﴿وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِیْنَ یَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا﴾ (الفرقان/۶۳)

اور رحمٰن کے (خاص) بندے (وہ ہیں) جو زمین پر آہستہ چلتے ہیں۔

﴿وَالَّذِیْنَ یَبِیْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِیَامًا﴾ (الفرقان/۶۴)

اور جو اپنے رب کے لئے سجدے اور قیام میں راتیں گزارتے ہیں۔

لوگوں نے وَلی کی علامتیں اپنی طرف سے مقرر کر لی ہیں۔ بعض نے کہا کہ وہ جو کرامتیں دِکھائے، مگر یہ غلط ہے۔ اس لئے کہ عجائبات چار قسم کے ہیں۔ (۱) معجزہ (۲) ارحاص (۳) کرامت (۴) استدراج۔ معجزہ وہ عجیب وغریب کام جو مدعی نبوت (انبیاء) کے ہاتھ پر تصدیق دعویٰ کے لئے صادر ہو جیسے عصاءِ کلیم اور دمِ عیسیٰ علیہما السلام۔

ارحاص وہ عجائبات جو نبی کے ہاتھ پر دعویٰ کے صادر ظاہر ہوں جیسے حضرت حلیمہ کے گھر حضور ﷺ کے برکات۔ کرامت وہ عجائبات ہیں نبی کے اُمتی کے ہاتھ پر ظاہر ہوں جیسے حضور غوث پاک یا حضرت سلطان الہند خواجہ اجمیری، حضرت خواجہ نقشبند،

حضرت غوث العالم مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی رضی اللہ عنہم کے کرامات۔ استدراج وہ عجائبات ہیں جو کافر کے ہاتھ پر ظاہر ہوں۔ بہت سے عجائبات شیطان کر دِکھاتا ہے' سنیاسی جوگی صدہا کرتب کر لیتے ہیں' دجّال تو غضب ہی کرے گا' مُردوں کو جلائے گا' بارش برسائے گا۔ اگر عجائبات پر ولایت کا مدار ہو تو شیطان اور دجّال بھی وَلی ہونے چاہیں۔ صوفیائے کرام فرماتے ہیں کہ اگر ہوا میں اُڑنا ولایت ہے تو شیطان بڑا وَلی ہونا چاہیئے۔

بعض نے کہا کہ وَلی وہ جو تارک الدنیا ہو' گھربار نہ رکھتا ہو۔ لوگ کہا کرتے ہیں وہ وَلی کیا جو رکھے پیسہ۔ مگر یہ بھی دھوکا ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام' حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ' حضرت امام اعظم ابوحنیفہ' حضور غوث اعظم' مولانا روم رضی اللہ عنہم بڑے مالدار تھے۔ کیا یہ وَلی نہ تھے؟ یہ تو وَلی گر تھے۔ اور بہت سے سنیاسی کفار تارک الدنیا ہیں کیا وہ وَلی ہیں؟ ہرگز نہیں۔

بعض نے سمجھا کہ وَلی وہ جو بےعقل ہو' فی زمانہ لوگ ہر پاگل ودیوانہ کو وَلی سمجھ لیتے ہیں۔ یہ بھی غلط ہے۔ بعض وہ حضرات ہیں جو اِدھر اللہ سے واصل' اُدھر دُنیا میں شاغل۔ ولایت کے اعلیٰ درجہ پر پہنچ کر بھی عقل وخرد ہاتھ سے نہیں دیتے' اُنھیں سالک کہا جاتا ہے۔ مجذوب سے سالک افضل ہے کہ مجذوب بےفیض ہے اور سالک فیض رساں۔ مجذوب کمزور ہے کہ ایک جھلک کی تاب نہ لاسکا اور سالک قوی۔

کامل وہ ہے جس کے سَر پر شریعت ہو' بغلوں میں طریقت' سامنے دُنیوی تعلقات۔ ان سب کو سنبھالے' راہِ خدا طے کرتا چلا جائے۔ مسجد میں نمازی ہو' میدان میں غازی' کچہری میں قاضی (عدالت میں جج) اور گھر میں پکا دُنیا دار۔ غرض کہ مسجد میں آئے تو ملائکہ مقربین کا نمونہ بن جائے اور بازار میں جائے ملائکہ مدبرات امر کے سے کام کرے۔

بعض بیہودے دعوٰی ولایت کریں مگر نہ نماز پڑھیں نہ روزہ کے پاس جائیں اور شیخی ماریں کہ ہم کعبۃ اللہ میں نماز پڑھتے ہیں۔ سبحان اللہ نماز تو کعبۃ اللہ میں پڑھیں اور روٹی ونذرانے مُرید کے گھرلیں۔ یہ پورے شیاطین ہیں جب تک ہوش وحواس قائم ہیں تب تک احکامِ شرعیہ معاف نہیں ہوسکتے۔ شریعت' طریقت کی کسوٹی ہے یا طریقت سمندر ہے اور شریعت اُس کی کشتی۔ جو شخص ہوش وحواس میں رہ کر شریعت کی پابندی نہ کرے اور وَلی ہونے کا دعوٰی کرے وہ وَلی نہیں بلکہ مکار ہے۔ کوئی بے عمل وَلی نہیں ہوتا ہے۔ اللہ کا وَلی نمازی ہوتا ہے۔ آپ حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری کے مزار پر حاضری دیں تو مزار کے قریب مسجد نظر آئے گی۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری کے مزار کے قریب مسجد' حضرت قطب الدین بختیار کا کی کے مزار کے قریب مسجد' حضرت نظام الدین محبوب الٰہی کے مزار کے قریب مسجد' حضرت خواجہ سید محمد حسینی بندہ نواز گیسو دراز کے مزار کے قریب مسجد' حضرت غوث العالم مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی کے مزار کے قریب مسجد' حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی کے مزار کے قریب مسجد' حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے مزار کے قریب مسجد' حضرت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری کے مزار کے قریب مسجد' حضرت سید محمد اشرفی محدث اعظم کے مزار کے قریب مسجد' حضرت احمد رضا خان بریلوی کے مزار کے قریب مسجد' حضرت سید عبداللہ شاہ نقشبندی محدث دکن کے مزار کے قریب مسجد............ اللہ والوں کے مزارات کے ساتھ مسجدوں کا ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ وہ نمازی تھے۔

وَلی سے دشمنی رکھنا خدا سے جنگ کرنا ہے:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے میرے وَلی کو ایذاء پہنچائی' اُس سے میری جنگ حلال ہوگئی۔ (حلیۃ الاولیاء)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: **ان اللہ قال من عادی لی ولیا فقد اذنتہ بالحرب** (بخاری شریف) بیشک اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جس نے میرے وَلی سے دشمنی رکھی' میں اُسے اعلانِ جنگ کرتا ہوں۔ یعنی ولیوں سے دشمنی رکھنے والے اُن سے دشمنی نہیں رکھتے' درحقیقت وہ خدا کے دشمن ہیں' کیونکہ اولیاء کرام محبوبانِ خدا ہیں اور محبوبوں کا دشمن کبھی دوست نہیں ہوسکتا' بظاہر وہ کتنا ہی خیرخواہ کیوں نہ ہو۔

دشمنانِ اولیاء' خدا سے جنگ کرتے ہیں اور اصول یہ ہے کہ دورانِ جنگ ایک فریق دوسرے فریق کی سب سے اعلیٰ اور بہتر چیز کو چھیننے کی کوشش کرتا ہے۔ خدا سے جنگ کے دوران اولیاء کے دشمنوں کا ایمان چھین لیا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دشمنانِ اولیاء کو بے ایمانی کی حالت میں موت آتی ہے۔ (العیاذ باللہ منہ)

خُدا محفوظ رکھے ہر بلا سے خصوصاً گستاخیِ اولیاء سے

تصرفات اولیاء : اللہ تعالیٰ نے اولیاء کرام کو وسیع اختیارات اور بے شمار تصرفات عنایت فرما کر عام بندوں سے ممتاز فرما دیا ہے۔

اولیاء کی وجہ سے اہل دُنیا پر کرم کی بارشیں : اولیاء کرام میں ایک گروہ ابدال کا ہے یہ وہ عظیم جماعت ہے جس پر پوری دُنیا کے قیام کا انحصار ہے اور اُن کی بدولت دُنیا اور اہلِ دُنیا پر طرح طرح کی نوازشیں ہوتی ہیں اور مصائب' آلام' نحوستیں اور مصیبتیں اُٹھالی جاتی ہیں۔

(☆) سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے سامنے اہل شام کا تذکرہ کیا گیا' آپ اس وقت عراق میں تھے۔ لوگوں نے کہا: اے امیر المؤمنین ! (عراقیوں کی کارستانیوں کی وجہ سے) اُن پر لعنت کیجئے۔ آپ نے فرمایا: نہیں...... کیونکہ' میں نے رسول اللہ ﷺ سے سُنا' آپ فرماتے ہیں: ابدال شام میں ہیں اور وہ چالیس آدمی ہیں۔ جب بھی اُن میں کوئی شخص انتقال کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی جگہ

دوسرے شخص کو دے دیتا ہے۔ انہیں کی وجہ سے بارش نازل کرتا ہے اور انہیں کی وجہ سے انہیں دشمنوں کے مقابلے میں مدد دیتا ہے اور انہیں کی وجہ سے اہل شام سے مصیبتیں ٹالتا ہے۔ (مشکوٰۃ' مسند احمد)

[[موجودہ دور کے بدمذہب یہاں یہ اعتراض کرتے ہیں کہ اگر ابدال کی وجہ سے شام سے عذاب دُور ہوتا ہے تو آج کل مسلمان وہاں محکوم کیوں ہیں؟ کیا اب وہاں ابدال نہیں رہے؟

اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ شام میں ابدال موجود ہیں اور اُن کی برکات بھی موجود ہیں۔ اہل شام کا محکوم ومقہور ہونا اُن کے اعمال کا نتیجہ ہے۔ آپ اُن کی بداعمالیوں کا نزلہ اولیاء پر کیوں گراتے ہیں؟ اُن کی بدکرداریوں کی وجہ سے انہیں یہ بُرے دن دیکھنے نصیب ہوئے ہیں۔ قدرت کو یہی منظور ہے اور اولیاء کرام بھی اذن خداوندی کے تابع ہوتے ہیں۔ اگر وہ آج بھی اپنی عظمتِ رفتہ کو بحال کرلیں تو ابدال کی وجہ سے عذاب بھی دُور ہوگا اور اُن کی برکات کا اثر بھی ظاہر ہوجائے گا۔

اللہ تعالیٰ کا یہ اعلان برحق ہے ﴿**حقا علینا نصر المؤمنین**﴾ ہم پر مومنوں کی مدد کرنا لازم ہے۔ تو جن علاقوں میں مسلمان محکوم ومقہور اور غیر مسلموں کے ہاتھوں عذاب شدید سے دوچار ہیں' کیا وہاں اللہ تعالیٰ کی مدد نہیں پہنچ سکتی؟ آیا ختم ہوچکی ہے (معاذ اللہ)۔ کیا کوئی اور رُکاوٹ آڑے آچکی ہے؟ کیا (معاذ اللہ) اللہ تعالیٰ کی طاقت کمزور پڑگئی ہے۔]]

(☆) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: زمین چالیس ایسے آدمیوں سے کبھی خالی نہ ہوگی جو حضرت (ابراہیم) خلیل الرحمٰن کی مثل (یعنی ان کے زیر قدم) ہوں گے۔ انہیں کی برکت سے دُنیا والوں کو سیراب کیا جاتا ہے۔ انہیں کی وجہ سے اُن کی مدد کی جاتی ہے۔ اُن میں سے اگر

کسی کا انتقال ہو جائے تو اللہ تعالیٰ کسی دوسرے کو اُس کی جگہ بیٹھا دیتا ہے۔
(حلیۃ الاولیاء، طبرانی)

(☆) امام ابن المنذر نے قتادہ سے اپنی تفسیر میں روایت کیا ہے کہ ہمیشہ زمین میں اللہ کے اولیاء رہے ہیں جب سے اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو زمین پر اُتارا ہے کبھی زمین ابلیس کے لئے خالی نہیں رہی۔ اس میں ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے اولیاء رہے ہیں جو اُس کی اطاعت کرتے رہے ہیں۔

اولیاءِ کرام (ابدال و دیگر محبوبانِ خدا) کی دُعاؤں سے لوگ زندہ بھی ہوتے ہیں اور فوت بھی، بارش کا بھی نزول ہوتا ہے اور زمین فصل اور سبزہ بھی اُگاتی ہے لوگوں کی مدد بھی کی جاتی ہے اور انہیں رزق سے بھی نوازا جاتا ہے۔ دشمنوں کے مقابلے میں ایمان والوں کو کامیابی سے ہمکنار بھی کیا جاتا ہے اور دُنیا اور اہلِ دُنیا سے عذاب، مصائب، آلام، نحوستیں اور مصیبتیں بھی اُٹھائی جاتی ہیں۔ انہی کی وجہ سے دُنیا اور اہل دُنیا کو ثبات وقرار ہے۔

امام ربّانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حقیقت میں اہل اللہ کا وجود ہی کرامات میں سے ایک کرامت ہے اور مُردہ قلوب کا زندہ کرنا حق جل وعلا کی آیتوں میں سے ایک آیت (نشانی) عظمٰی ہے۔ وہ (اللہ والے) اس زمین کے باشندوں کے لئے امان ہیں اور غنیمت روزگار ہیں **بهم يمطرون وبهم يرزقون** (اُن کے طفیل بارش ہوتی ہے اور اُن کے وسیلے سے (لوگوں کو) رزق دیا جاتا ہے) یہ اُن ہی کی شان میں ہے۔ اُن کا کلام دوا ہے روا ہے اور اُن کی نظر شفا ہے۔ **هم جلساء الله وهم قوم لا يشقى جليسهم ولا يخيب انيسهم** (وہ اللہ تعالیٰ کے جلیس ہیں اور یہ وہ لوگ ہیں کہ جن کا ہم نشین بد بخت نہیں ہوتا اور اُن سے دوستی رکھنے والا نامُراد نہیں ہوتا۔ (دفتر دوم مکتوب)

اولیاء آنکھوں سے گناہ دُھلتے دیکھتے ہیں:

امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ جب لوگوں کا آپ وضو دیکھتے تو بعینہٖ اُن گناہوں کو پہچان لیتے جو دُھل کر پانی کے ساتھ گرتے' اور جُدا جُدا جان لیتے کہ یہ دُھوون گناہ کبیرہ کا ہے یا صغیرہ کا یا خلاف اولیٰ کا' بلا تفاوت اسی طرح جیسے اجسام کو کوئی مشاہدہ کرتا ہے۔ ایک مرتبہ کوفہ کی جامع مسجد کے حوض پر تشریف لے گئے' ایک جوان وضو کر رہا تھا' اُس کا پانی جو ٹپکا' امام نے اُس پر نظر فرمائی اور جوان سے فرمایا: اے میرے بیٹے ماں باپ کو ایذا دینے سے توبہ کر' اُس نے فوراً عرض کی' میں اللہ عزوجل کی جناب میں اس سے توبہ کرتا ہوں۔ ایک اور شخص کا دُھوون دیکھ کر فرمایا' شراب پینے سے اور آلات لہوولعب سُنّنے سے توبہ کر۔ وہ بھی اسی وقت تائب ہوگیا۔

سیدی عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ' نے یہ بھی فرمایا کہ حضرت علی خواص رضی اللہ عنہ گناہوں کے دُھوون جُدا جُدا پہچانتے کہ یہ حرام کا ہے یا مکروہ کا یا خلاف اولیٰ کا' ایک مرتبہ میں اُن کے ساتھ جامعہ ازہر کے حوض پر گیا' حضرت نے استنجاء کرنا چاہا مگر کچھ دیکھ کر لوٹ آئے۔ میں نے سبب پوچھا' فرمایا: ابھی اس میں کوئی کبیرہ گناہ دُھوگیا ہے اور میں نے اُس شخص کو دیکھا تھا جو حضرت سے پہلے یہاں طہارت کر کے جا چکا تھا۔ میں اُس کے پیچھے گیا اور اُس سے بیان کیا کہ حضرت یوں فرماتے ہیں۔ اُس نے کہا' واقعی حضرت نے سچ فرمایا' مجھ سے زنا واقع ہوگیا تھا' پھر حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر تائب ہوگیا۔ (میزان الشریعۃ الکبری)

بے ایمانوں کا کوئی وَلی (حمایتی وَمددگار) نہیں:

جن لوگوں کو اولیاء اللہ کا دامن نصیب نہیں ہو' وہ گمراہی کے گڑھے میں پڑے ہیں۔
یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ اولیاء کرام سے وابستگی اللہ تعالیٰ کی بارگاہِ عالیہ تک رسائی

حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔ بے یار و مددگار رہنا ہی بہت بڑا عذاب ہے۔

☆ ﴿وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ وَّلِيٍّ مِّنْ بَعْدِهٖ﴾ (الشوریٰ)

اور جسے اللہ گمراہ کرے اُس کا کوئی وَلی (رفیق) نہیں، اللہ کے مقابل۔ (یعنی گمراہ کا کوئی مددگار نہیں)

☆ ﴿وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ وَلِيًّا مُّرْشِدًا﴾ (الکہف)

اور جسے گمراہ کرے تو، ہرگز اُس کا کوئی (وَلی مرشد) حمایتی راہ دِکھانے والا نہ پاؤگے (گمراہ کا نہ کوئی مددگار رہے نہ کوئی مُرشد و رہبر)

☆ ﴿وَمَا كَانَ لَهُمْ مِّنْ اَوْلِيَآءَ يَنْصُرُوْنَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ سَبِيْلٍ﴾ (الشوریٰ) اور اُن کے کوئی دوست نہ ہوئے کہ اللہ کے مقابل اُن کی مدد کرتے اور جسے اللہ گمراہ کرے اُس کے لئے کہیں راستہ نہیں۔

(یعنی کفار کو جن دوستوں پر دُنیا میں بھروسہ تھا، یا جن قرابت داروں کے متعلق اُن کا خیال تھا کہ قیامت میں ہماری مدد کریں گے وہ کوئی مدد نہ کریں گے)

☆ ﴿فَمَنْ يَّهْدِيْ مَنْ اَضَلَّ اللّٰهُ ؕ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ﴾ (الروم)

تو اُسے کون ہدایت کرے جسے خدا نے گمراہ کیا اور اُن کا کوئی مددگار نہیں (بے یار و مددگار رہنا کفار کا عذاب ہے)

☆ ﴿وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ حَمِيْمٍ وَّلَا شَفِيْعٍ يُّطَاعُ﴾ (المومن)

اور ظالموں کا نہ کوئی دوست نہ کوئی سفارشی جس کا کہا مانا جائے۔

☆ ﴿وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ﴾

نہیں ہے تمہارے لئے اللہ کے سوا کوئی دوست اور نہ کوئی مددگار۔ (اور اللہ کے مقابل نہ تمہارا کوئی دوست ہے اور نہ مددگار)

مومنوں کے مددگار بہت ہیں :

﴿وَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا وَّاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ نَصِيْرًا﴾ (النساء/ ۷۵)

اے اللہ اپنی طرف سے ہمارے لئے وَلی بنا اور اپنی طرف سے ہمارے لئے مددگار بنا۔ (اور ہمیں اپنے پاس سے کوئی حمایتی و مددگار دے دے)

معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ جس پر مہربان ہوتا ہے اُس کے لئے مہربان مقرر فرما دیتا ہے اور جس پر قہر فرماتا ہے اُسے بے یار و مددگار چھوڑ دیتا ہے اسی لئے مددگار بنانے کی دُعا مانگنے کا حکم دیا۔ غیر خدا کی مدد شرک نہیں بلکہ رب کی رحمت ہے۔ دُعا کا مقصد یہ ہے کہ مولیٰ یا تو ہمیں مکہ سے نکال یا مددگار مجاہدین کو بھیج جو ہمیں کفار کے چنگل سے چھڑائیں۔ اللہ نے اُن کی دُعا قبول فرمائی۔ غازیانِ اسلام نے مکہ فتح فرمایا۔ ان کمزوروں کو ظالموں سے چھڑایا۔

☆ ﴿فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰهُ وَجِبْرِيْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِيْرٌ﴾ (التحریم/ ۴) بے شک اللہ اُن کا مددگار ہے اور جبرئیل اور نیک ایمان والے، اور اس کے بعد فرشتے مدد پر ہیں۔

خیال رہے کہ نبی، مسلمانوں کے ایسے مددگار ہیں جیسے بادشاہ، رعایا کا مددگار۔ اور مومن، حضور ﷺ کے ایسے مددگار جیسے خدام اور سپاہی بادشاہ کے۔

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے بندے مددگار ہیں کیونکہ اس آیت میں جبرئیل اور صالح مسلمانوں کو مولیٰ یعنی مددگار فرمایا گیا اور فرشتوں کو ظہیر یعنی معاون قرار دیا گیا۔

☆ ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ﴾ (محمد/ ۷)

اے ایمان والو ! اگر تم اللہ (کے دِین) کی مدد کرو گے (تو) وہ تمہاری مدد فرمائے گا۔

اس میں اللہ تعالیٰ نے جو کہ غنی ہے اپنے بندوں سے مدد طلب فرمائی۔

☆ اللہ تعالیٰ نے میثاق کے دن ارواحِ انبیاء سے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے بارے میں عہد لیا کہ جب تمھارے پاس وہ رسُول تشریف لائے جو تصدیق کرنے والا ہو اُن (کتابوں) کی جو تمھارے پاس ہیں تو تم ضرور ضرور اُس پر ایمان لانا اور ضرور ضرور اُس کی مدد کرنا۔

﴿لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ﴾ (اٰل عمران/۸۱) معلوم ہوا کہ اللہ کے بندوں کی مدد کا میثاق کے دن سے حکم ہے۔

☆ ﴿اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا﴾ (مائدہ/۵۵)

تمہارا وَلی (مددگار) تو اللہ ہے، اور اُس کا رسول ہے اور مومنین صالحین ہیں۔

☆ ﴿وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ﴾ (التوبہ/۷۱)

اور مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں آپس میں ایک دوسرے کے حمایتی (مددگار) ہیں۔

☆ ﴿نَحْنُ اَوْلِيٰٓؤُكُمْ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِى الْاٰخِرَةِ﴾ (حٰم/۳۱)

ہم تمہارے مددگار ہیں دُنیا کی زندگانی میں اور آخرت میں۔

اب بتاؤ خدا کے سوا کوئی مددگار و حمایتی ہی نہیں تو یہ رسول کیسے مددگار ہو گئے اور یہ مومنین کیسے مددگار و حمایتی ہو گئے؟ معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ تمہارا بھی مددگار اور مسلمان بھی آپس میں ایک دوسرے کے مددگار و حمایتی۔ مگر رب تعالیٰ بالذات مددگار اور یہ بالعرض۔

☆ ﴿وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾ (المائدہ/۲) اور تم نیکی اور پرہیزگاری (کے کاموں) میں باہم ایک دوسرے کی مدد کرتے رہو اور گناہ اور ظلم میں ایک دوسرے کی مدد نہ کرو (نیک اور پرہیزگاری میں ایک دوسرے کی مدد کرو اور ایک دوسرے کی مدد نہ کرو سرکشی میں)۔ اس آیت میں ایک دوسرے کی مدد کا حکم دیا گیا۔

☆ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے غیر اللہ یعنی اپنے حواریوں سے مدد طلب کیا اور اپنے حواریوں سے خطاب فرمایا کہ میرا مددگار کون ہے ﴿مَنْ اَنْصَارِیْ اِلَی اللّٰهِ﴾ (ال عمران/۵۲) کون میرے مددگار بنتے ہیں اللہ کی طرف۔ (کون ہے اللہ کی راہ میں میری مدد کرنے والا)۔ حواریوں نے کہا ﴿نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ﴾ (ال عمران/۵۳) ہم ہیں اللہ کے دِین کے مددگار۔ (بوقتِ مصیبت اللہ کے بندوں سے مدد مانگنا سُنّتِ پیغمبر ہے)

☆ موسیٰ علیہ السلام کو جب تبلیغ کے لئے فرعون کے پاس جانے کا حکم ہوا تو عرض کیا ﴿وَاجْعَلْ لِّیْ وَزِیْرًا مِّنْ اَهْلِیْ هَارُوْنَ اَخِی اشْدُدْ بِهٖۤ اَزْرِیْ﴾ خدایا میرے بھائی کو نبی بنا کر میرا وزیر کردے، میری پشت (کمر) کو اُن کی مدد سے مضبوط کردے۔

اللہ تعالیٰ نے یہ نہ فرمایا کہ تم نے میرے سوا کا سہارا کیوں لیا؟ کیا میں کافی نہیں؟ بلکہ اُن کی درخواست منظور فرمالی۔ معلوم ہوا کہ بندوں کا سہارا لینا سُنّتِ انبیاء ہے۔

☆ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: (۱) **من فی حاجة اخیه کان الله فی حاجته** (بخاری و مسلم) جو شخص اپنے بھائی کی ضرورت پوری کرنے میں لگا رہے گا اُس کی ضرورت اللہ تعالیٰ پوری فرماتا رہے گا۔ (۲) **والله فی عون العبد ماکان العبد فی عون اخیه** (مسلم و ابوداؤد) اللہ تعالیٰ بندے کی مدد فرماتا رہے گا جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد میں لگا رہے۔ (۳) **ان لله خلقا خلقهم لحوائج الناس یفزع الناس الیهم فی حوائجهم اولٰئك الاٰمنون من عذاب الله** اللہ کے کچھ ایسے بندے ہیں جنہیں اللہ نے لوگوں کی ضرورتیں پوری کرنے کے لئے پیدا فرمایا ہے لوگ اپنی ضروریات کے لئے اُن کے پاس جاتے ہیں

یہی لوگ عذاب الٰہی سے مامون ہیں۔ (۴) **ان لـلـه اقـواما اختصهم بالنعم لـمـنـافع العباد يقرهم فيما مابذلوها فاذا منعوها نزعها منهم فحولها الى غيـرهـم** (ابن الدنیا) اللہ تعالیٰ نے کچھ لوگوں کے لئے نعمتیں خاص کر رکھی ہیں جن سے وہ بندوں کو فائدہ پہنچاتے ہیں وہ نعمتیں اُن لوگوں کے اندر اُس وقت تک رہتی ہیں جب تک وہ انہیں صرف کرتے رہتے ہیں پھر جب وہ یہ نعمتیں روک لیتے ہیں تو وہ دوسروں کے حوالہ کردی جاتی ہیں (۵) **لان يـمشى احـدكـم مع اخيه فى قضاء حـاجـتـه واشـار بـاصبعه افضل من ان يعتكف فى مسجدى هذا شهرين** (الحاکم) اپنے بھائی کی ضرورت پوری کرنے کی راہ میں قدم بڑھانا میری اس مسجد میں دو ماہ کے اعتکاف سے افضل ہے۔ **فـى قـضـاء حاجتـه** کہتے ہوئے آپ نے اپنی اُنگلی سے اشارہ فرمایا۔

اولیاءِ کرام خدائی طاقت کے مظہر ہیں :

دولتِ ایمان سے مشرف ہونے کے بعد اہلِ عزم و ہمت ترقی کے مختلف درجات طے کرتے ہوئے آگے بڑھتے چلے جاتے ہیں یہاں تک کہ اس بلند مقام پر فائز ہوجاتے ہیں جس کی وضاحت حضور رحمت عالمیان ﷺ نے یوں بیان فرمائی کہ **لايـزال العبـد يتقرب اليّ بالنوافل حتى احببتـه فاذا احببتـه كنت سـمعـه الذى يسـمـع به وبصـره الذى يبصـر به** اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ بندہ نفلی عبادات سے میرے قریب ہوتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اُس سے محبت کرنے لگتا ہوں اور جب میں اُس سے محبت کرنے لگتا ہوں تو میں ہی اُس کے کان ہوجاتا ہوں جن سے وہ سُنتا ہے اور میں ہی اُس کی آنکھ ہوجاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے۔ (بخاری شریف)

جب بندے کو قربِ نوافل کے ذریعے درجہ محبوبیت پر فائز کر دیا جاتا ہے تو نورِ جلالِ خداوندی اُس کی آنکھوں میں آ جاتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **وبصرہ الذی یبصر بہ** (بخاری شریف) اور میں اُس کی بصارت بن جاتا ہوں وہ اُس سے دیکھتا ہے۔ یہ انسانیت کا کمال ہے کہ بندہ صفات خداوندی کا مظہر ہو جائے۔ جب اللہ تعالیٰ کی صفت سمع کی تجلیاں اُس کی سمع میں چمکنے لگیں گی تو یہ ہر قریب و بعید کی آواز کیوں کر نہ سُن لے گا۔ یہ اُس کی ذاتی صفت نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی تجلی کا ظل ہے عکس ہے اور پرتو ہے۔ پرتو اور ظل غیر مستقل ہوتا ہے اور پرتو والا مستقل ہوتا ہے۔ پس اصل توحید تو یہ ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ کا اتنا قرب حاصل کرے کہ خدا کی صفات کا آئینہ بن جائے۔

علماء کرام اور اولیاء عظام : اللہ تعالیٰ نے مخلوق کی ہدایت و رہنمائی کا سلسلہ سیدنا آدم علیہ السلام سے شروع فرما کر حضور سید المرسلین ﷺ پر اس سلسلہ کو ختم فرما کر نبوت کا دروازہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے بند فرما دیا' تاہم ہدایت کا دروازہ قیامت تک کے لئے کھلا ہے۔ حضور ﷺ اصلاح باطن اور اصلاحِ ظاہر کے لئے تشریف لائے۔ رسول اللہ ﷺ دِینی علوم' رُوحانی علوم' تمام علوم کا مرکز ہیں۔ چونکہ اب دُنیا میں کوئی نیا نبی اور رسول تشریف نہیں لائے گا اس لئے حضور سرورِ کائنات ﷺ کے ہماری نگاہوں سے روپوش ہونے کے بعد ہدایت و اصلاح کا یہ کام اللہ تعالیٰ نے اُمت مسلمہ کے دو عظیم گروہوں کے سپرد فرمایا۔ ایک کی توجہ ہے قلب کی طرف' اور ایک کی توجہ ہے قالب کی طرف۔ ایک ہے جو قلب کی صفائی کر رہا ہے اور ایک ہے جو قالب کی نقش و نگار اُتار رہا ہے۔ ایک ہے علماء کی جماعت اور ایک ہے مشائخ (اولیاء) کی جماعت۔ اولیاء کی نظر قلب پر اور علماء کی نظر قالب پر۔ ظاہر کی اصلاح کی ذمہ داری علمائے دین کے سپرد ہوئی جب کہ باطن کی اصلاح کا کام

صوفیاء واولیاء کوسونپا گیا۔ جن پاکانِ اُمت کودین کے ظاہر کی حفاظت پر مامور فرمایا گیا، وہ علماء، مفسرین، محدثین، مجددین، مجتہدین، مجاہدین، مصلحین اور مبلغین کہلاتے ہیں جب کہ جن نفوس قدسیہ کے دم قدم سے دین کا باطنی نظام رواں دواں ہے وہ صوفیاء، فقراء، اولیاء (غوث وقطب) کہلاتے ہیں۔ یہ دونوں گروہ (علماء واولیاء) ہر دور میں اپنا فریضہ بڑی جانفشانی اور محنت سے ادا کرتے چلے آرہے ہیں۔

نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ کے مسائل سے آگاہی، دین کی ترویج واشاعت، عقائد کی درستگی، شریعت کا نفاذ اور مساجد ومدارس کا قیام علماء فرماتے رہے، جب کہ اخلاص نیت، حضور قلب، توکل، صبر وشکر، تسلیم ورضا، یقین واحسان، فنا وبقا، تزکیہ وتصفیہ اور منازل سلوک اولیاء وصوفیاء طے کرواتے رہے۔ آسمان کی زینت چاند اور تاروں سے ہے تو زمین کی زینت اولیاء اللہ سے ہے۔ ظاہری نور چاند وسورج سے ملتا ہے اور باطنی نور اولیاء اللہ سے ملتا ہے۔ کشتی بغیر ملاّح کے نہیں چل سکتی ہے اسی طرح حیات کی کشتی اولیاء اللہ کے بغیر منزلِ مقصود تک نہیں پہونچ سکتی ہے۔ جس طرح جسم کے درمیان رگوں سے رشتہ قائم ہے اسی طرح اولیاء اللہ، رسول کے زندہ معجزہ ہوا کرتے ہیں۔ اس لئے کہ اولیاء اللہ کے کمال سے رسول کے کمال کا پتہ چلتا ہے۔ عام لوگ دُنیا میں آتے ہیں اور انبیاء اولیاء دُنیا میں بھیجے جاتے ہیں۔ آنے اور بھیجے جانے میں فرق ہے اس لئے کہ آنا اپنی ذمہ داری پر ہوتا ہے اور بھیجنا بھیجنے والے کی ذمہ داری پر ہوتا ہے۔ ظاہری عضوء کو پاک کرنا علماء کا کام ہے اور دِل کا پاک کرنا اولیاء کا کام ہے۔ نماز میں جسم پاک کرا دینا، قبلہ رو کھڑا کر دینا، اس کے شرائط وارکان ادا کرا دینا علماء کا کام ہے مگر نماز میں خلوصِ حضورِ قلب، اس کا ریاء سے پاک ہونا اولیاء اللہ کے ذریعہ۔ گویا شرائطِ ادا علماء پورے کراتے ہیں اور شرائطِ قبول اولیاء۔ علماء پڑھاتے ہیں اولیاء پلاتے ہیں۔ ایمان کی لازوال نعمت علماء سے ملتی ہے

اور ایمان کی حفاظت اولیاء اللہ سے ہوتی ہے۔ شریعت کے حامل کو علماء کہتے ہیں اور طریقت کے حامل کو اولیاء کہتے ہیں۔ جہاں شریعت ختم ہوتی ہے وہیں سے طریقت شروع ہوتی ہے۔ علماء کے دربار میں زبان سنبھال کر رکھنا چاہئے اور اولیاء کی بارگاہ میں دل سنبھال کر رکھنا چاہئے۔ اس لئے کہ اولیاء دِل کے خطرات سے واقف ہوتے ہیں۔ علماء کا درس ایک مدت میں حاصل ہوتا ہے اور اولیاء کی ایک نگاہِ کرم سے منٹوں میں دِل کی دُنیا بدل جایا کرتی ہے۔ علماء سُناتے ہیں اولیاء کر کے دِکھاتے ہیں۔ سچا عالم وہ ہے جو فرمانِ الٰہی اور فیضانِ الٰہی دونوں کا جامع ہو۔ جاہل کے مقابلہ میں شیطان، عالم کو زیادہ ورغلاتا ہے۔ شیطان جانتا ہے کہ ایک عَالِم کے بگڑنے سے سارا عالم بگڑ سکتا ہے۔ کسی مذہب میں عَالِم کا ہونا حقانیت کی دلیل نہیں ہے مگر ولی کا ہونا حق ہونے کی دلیل ہے۔ اس لئے کہ عَالِم، رسول کی سُناتا ہے اور ولی رسول کو دِکھاتا ہے۔ میدانِ محشر میں سبھوں کو خوف ہوگا اور اولیاء اللہ بے خوف ہوں گے اس لئے کہ اور لوگ حساب دینے جائیں گے اور اولیاء حساب لینے جائیں گے۔

سراج الاولیاء علامہ جلال الدین رومی اپنی شہرہ آفاق تصنیف مثنوی شریف میں ارشاد فرماتے ہیں :

لوحِ محفوظ است پیش اولیاء　　　از چہ محفوظ است محفوظ از خطا

لوحِ محفوظ اولیاء اللہ کی نگاہوں میں ہے اس لئے کہ یہ حضرات گناہوں سے محفوظ ہیں۔ مقبول بندے کی نگاہ ایک آن میں زنگ آلود دِل کو صاف کر کے اس پر صیقل کر دیتی ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کی نظر سے برسوں کے مجرم جادوگر مومن صحابی صابر اور شہید ہو گئے۔ حضور غوث اعظم سیدنا عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ کی ایک نظر سے چور قطب ہو گئے اس لئے صوفیاء فرماتے ہیں :

ایک زمانہ صحبتِ با اولیاء　　بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا
ایک زمانہ صحبتِ با انبیاء　　بہتر از ہزار سالہ طاعت بے ریا
ایک زمانہ صحبتِ با مصطفٰے　　بہتر از لکھ سالہ طاعت بے ریا

قرآن مجید اور کعبۃ اللہ کا دیکھنے والا صحابی نہیں مگر حضور نبی کریم ﷺ کو اخلاص سے دیکھنے والا صحابی ہے۔ معلوم ہوا کہ اعمال سے زیادہ صحبت اثر کرتی ہے۔

عالمِ نزع میں ولی اللہ کی توجہ : علماء اور اولیاء (مشائخ) دونوں کے تعلق اتنے گہرے کہ ایک کے بغیر دوسرے کا کام نہیں چلتا۔ ایمان عالمِ دین سے ملتا ہے' مگر ایمان کی حفاظت اولیائے کرام سے ہوتی ہے۔ اسی لئے اولیاء اللہ' علماء کے شاگرد ہوتے ہیں۔اولیاء (مشائخ)' علماء سے علم حاصل کرتے ہیں اور یہ علماء' اولیاء سے بیعت ہوتے ہیں (مُرید ہوجاتے ہیں)۔

یہ دونوں جماعتیں گویا اعمال وایمان کے دو بازو ہیں جیسے پرندہ دونوں بازوؤں کے بغیر نہیں اُڑ سکتا' ایسے ہی ہمارے اعمال ان دو جماعتوں کی مدد کے بغیر بارگاہِ رب العالمین تک نہیں پہنچ سکتے' یہ دونوں جماعتیں زندگی کی گاڑی کے دو پہیے ہیں۔ علماء اور اولیاء دونوں میں ایسا رابطہ ہوگیا کہ نہ ولی کہہ سکے کہ ہمیں عالم کی ضرورت نہیں' اور نہ ہی عالم کہہ سکے ہمیں ولی کی ضرورت نہیں۔ ہم نے تو ایک موقع پر ایک زبردست عالم کا حال دیکھا ہے۔ اپنے وقت کا بہت بڑا امام' بہت بڑا مفکر' بڑا مفسر' اپنے وقت کا بڑا ہی ذی علم جس کو صاحبِ تفسیر کبیر امام فخر الدین رازی رضی اللہ عنہ کے نام سے آپ جانتے ہیں۔ ایک ایسا وقت آ گیا تھا کہ انھیں بھی اپنے مُرشد کی ضرورت ہوگئی تھی۔ امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ سوچتے رہے کہ ساری چیزوں کا مقصد یہ ہے کہ ایمان کی حالت پر موت آئے اور جب آخری وقت آئے گا تو

شیطان مختلف دلائل دے کر ایمان سے ہٹانے کی کوشش کرے گا اُس وقت جواب کیسے دوں گا؟ توحید پر دلائل جمع فرماتے رہے اور سیکڑوں دلیلیں رکھ لیں کہ اللہ تعالیٰ ہی معبود واحد ہے۔ جب انسان کا نزع کا وقت قریب آتا ہے تو شیطان پوری کوشش کرتا ہے کہ کسی طریقہ سے مرنے والے کا ایمان ضائع کیا جائے کیونکہ اس وقت جو ایمان سے پھر گیا' تو پھر کبھی نہ لوٹے گا' چنانچہ حضرت امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ کا آخری وقت قریب آیا تو نزع کی حالت میں شیطان اپنے فریبی دلائل کے ساتھ پوری قوت سے آ گیا' توحید کے دلائل سمجھنا چاہتا ہے۔ کہنے لگا: اے رازی! تم نے بڑی بڑی' موٹی موٹی کتابیں لکھیں ہیں اور بہت سی فلسفیانہ موشگافیوں کا جواب دیا ہے' تم نے عمر بھر مناظرے کیے' بتاؤ خدا کے ایک ہونے کی تمہارے پاس کیا دلیل ہے؟ کیا تم نے خدا کو پہچانا؟ توحید سے ہٹانے کی کوشش شروع کر دیا۔ آپ نے کہا تو کیا ہٹائے گا میرے پاس دلیلیں ہیں۔ آپ نے فرمایا بے شک خدا ایک ہے۔ اُس نے کہا اس پر دلیل؟ آپ نے دلیل پیش کی۔ شیطان نے دلیل رَد کر دی اور وسوسوں کی یلغار کر دی اور آپ کو سوال کر کے پریشان کرنے لگا۔ وہ دلیل دیتے جا رہے ہیں وہ کاٹتا جا رہا ہے۔ آخر میں امام رازی کی جھولی بھی خالی ہوتی جا رہی ہے۔ حضرت امام فخر الدین رازی علیہ الرحمہ دلیل دیتے چلے جا رہے ہیں حتیٰ کہ آپ نے تین سو ساٹھ دلیلیں پیش کیں' شیطان نے سب ہی رد کر دیں۔ سوالات کے جواب دیئے مگر اس کی تشفی کسی طرح نہ ہو سکی۔ وہ دلیل مانگتا جا رہا ہے اور یہ سخت پریشانی میں مایوس ہوتے جا رہے ہیں کہ اب کیا کیا جائے۔ آخر کار اُس نے ایسی بات کہی جس سے اُن کی ساری دلیلیں تو ختم ہو گئیں۔ اب شیطان امام فخر الدین رازی سے ایمان چھیننے کے در پئے تھا وہ ڈر گئے کہ کہیں خاتمہ خراب نہ ہو جائے۔ اُدھر تقریبا (۳۰۰) میل کے فاصلے پر اُن کے پیر حضرت

پیر نجم الدین کبریٰ رضی اللہ عنہ مسجد میں وضو فرما رہے تھے۔ آپ اپنے کشف سے اس پریشانی کے منظر کو ملاحظہ فرما رہے تھے کہ اچانک آپ نے جلال میں آکر اپنا لوٹا دیوار پر مارا اور وہیں سے اشارہ کیا رازی کیوں الجھ رہا ہے' کیوں نہیں کہتا کہ میں خدا کو بلا دلیل مانتا ہوں۔ پھر دلیلِ توحید دی ﴿**قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ**﴾ اللہ ایک ہے۔ امام فخر الدین رازی کی زبان سے بھی اس وقت یہی جملہ نکلا اس طرح خاتمہ ایمان اور توحید پر ہوا۔ یہ بات امام فخر الدین رازی علیہ الرحمہ تک رُوحانی طریقے سے فوراً پہنچ گئی۔ اتنا کہہ دینا تھا کہ شیطان چلا گیا اور یوں اُن کی شیطان سے خلاصی ہوئی' اس لئے کہ کوئی بلا دلیل مانتا ہے تو کیا کوئی حجت کرے۔ جب مریدوں نے حضرت نجم الدین کبریٰ رحمۃ اللہ علیہ سے لوٹا دیوار پر مارنے کا سبب پوچھا تو انھوں نے امام رازی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا' اگر وہ مزید شیطان کے سوالوں کا جواب دے دیتے تو اُن کا ایمان خارج ہو جاتا......لہذا میں نے اُن کو یہاں سے ہی متنبہ کر دیا کہ تم خدا کو بے دلیل مان لینے کا اقرار کرو۔ یوں اللہ تعالیٰ نے ایک جید عالم کے ایمان کا تحفظ کر لیا اور ایک کامل مرشد کا ہی کام ہے کہ وہ باطنی طور پر اپنے مرید کا تحفظ اور نگرانی کرے۔ آج بھی دلیلیں مانگی جاتی ہیں جو علماء صالحین سے ثابت ہیں اور اولیاء کاملین سے ثابت ہیں اور اہل علم کی کتابوں سے ثابت ہیں۔ ان نظریات کے لئے دلیل مانگی جاتی ہے۔ جب دلیل دی جاتی ہے تو اس میں شک ڈالا جاتا ہے۔ کیا ہی اچھا جواب ہوتا کہ اگر تم بھی دلیل مانگنے والوں سے کہہ دو کہ دلیل تو علماء کا منصب ہے ہم تو بلا دلیل ہی مانتے ہیں۔ اس لئے کہ حدیث **ماراہ المومنون حسنا فھو عند اللہ حسن** جس کو مومنین اچھا کہہ دے وہ خدا کے نزدیک بھی اچھا ہے۔ دیکھو! تم بھی کبھی دلیل کے چکر میں نہ پھنسنا' دلیل دینا کام ہے مفتیوں کا۔ دلیل دینا کام ہے عالموں کا۔ دلیل دینا کام ہے شیخ الحدیث کا۔ جس کو دلیل لینا ہے

اُس کو چاہیئے کہ مفتی سے جا کر دلیل لے۔ جس کو دلیل لینا ہے وہ عالم سے جا کر دلیل لے۔ جس کو دلیل لینا ہے محدث سے جا کر دلیل لے۔ جس کو دلیل لینا ہے مفسر سے جا کر دلیل لے۔ عوام دلیل دینے کا محل نہیں ہیں۔ دلائل کتابوں سے ملتے ہیں، نظریات موروثی ہوا کرتے ہیں۔ اب کوئی کسی جاہل سے دلیل مانگے تو پتہ چلا کہ خود جاہل ہے۔ اگر وہ پڑھا لکھا ہوتا تو دلیل پڑھے لکھے لوگوں سے مانگتا، علم والوں سے مانگتا۔ ہم اپنے سیدھے سادھے مسلمانوں کو یہ ہی مشورہ دیں گے کہ تم سے جب کوئی پوچھے کہ اس کی کیا دلیل ہے صالحین جو اعمال کرتے چلے آرہے ہیں اور بزرگان دین کے اعمال جو تمہیں موروثی طور پر ملے ہیں ان کے تعلق سے اگر کوئی پوچھے تمہارے پاس کیا دلیل ہے تو کہہ دینا ہم ان کو بلا دلیل صحیح مانتے ہیں اور جب یہ کہو گے تو شیطان بھی بھاگ جائے گا۔ دوسرے کیوں نہ بھاگیں گے۔

صاحبِ تفسیر کبیر امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ جیسے علم وعمل کے جبلِ عظیم کو بھی حضرت پیر نجم الدین کبریٰ رحمۃ اللہ علیہ کی ضرورت ہے۔ مُریداپنے شیخِ کامل سے بے نیاز نہیں ہوسکتا ......شیخِ کامل کی توجہ اور فیض ہی سے وہ رُوحانی منزلیں طے کرتا ہے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اچھے اچھے لوگوں کو بھی شیطان آخری مرحلہ میں بہکانے کی کوشش کرتا ہے۔ اس لئے کوشش کریں کہ اللہ والوں سے ملتے رہیں اور دُعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کا خاتمہ ایمان کی حالت پر فرمائے۔ (آمین)

اولیاءاللہ اور تبلیغِ اسلام : آج برصغیر (ہندوپاک) کی سرزمین پر جو کروڑوں مسلمان دِکھائی دیتے ہیں تو یہ کسی بادشاہ، سپہ سالا، جرنیل کی تبلیغ کا نتیجہ نہیں ...... بلکہ یہ لوگ اولیائے عظام (حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری، حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری، حضرت قطب الدین بختیار کاکی، حضرت نظام الدین محبوب الٰہی، حضرت خواجہ سید محمد حسینی بندہ نواز گیسودراز، حضرت غوث العالم مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی،

حضرت خواجہ بہاؤ الدین زکریا ملتانی، حضرت سید علی حسین اشرفی کچھوچھ شریف ......) اور علمائے کرام (حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی، حضرت مجدد الف ثانی، حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی، حضرت فضلِ حق خیر آبادی، حضرت عبدالقادر بدایونی، حضرت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری، حضرت سید محمد اشرفی محدث اعظم ہند، حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی، حضرت امام احمد رضا خان بریلوی، حضرت انوار اللہ فاروقی حیدر آبادی، حضرت خواجہ محمد قمر الدین سیالوی ....) کی سعی جمیلہ سے حلقہ بگوش اسلام ہوئے ہیں۔ یہی وہ مردانِ حق ہیں جن کے طفیل کفر و شرک کی کالی گھٹائیں کافور ہو گئیں۔

ضلالت و گمراہی کے اندھیرے چھٹ گئے۔ ظلمت کدہ ہند میں نورِ اسلام کا اُجالا پھیلا۔ فضائیں نغمہ توحید و رسالت سے معمور ہو گئیں اور بتوں کے پجاری خدائے وحدہٗ لاشریک کے حضور سجدہ ریزے ہو گئے۔ مگر افسوس کہ آج انہی پاکباز ہستیوں کے آستانوں کی حاضری کو شرک و بدعت قرار دیا جا رہا ہے حالانکہ انہوں نے شرک و بدعت کے قلعے گرائے اور توحید و رسالت کے جھنڈے لہرائے اور انہی کی بدولت ہمیں دین و ایمان کی دولت نصیب ہوئی ہے۔ یہ اولیاء کرام کی قائم کردہ خانقاہیں اور آستانے ہی ہیں جہاں سے دُنیا والوں کو توحید کا نور ملا، شریعت کا شعور ملا، سُنّت کا جامِ ظہور ملا۔ خانقاہوں اور آستانوں سے فیضیاب ہونے والوں نے شرک کی جڑیں اکھاڑیں، کفر کے مراکز ختم کئے، حق کا بول بالا کیا، کفر کا منہ کالا کیا، بت کدوں میں توحید کی شمعیں جلائیں، کلیساؤوں میں اذانیں سُنائیں، رسالت کے علم لہرائے، صداقت کے سکے جمائے، عبادت کے نشے چڑھائے، بطالت کے صنم گرائے۔ اسی نظام والوں نے دُنیا کے بت کدوں میں لوگوں کو توحید کا پیغام دیا، وحدت کا جام دیا، اسلام کا نام دیا، دین کا نظام دیا، شریعت کا انعام دیا۔

کرامت کا معنیٰ ومفہوم :

کرامت کا لغوی معنیٰ ہے بزرگی، عزت۔ یہ وہ حیرت انگیز اور خرقِ عادت (خلاف عادت) کام ہے جو ولی کے ہاتھ پر ظاہر ہوکر صاحبِ کرامت کی بزرگی، بڑائی اور عزت کو ظاہر کرتا ہے اس لئے اُسے کرامت کہا جاتا ہے۔

☆ علامہ نسفی فرماتے ہیں : **وکرامته ظهور امر خارق للعادة من قبله غير مقارن لدعوى النبوة** (شرح عقائد) کرامت اس خلاف عادت کام کو کہتے ہیں (جو کسی نیک) شخص سے ظاہر ہو اور نبوت کے دعویٰ کے ساتھ ملا ہوا نہ ہو (بلکہ صاحب ولایت سے متعلق ہو)۔ یعنی اگر خلاف عادت کام نبوت کا دعویٰ کرنے والے کے ہاتھ پر ظاہر ہو تو 'معجزہ' ہوتا ہے اور اگر وہ کام ایسے نیک آدمی کے ہاتھ پر ظاہر ہو جس نے نبوت کا دعویٰ نہ کیا ہو تو 'کرامت' کہلاتا ہے۔

☆ امام جرجانی فرماتے ہیں: **الكرامة هى ظهور امر خارق للعادة من قبل شخص غيرمقارن لدعوى النبوة فما لايكون مقرونا بالايمان والعمل الصالح يكون استدراجاً وما يكون مقروناً بدعوى النبوة يكون معجزة** (کتاب التعریفات) یعنی کسی ایسے شخص سے خلاف عادت امر کا ظہور 'کرامت' کہلاتا ہے جس نے نبوت کا دعویٰ نہ کیا ہو، پس اگر یہ خلاف عادت کام ایمان اور عمل صالح کے بغیر وقوع پذیر ہو تو 'استدراج' ہے اور جو خلاف عادت کام نبوت کے دعویٰ کے ساتھ ظہور پذیر ہو وہ 'معجزہ' ہوتا ہے۔

خلاف عادت امور کی اقسام :

خلاف عادت امور چھ قسم پر ہیں :

ارحاص، معجزہ، کرامت، معونت، استدراج اور اہانت۔

ارحاص : اعلان نبوت سے قبل نبی سے جو خلاف عادت امور صادر ہوں، انہیں 'ارحاص' کہا جاتا ہے جیسے حضرت جابر بن سمرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **انی لاعرف حجرا بمکة کان یسلم علی قبل ان ابعث الی لاعرفه الان** (مسلم) میں مکہ میں اس پتھر کو پہچانتا ہوں جو اعلان نبوت سے پہلے مجھ پر سلام عرض کرتا تھا، میں اُس کو اب بھی پہچانتا ہوں۔ اور......حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کے گھر حضور ﷺ کے برکات

معجزہ : اعلان نبوت کے بعد نبی سے جو خلاف عادت امور صادر ہوں اور وہ اس کے دعویٰ نبوت کی تائید کریں 'معجزہ' کہلاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے نبیوں و رسولوں کی سچائی وصداقت اور قدرت کی نشانیاں ظاہر کرنے کے لئے عجیب وغریب، حیرت اور تعجب میں ڈالنے والے ایسے خلاف عادات کام کرائے جو کسی مخلوق سے ممکن نہیں اور اس سے منکرین عاجز ہو جائیں وہ معجزہ (Miracle) ہے۔ معجزہ نبوت کی علامت ہے جو دعویٰ نبوت کرنے والے کے ہاتھ پر ظاہر ہو۔ انبیاء کے معجزے جو قرآن مجید اور احادیث شریف میں بیان ہوئے ہیں سب حق و سچ ہیں اور اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات کی دلیل ہیں جیسے حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی جسے قرآن کریم میں ناقۃ اللہ (اللہ کی اونٹنی) فرمایا گیا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی لاٹھی کا سانپ ہو جانا اور فرعونی جادوگروں کے سانپوں واژدہوں کو نگل جانا، یوں ہی آپ کا ید بیضاء (روشن ہاتھ)۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مُردوں کو زندہ کرنا، مادرزاد اندھے، اور کوڑھی کو اچھا کر دینا اور پرندوں کی شکل کے کھلونے مٹی سے بنا کر ان میں پھونک مار کر سچ مچ کے پرندے بنا دینا اور پھر انہیں ہوا میں اُڑا دینا ...... ہمارے حضور ﷺ کے معجزے تو بہت ہیں۔ ڈوبے ہوئے سورج کو پلٹانا، اشارہ سے چاند کے دو ٹکڑے کر دینا، اُنگلیوں سے پانی جاری ہونا، تھوڑے سے کھانے کا کثیر جماعت کے لئے کافی ہو جانا، دودھ کی معمولی مقدار سے کثیر

افراد کا سیراب ہونا، کنکریوں کا تسبیح پڑھنا، لکڑی کے ستون میں ایسی صفت پیدا ہو جانا جو خاص انسانی صفات سے ہے یعنی نہ صرف تھرتھرانا اور رونا بلکہ فراق محبوب کا اس میں احساس پیدا ہونا، درختوں اور پتھروں کا آپ کو سلام کرنا، درختوں کو بُلانا اور اُن کا آپ کے حکم پر چل کر آنا، جانی دشمنوں کو جاںنثار و دوست بنانا، روحوں کو پاکیزہ بنانا اور دِلوں کو بدل دینا، قرآن کریم حضور نبی کریم ﷺ کا زندہ معجزہ ہے دائمی معجزہ ہے ابدی معجزہ ہے اس کا اعجاز ہر وقت ہر آن موجود ہے یہ معجزہ آج بھی ہر مسلمان کے ہاتھ میں ہے حفاظ کے سینوں میں ہے اور بچہ بچہ کی زبان پر۔ جس کے مقابلہ میں دُنیا کی ساری قوتیں جِن و انسان عاجز رہے عاجز ہیں اور قیامت تک عاجز رہیں گے۔ معراج امام الانبیاء حضور ﷺ کا بہت ہی خاص معجزہ ہے۔

کرامت : وہ نیک مسلمان جو کسی نبی کی شریعت کا متبع اور مبلغ ہو اس سے ایسے خلاف عادت امور ظاہر ہوں جن سے اس کے مرتبہ اور مقام کا علم ہو ’کرامت‘ کہلاتے ہیں اور وہ اموراس کے نبی کے موید ہوں وہ ازخود مدعی نبوت نہ ہو۔ جیسے حضور سیدنا غوث اعظم یا حضرت سلطان الہند خواجہ اجمیری، حضرت خواجہ نقشبند، حضرت غوث العالم مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی رضی اللہ عنہم کے کرامات۔

اولیاءکرام سے جو کرامات صادر ہوتی ہیں وہ اُن کے نبیوں کے معجزے ہوتے ہیں کیونکہ ’مقام ولایت‘ اور ’درجہ کرامت‘ نبی ﷺ کی اطاعت اور پیروی کے بغیر ناممکن ہے۔ انبیاءکرام کے فیوض و برکات سے ہی اُن کے امتیوں کو یہ بلند مقام حاصل ہوتا ہے۔ نبیوں کے معجزات کا ولیوں سے ہاتھوں پر ظاہر ہونے میں اُن کے دین کی صداقت اور اُن کی صحت پر دلالت مقصود ہوتی ہے۔

معونت : کسی عام مسلمان سے کسی خلاف عادت کام کا ظاہر ہونا ’معونت‘ ہے۔

استدراج : کافرومشرک' گمراہ' فاسق وفاجر سے کسی خلاف عادت کام کا ظہور ہونا 'استدراج' ہوتا ہے۔ بہت سے عجائبات شیطان کر دِکھا تا ہے' سنیاسی جوگی صدہا کرتب کر لیتے ہیں' دجّال تو غضب ہی کرے گا'مُردوں کو جلائے گا' بارش برسائے گا۔ حقیقت یہ ہے کہ خلاف شرع افراد اور غیرمسلمان لوگ شیطانی قوتوں' جادوٹونہ اور جنات وموکلات کی مدد سے ایسے خلاف عادت کام کرگزرتے ہیں کہ جنھیں عام لوگ دیکھ کرانگشت بدنداں ہوجاتے ہیں اور حقیقتِ حال سے ناواقفی کی بناء پراُن کے گیت گانے لگتے ہیں' حالانکہ یہ سب جنتر منتر کا کیا دھرا ہوتا ہے' خلافِ شرع معاملات کے نتیجے میں یہ شیطانی تصرفات ہوتے ہیں۔ کرامت یا ولایت سے اس کا دور کا بھی واسطہ نہیں۔ اگر عجائبات پر ولایت کا مدار ہوتو شیطان اور دجّال بھی ولی ہونے چاہیں۔ صوفیائے کرام فرماتے ہیں کہ اگر ہوا میں اُڑنا ولایت ہے تو شیطان بڑا ولی ہونا چاہیئے۔

اہانت : جھوٹے نبی سے خلاف عادت کام کا ظہور ہو اور وہ اس کے دعویٰ کو جھٹلانے والا ہو'اہانت' ہے جیسے مسیلمہ کذاب سے کسی کانے نے کہا: آپ نبی ہیں تو دُعا کریں میری کانی آنکھ ٹھیک ہوجائے۔ اس نے دُعا کی تو اُس کی دوسری آنکھ کی بینائی بھی جاتی رہی۔ (شرح المقاصد) اسی طرح اُس نے ایک کنوئیں میں تھوکا اور یہ دعویٰ کیا کہ اس کا پانی میٹھا ہوجائے گا تو اس کا پانی کڑوا ہوگیا۔ یا جیسے مرزا غلام احمد قادیانی نے دعویٰ کیا کہ محمدی بیگم سے اُس کا نکاح ہوجائے گا لیکن اس کا نکاح مرزا سلطان محمد سے ہوگیا۔ پھر اُس نے دعویٰ کیا کہ شادی کے اڑھائی سال بعد مرزا سلطان محمد مرجائے گا اور محمدی بیگم اس کے نکاح میں آجائے گی لیکن خود مرزا غلام احمد مرگیا اور اس کی موت کے بعد دیر تک مرزا سلطان محمد زندہ رہا۔

کرامات موت سے منقطع نہیں ہوتیں :

یاد رہے کہ کرامات اولیاء موت سے منقطع نہیں ہوتیں بلکہ قبر میں بھی جاری رہتی ہیں۔ موت اُن کی ولایت کو ختم نہیں کرتی' وہ بعد از وصال بھی ولایت سے موصوف ہوتے ہیں اور کرامت ولایت کے ثمرات ومتعلقات ہیں ...... جب موصوف زندہ ہے تو اس کی صفات بھی قائم رہیں گی۔

☆ حضرت ملاعلی قاری فرماتے ہیں: **اولیاء الله لایموت بل ینتقلون من دار الی دار** (مرقات) اللہ کے ولی (حقیقی موت) نہیں مرتے بلکہ وہ ایک گھر سے دوسرے گھر کی طرف منتقل ہوتے ہیں۔

☆ حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: **الانبیاء والاولیاء یصلون فی قبورھم کما یصلون فی بیوتھم** (سرالاسرار) انبیاء اور اولیاء اپنی قبروں میں اسی طرح نمازیں پڑھتے ہیں جیسے وہ اپنے گھروں میں نمازیں پڑھتے ہیں۔

☆ علامہ محمد الشوبری الشافعی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: **وکرامات الاولیاء لاتنقطع بموتھم** (شواہد الحق) اور اولیاء کی کرامات اُن کی موت سے منقطع نہیں ہوتیں۔

☆ علامہ ابوسعید خادمی قونوی لکھتے ہیں: **لیجوز التوسل الی اللہ تعالیٰ والاستغاثہ بالانبیاء والصالحین بعد موتھم لان المعجزۃ والکرامۃ لاتنقطع بموتھم وعن الرملی ایضا بعد انقطاع الکرامۃ بالموت وعن امام الحرمین** (البریقہ شرح الطریقہ) انبیاء اور اولیاء سے اُن کی وفات کے بعد بھی مدد مانگنا اور انہیں اللہ کی طرف وسیلہ سمجھنا جائز ہے کیونکہ معجزہ اور کرامت موت سے منقطع نہیں ہوتے۔

☆ علامہ عبدالحی لکھنوی لکھتے ہیں: **فان الرسالۃ لاتنقطع بالموت بل وکذا الولایۃ وجمیع المکارم الدینیۃ کیف** (عمدۃ الرعایۃ فی حل شرح الوقایۃ' کتاب الجہاد)

پس بیشک موت کے ساتھ رسالت منقطع نہیں ہوتی اور اسی طرح ولایت اور تمام اوصاف دینیہ ختم نہیں ہوتے تو نبوت کیسے منقطع ہوسکتی ہے؟

یعنی جس طرح نبی اور رسول کی وفات اس کی نبوت ورسالت کوختم نہیں کرتی ' ایسے ہی اولیاء کی موت اُن کی ولایت اور کرامت نہیں مٹا سکتی ۔ مٹنا تو درکنار' وفات کے بعد اُن کے تصرف واختیار اورقوت وطاقت میں غیر معمولی اضافہ ہوجاتا ہے۔

اللہ والے مرتے ہیں لیکن فنا ہوتے نہیں ۔۔۔ دَرحقیقت وہ کبھی ہم سے جُدا ہوتے نہیں

کراماتِ سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

تاجدارِ ولایت حضرت محبوب سبحانی حضور سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی غوث اعظم رضی اللہ عنہ کو کشف وکرامات اور مجاہدات وتصرفات کے لحاظ سے اولیاء کرام کی جماعت میں خصوصی امتیاز حاصل ہے۔ تمام اولیائے کرام چند کرامات لے کر آئے لیکن حضور غوث اعظم سر سے پاؤں تک کرامت ہیں' کرامت بن کر آئے ہیں۔ حضور غوث اعظم اپنے تمام صفات میں سب سے منفرد و بے مثال ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اولیاء متقدمین میں سے بہت سے باکمال اور بڑے بڑے صاحبانِ کشف وحال بزرگوں نے آپ کے ظہور کی بشارتیں دی ہیں اور اولیاء متاخرین میں سے ہر ایک آپ کی مدح وثنا کا خطیب رہا۔ علماء سلف وخلف نے آپ کے بلند درجات اور تصرفات وکرامات کے بارے میں اس قدر کتابیں تحریر فرمائیں کہ شاید ہی کسی دوسرے ولی کے بارے میں مستند تحریروں کا اتنا بڑا ذخیرہ موجود ہو۔ آپ کی بزرگی وولایت اس قدر مشہور اور مسلم الثبوت ہے کہ آپ کے 'غوث اعظم' ہونے پر تمام اُمّت کا اتفاق ہے۔ کسی ولی کی کرامتیں اس قدر تواتر کے ساتھ ہم تک نہیں پہنچی ہیں جس قدر تواتر کے ساتھ حضرت غوث اعظم کی کرامتیں ثقات سے منقول ہیں۔ ہر دور کے بڑے بڑے علماء دہر اور اولیاء عصر نے آپ کے تبحر علمی اور درجہ ولایت کی عظمت کا اعتراف کیا ہے۔ نسبی شرافت اور خاندانی وجاہت کے علاوہ علمی جلالت' علمی عظمت' کمالِ ولایت' کثرتِ کرامت کی جامعیت آپ کی یہ وہ خاص الخاص خصوصیات ہیں جو بہت کم اولیاء کو حاصل ہوئیں۔ حضور سیدنا غوث اعظم کو باوجود یہ کہ ۸۶۶ برس کا طویل زمانہ گزر گیا مگر آپ کی شہرت کے آفتاب کو کبھی گہن نہیں لگا بلکہ ہمیشہ آپ کی ولایت وکرامت کا ڈنکا چاردانگِ عالم میں بجتا ہی رہا اور آج بھی

آپ کی عظمتوں اور کرامتوں کا آفتاب اپنی پوری آب وتاب کے ساتھ چمک رہا ہے اور ان شآء اللہ قیامت تک چمکتا ہی رہے گا۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں' آپ کے کرامات اور خوارق عادات جو ہر وقت ظہور میں آتے تھے حصر وشمار کی حد سے خارج اور تقریر وتحریر کی مجال سے باہر ہیں۔ یہ ایک حقیقت ہے نہ کہ مبالغہ کیونکہ غوثیت مآب زمانہ طفلی ہی سے مظہر خوارق اور محل کرامت تھے اور نوے سال کی مدت میں جو آپ کا سن شریف ہے اتم الاحوال متصل طور پر اور بغیر انقطاع کے آپ سے خوارخ کا ظہور ہوتا تھا' (اخبار الاخیار)

☆ حضرت شیخ علی بن ہیتی علیہ الرحمہ کا ارشاد ہے' میں نے اپنے زمانہ میں حضور غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ سے زیادہ کرامت والا کوئی ولی نہیں دیکھا۔ جس وقت جس کا دل چاہتا آپ کی کرامت کا مشاہدہ کرلیتا۔ خوارق کبھی خود انہیں سے ظاہر ہوتے' کبھی اُن کے متعلق اور کبھی اُن کے ذریعہ سے' (اخبار الاخیار)

☆ حضرت شیخ شہاب الدین عمر شہروردی علیہ الرحمۃ ارشاد فرماتے ہیں' شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ بادشاہ طریقت اور موجودات میں تصرف کرنے والے تھے اور منجانب اللہ آپ کو تصرف کرامت کا ہمیشہ اختیار حاصل رہا' (مشائخ قادریہ)

امام اہلسنّت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں :

سورج اگلوں کے چمکتے تھے چمک کر ڈوبے — افقِ نور پہ ہے مہر ہمیشہ تیرا
تو حسینی حسنی کیوں نہ محی الدین ہو — اے خضرِ مجمعِ بحرین ہے دریا تیرا

بچپن کی کرامات :

(☆) منقول ہے کہ حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی ولادتِ مبارکہ سے کئی برس پہلے حضرت امام حسن عسکری رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک مُرید کو اپنا مصلّی عطا فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ میرے اس مصلّے کو بہ حفاظت رکھنا حتیٰ کہ پانچویں صدی ہجری

میں تولد ہونے والے قطب الاقطاب وغوث اعظم (شیخ عبدالقادر جیلانی) کو میرا یہ مصلّی تفویض کردینا۔ (مظہر جمال مصطفائی)

۔ حضرت امام حسن عسکری رضی اللہ عنہ نے اپنے الہام سے یہ غیبی بشارت دی کہ غوث اعظم رضی اللہ عنہ پانچویں صدی ہجری میں تولد ہونے والے ہیں۔ حضور غوث اعظم کی ولادت سے قبل ہی بہت سے اکابر اولیائے کرام نے اس طرح کی بشارتیں دی ہیں اور اپنے تذکروں میں خوب چرچا کیا۔

۔ حضرت امام حسن عسکری رضی اللہ عنہ نے اپنے مُرید کو اپنا مصلّی عطا فرمایا تا کہ وہ حضور غوث اعظم تک پہونچائیں۔ اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ وہ اپنی موت اور مرید کی زندگی سے باخبر ہیں۔

۔ حضرت امام حسن عسکری رضی اللہ عنہ نے مصلی عطا فرما کر یہ عقیدہ دیا کہ بزرگوں کی نشانی باعث تبرک ہوتی ہے اور بزرگوں کی نشانیاں اور امانتیں اُن کے اُہل کے سُپردہی کی جانی چاہئے۔

(☆) تمام علماء اور اولیاء کا اتفاق ہے کہ سیدنا غوث اعظم مادرزاد ولی ہیں۔ ایام شیرخوارگی میں حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ سے آثار ولایت ظاہر ہونے لگے تھے۔ والدہ ماجدہ کا بیان ہے کہ جب میرے پاس عبدالقادر پیدا ہوئے تو رمضان المبارک شروع ہو چکا تھا۔ ان مقدس ایام میں وہ طلوع فجر سے غروبِ آفتاب تک کبھی دودھ نہیں پیتے تھے۔ اتفاقاً ایک دفعہ ابر کے سبب رمضان کے چاند کی رویت میں لوگوں کو شبہ پڑگیا۔ بعض نے مجھ سے دریافت کیا کہ تم کو رویت ہلال (چاند نظر آنے) کی کوئی صحیح خبر ہے؟ میں نے کہا' آج میرے عبدالقادر نے دودھ نہیں پیا۔ اس لئے میں سمجھتی ہوں کہ آج رمضان المبارک کی پہلی تاریخ ہے کچھ دیر بعد معتبر شہادتوں سے ثابت ہوگیا کہ رمضان کا چاند نظر آ چکا ہے۔ آپ کی یہ کرامت اس قدر مشہور

ہوئی کہ اطراف گیلان میں ہر طرف یہ چرچا تھا کہ **وُلِدَ لِلْاَشْـرَافِ وَلَدٌ لَایَرْضَعُ فِـیْ رَمَضَـانَ** یعنی سادات کے گھرانے میں ایک بچہ ایسا پیدا ہوا ہے جو رمضان میں دن بھر دودھ نہیں پیتا۔ (قلائدالجواہر' بہجۃ الاسرار)

حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا یہ عمل ہے کہ پیدا ہوتے ہی شریعت مطہرہ کی پاسداری فرماتے ہیں جب کہ شیر خوار بچہ اس کا مکلّف ہی نہیں۔ اس سے واضح ہوا کہ مرتبہ ولایت پر وہی شخص متمکن ہوسکتا ہے جو پابند شرع اور احکام میں رخصت کے بجائے حتی المقدور عزیمت پر عمل پیرا ہو' نیز مسند ولایت کے شہ نشیں سرکار غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے اس عمل میں دورِ حاضر کے ان بے عمل پیروں' بہروپیوں اور نا اہل صوفیوں کے لئے درس ہدایت بھی ہے جو اپنی تمام تر بے عملی کے باوجود اپنے آپ کو ولی ثابت کرنے کے عارضہ میں مبتلا ہیں اور اُن کے ذہن و دماغ پر بزرگ کہلانے کا خبط سوار رہتا ہے انہیں یقین رکھنا چاہئے کہ شریعت مطہرہ کی خلاف ورزی کرنے والا ولایت کی خوشبو بھی نہیں پاسکتا۔

(☆) جب حضور غوث اعظم صلبِ پدر سے رحمِ مادر میں منتقل ہوئے تو اس وقت ام الخیر فاطمہ کی عمر ساٹھ سال تھی اور یہ بات مشہور ہے کہ قریشی عورت کے علاوہ اس عمر میں دوسری کوئی عورت حاملہ ہو ہی نہیں سکتی۔ مشہور یہ ہے کہ عرب کی عام عورتوں کو پچاس سال کی عمر تک استقرارِ حمل ہوجاتا ہے۔ چنانچہ ولادت کے بعد ہی سے حضور غوث اعظم کرامت وتوفیق کے ہاتھوں اور رافت ورحمت کی آغوش میں شیرِ نعمت سے پرورش پاتے رہے اور ابتداء سے سفر آخرت تک حمایت اور نصرتِ الٰہی آپ کے شاملِ حال رہی۔ (قلائدالجواہر)

(☆) جس رات حضور غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کی ولادت ہوئی' اُس رات جیلان شریف کی جن عورتوں کے ہاں بچہ پیدا ہوا' اُن سب کو اللہ تعالٰی نے لڑکا ہی عطا فرمایا اور وہ ہر نو مولود لڑکا اللہ کا ولی بنا۔ (قلائدالجواہر)

(☆) **شکمِ مادر میں علم**: روایت ہے کہ جب آپ پڑھنے کے لائق ہوگئے تو آپ کو قرآنِ مجید پڑھنے کے لئے ایک مدرسے میں لے جایا گیا۔ استاذ کے سامنے آپ دوزانو ہوکر بیٹھ گئے۔ استاذ نے کہا پڑھو **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ آپ نے **بسم اللہ الرحمن الرحیم** پڑھنے کے ساتھ ساتھ **الٓمّ** سے لے کر مکمل اٹھارہ پارے زبانی پڑھ ڈالے۔ استاذ نے حیرت کے ساتھ دریافت کیا کہ یہ تم نے کب پڑھا اور کیسے یاد کیا؟ فرمایا والدہ ماجدہ اٹھارہ پاروں کی حافظہ ہیں جن کا وہ اکثر وِرد کیا کرتی تھیں۔ جب میں شکم مادر میں تھا تو یہ اٹھارہ پارے سُنتے سُنتے مجھے یاد ہوگئے تھے۔ (خلاصۃ المفاخر)

حالتِ حمل میں حاملہ عورتیں اچھی غذائیں، میوے، قوت کی ٹانکس، کیلشیم کی گولیاں اور امراض سے بچنے کی احتیاطی دوائیں استعمال کرتی ہیں۔ یہ ساری تدابیر اس لئے اختیار کی جاتی ہیں کہ پیدا ہونے والا بچہ صحت مند، تندرست اور امراض سے محفوظ پیدا ہو۔ اگر حاملہ عورتیں غذائی احتیاط نہ کریں تو بچے کی صحت پر مضر اثرات مرتب ہوسکتے ہیں۔ بہرحال ماں باپ کی کیفیت پر بچے کی پیدائش کا انحصار ہوتا ہے۔ ماں باپ تندرست وصحتمند ہوں تو پیدا ہونے والا بچہ بھی تندرست وصحتمند ہوگا۔ ماں باپ اگر کمزور، لاغر، نحیف، بیمار اور امراض میں مبتلا ہوں تو بچہ بھی اسی کیفیت کے ساتھ پیدا ہوسکتا ہے۔ بلاتشبیہ وبلاتمثیل جس طرح ماں باپ کے جسمانی امراض اور رنگ ورُوپ پیدا ہونے والے بچے میں منتقل ہوسکتے ہیں اسی طرح ماں باپ کے رُوحانی امراض، بُری خصلتیں اور بداعمالیاں بھی پیدا ہونے والے بچے میں منتقل ہوسکتے ہیں۔ حاملہ عورت بچے کی پیدائش سے عین قریب اگر فلمی رسالہ پڑھتے پڑھتے، یا فلم دیکھتے دیکھتے، یا لڑتے جھگڑتے ہاسپٹل پہنچ جائے اور اسی حال میں بچہ کی پیدائش ہوجائے تو آپ خود سمجھ لیں کہ بچہ کن خرابیوں، بُری خصلتوں اور عادتوں کے ساتھ پیدا ہوگا......

لہذا حاملہ عورتوں کو خصوصیت سے ان باتوں کا خیال رکھنا چاہئے کہ وہ ہر چھوٹے بڑے یعنی صغیرہ وکبیرہ گناہوں (غیبت، تہمت، چغلی، جھوٹ، حسد، طنز وتکبر، ریا کاری، ایذا رسانی، فتنہ وفساد فضول بکواس......) سے بچیں۔ نمازوں کی پابندی کریں، درود شریف، توبہ واستغفار، رُوحانی وظائف واذکار، تلاوتِ قرآن مجید اور علمائے اہلسنّت وجماعت کی کتابوں کے مطالعہ میں مصروف رہیں۔ یاد رکھیں کہ ہمیشہ فطرت، عادت پر غالب آتی ہے۔ شکمِ مادر کی کیفیت فطرت ہوتی ہے اور پیدائش کے بعد کی تربیت عادت ہوتی ہے۔ بچہ شکمِ مادر میں جس طرح جسمانی طور پر مکمل شکل وصورت اختیار کرکے پیدا ہوتا ہے اسی طرح رُوحانی وفطری طور پر ماں باپ کے خصائل واوصاف کے ساتھ پیدا ہوتا ہے۔ بطنِ مادر بچے کا پہلا رُوحانی مدرسہ ہے اور دُنیا میں آنے کے بعد خانقاہ دوسرا رُوحانی مدرسہ ہے۔ اہل علم ودانش سے یہ حقیقت پوشیدہ نہیں کہ بچے کی ولادت کے بعد پہلی درسگاہ ماں کی گود (آغوش) ہے اور جیسے افکار واعمال ماں کے ہوں گے اولاد پر اس کا اثر ضرور آئے گا۔

سیدنا حضور غوث الثقلین رضی اللہ عنہ بطنِ مادر میں رُوحانی تربیت پائے۔ جب تک خواتین اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی فرمانبردار رہیں امام حسن، امام حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) غوث اعظم، امام غزالی، محمد بن قاسم، مجدد الف ثانی، شاہ عبدالحق محدث دہلوی، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، امام احمد رضا بریلوی اور محدث اعظم سید محمد اشرفی جیلانی (رحمہم اللہ تعالیٰ) جیسے فرزندان اسلام پیدا ہوتے رہے۔ ڈاکٹر علامہ اقبال کے ایک شعر کا مفہوم یہ ہے 'اے عورت ! تو حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرح باحیا اور باپردہ ہوجا، تاکہ تیری گود میں ایسا فرزند آئے جو امام حسین کی صفات کا مظہر ہو'۔

(☆) بچپن میں عام طور پر بچے کھیل کود کے شوقین ہوا کرتے ہیں مگر قدرت کو یہ منظور نہیں تھا کہ آسمانِ قطبیت کا یہ روشن ستارہ کھیل کود میں مارا مارا پھرے۔ اس لئے آپ لڑکپن ہی سے لہو ولعب سے متنفر اور دُور رہے۔ آپ نے خود اپنے بچپن کی کیفیت بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ **كُلَّمَا هَمَمْتُ اَنْ اَلْعَبَ مَعَ الصِّبْيَانِ اَسْمَعُ قَائِلًا يَّقُوْلُ اِلَيَّ يَامُبَارَكُ** یعنی جب کبھی میں بچوں کے ساتھ کھیلنے کا ارادہ کرتا تو میں سُنتا تھا کہ کوئی کہنے والا مجھ سے کہتا کہ اے برکت والے! میری طرف آجا۔ (بہجۃ الاسرار)

رہے پابندِ احکامِ شریعت ابتدا ہی سے
نہ چھوٹا شیر خواری میں بھی روزہ غوثِ اعظم کا
اِلَيَّ يَامُبَارَكُ آتی تھی آواز خلوت میں
یہ دربارِ الٰہی میں ہے رُتبہ غوثِ اعظم کا

حضور غوث اعظم کے ہمراہ ملائکہ کا قیام : ایک مرتبہ لوگوں نے حضور غوثیت مآب سے عرض کیا کہ آپ کو اپنی ولایت کا علم کب ہوا؟ تو فرمایا کہ دس برس کی عمر میں جب میں مکتب میں پڑھنے کے لئے جارہا تھا تو میں نے دیکھا کہ ملائکہ میرے ہمراہ چل رہے ہیں۔ جب میں مکتب میں داخل ہوا تو میں نے یہ آواز سُنی کہ **اِفْسَحُوْ وَلِيِّ اللّٰهِ** یعنی اللہ کے ولی کے لئے جگہ کُشادہ کردو (راستہ صاف کردو)۔ پھر ایک دن یہ واقعہ ہوا کہ میرے ہمراہ ایک ایسا شخص چلنے لگا جس سے میں قطعا واقف نہ تھا۔ اس وقت میں نے سُنا کہ ملائکہ ایک دوسرے سے سوال کررہے ہیں: 'جانتے ہو یہ بچہ کون ہے'؟ اُن میں سے ایک نے جواب دیا: یہ نہایت معزز گھرانے کا لڑکا ہے اور عنقریب اس کو وہ عظمت حاصل ہوگی کہ جس میں کوئی مزاحمت نہ کرسکے گا اور اُس کو ایسا قرب حاصل ہوگا کہ اس کو کوئی فریب نہ دے سکے گا' پھر

چالیس سال بعد مجھے معلوم ہوا کہ میرے ہمراہ چلنے والا فرد 'ابدالین' میں سے تھا۔ اسی طرح جب میں بچپن میں لڑکوں کے ساتھ کھیلنے کا قصد کرتا تو کسی منادی غیب کی آواز سُنتا 'اے فرزند سعادت مند' یہ سُن کر میں خوفزدہ ہوکر والدہ کی آغوش میں جا چھپتا لیکن اس کے بعد وہ آواز آج بھی اپنی خلوتوں میں سُنتا ہوں۔ (قلائدالجواہر)

بچپن کی مشہور کرامت : حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے نانا حضرت عبداللہ صومعی رضی اللہ عنہ ایسے جامع کمالات اور عظیم المرتبہ بزرگ تھے جن کے افعال واقوال' کردار واعمال' اذکار واشغال' ارشاد واحوال ہمارے لئے باعث تقلید اور مشعل راہ ہیں۔ ربّ لم یزل کی بارگاہ بے نیاز سے آپ کو جاہ وحشم بھی ملا' عزت وعظمت بھی ملی اور شہرت وناموری بھی ملی۔ آپ کا شمار جیلان کے مشائخ اور زہاد کے سرداروں میں تھا آپ کی کرامات بھی مشہور زمانہ تھیں' آپ مستجاب الدعوات بزرگ تھے۔ جن دنوں حضور غوث اعظم اپنے نانا حضرت عبداللہ صومعی رضی اللہ عنہ کی کفالت میں پروان چڑھ رہے تھے ایک عظیم کرامت آپ کی ذات بابرکات سے ظاہر ہوئی جس کے دیکھنے کے بعد حضرت عبداللہ صومعی بھی آپ کی عظمت وبزرگی کے سامنے سرخمیدہ ہوگئے۔ ایک دفعہ ایک عورت بچے کو گود میں لیے زاروقطار روتی ہوئی حضرت عبداللہ صومعی کی خانقاہ میں داخل ہوئی اور سسکیاں بھرتی ہوئی عرض کرنے لگی کہ میں ایک بیوہ عورت ہوں' میرے شوہر کی واحد نشانی اور میری زیست کا کل سرمایہ یہی ایک بچہ تھا جس کے بیمار ہونے پر میں اسے خانقاہ میں لا رہی تھی کہ یہ راستے ہی میں انتقال کرگیا۔ اب میں بڑی امیدوں کے ساتھ یہاں آئی ہوں۔ خدا کے واسطے میرے بچے کو زندگی عطا فرما کر مجھ پر احسان فرمائیں۔ حضرت عبداللہ صومعی نے مراقبہ فرمایا اور پھر لوحِ محفوظ ملاحظہ فرمانے کے بعد ارشاد فرمایا کہ تیرے بچے کی زندگی ختم ہوچکی ہے اور اب تیری تقدیر میں بچہ نہیں' لہذا اب تو

صبر کر۔ اتنا سُننا تھا کہ عورت کی امیدوں کے تار پود بکھر کر رہ گئے، غم سے نڈھال خانقاہ کے ایک حصے میں بیٹھ کر سسکیاں لینے لگی۔ حضور غوث اعظم جو ابھی حد بلوغ کو بھی نہیں پہونچے تھے عورت کے قریب تشریف لائے اور بڑی متانت سے رونے کا سبب دریافت فرمایا۔ عورت نے ہچکیاں لیتی ہوئی پوری داستانِ غم سُنا ڈالا اور امید بھری نظروں سے آپ کو دیکھنے لگی۔ دُکھیاری عورت کے ملتجیانہ لہجہ سے آپ کا دل پگھل گیا اور بڑی سنجیدگی کے ساتھ فرمایا: تمہیں غلط فہمی ہوئی، تمہارا بچہ مُردہ نہیں بلکہ زندہ ہے۔ لو دیکھو یہ حرکت کر رہا ہے۔ غم کی ماری نے بیتابی سے کپڑا اُٹھایا تو بچہ واقعی حرکت کر رہا تھا۔ عورت کے بے قرار دل سے طمانیت کی تیز آواز بلند ہوئی جسے سُن کر حضرت عبداللہ صومعی رضی اللہ عنہ اپنے حجرے سے باہر نکلے۔ ایک نظر زندہ و متحرک بچے پر ڈالی اور پھر عصا اُٹھا کر نواسے کی جانب بڑھے جس نے عہد طفلی میں ہی تقدیر خداوندی کے سربستہ راز کو سرعام کھول دیا تھا۔

حضور غوث اعظم اپنے نانا کے چہرے کو دیکھ کر گلیوں میں دوڑنے لگے۔ اب ایک عجیب وغریب سماں ہے کہ حضرت عبداللہ صومعی پیچھے پیچھے دوڑ رہے ہیں اور حضور غوث اعظم آگے آگے تیز چل رہے ہیں۔ بالآخر حضور غوث اعظم قبرستان کی طرف چلے اور بلند آواز سے کہنے لگے، قبرستان کے دفینو، اُٹھو میری مدد کرو ! حضرت عبداللہ صومعی اچانک ٹھٹک کر رُک گئے کیوں کہ قبرستان کے تین سو مردے اپنی قبروں سے اُٹھ کر آپ کے بے مثل نواسے کی ڈھال بن چکے تھے۔ حضور غوث اعظم چہرے پہ ملکوتی وجاہت لئے دور کھڑے مسکرا رہے تھے۔ درویش حق آگاہ حضرت عبداللہ صومعی نے فراست ایمان سے تاڑ لیا کہ طہارت باطن کا یہ خوبصورت نگار خانہ آنے والے دنوں میں نور وعرفان کی محفلوں کا ماہتاب ہوگا۔ بڑی حسرت سے آپ کی طرف دیکھا اور فرمایا: بیٹے، ہم تیری مرضی کے سامنے اپنا سر جھکاتے ہیں۔ (الحقائق فی الحدائق)

عہد طفلی کا واقعہ ۔ گائے بولی :

حضور غوث اعظم فرماتے ہیں کہ میں ابھی لڑکا تھا عرفہ کے دن جنگل کو گیا۔ ایک گائے کے پیچھے جارہا تھا اُسے جنگل کو لئے جارہا تھا اچانک گائے نے مڑ کر میری طرف دیکھا اور کہا: اے عبدالقادر رضی اللہ عنہ تو اس کام کے لئے پیدا نہیں کیا گیا اور نہ اس کام کا تجھے حکم کیا گیا۔ میں یہ سُن کر سہم گیا' واپس گھر لوٹ آیا اور بغرض حصول یکسوئی و یکتائی سیدھے مکان کی چھت پر چڑھ گیا' رب تبارک وتعالیٰ نے اُس وقت میری نظروں کے سامنے سے حجابات اُٹھا دیئے اور میں نے اسی جگہ سے میدان عرفات اور حاجیوں کے رُوح پرور اجتماع کا اپنی کھلی آنکھوں سے مشاہدہ فرمایا۔ اسی وقت اپنی والدہ کی خدمت میں عرض کیا کہ مجھے خدا کے کام میں لگاؤ اور اجازت دو کہ بغداد میں جا کر علم حاصل کروں اور نیکوں کی زیارت کروں۔ (الانس جامی' الحقائق فی الحدائق)

حضور غوث اعظم کے بچپن کی یہ کرامت ہے کہ آپ نے گائے کی بولی سُنی اور سمجھی ...... غیر ناطق اور غیر ذوالعقول مخلوق (گائے) بھی آپ کو بچپن سے اللہ کا ولی جانتی اور پہچانتی ہے۔ حضور سیدنا غوث اعظم کی یہ بھی بچپن کی حیرت انگیز کرامت ہے کہ آپ اپنے گھر کی چھت (جیلان) سے سیکڑوں میل دُور عرفات میں کھڑے حاجیوں کے رُوح پرور اجتماع کا اپنی کھلی آنکھوں سے مشاہدہ فرما رہے ہیں۔ حضور غوث اعظم کی رُوحانی نگاہوں کے درمیان سیکڑوں میل کے فاصلے اور ملک عرب کے مادی پہاڑ بھی حائل نہ ہو سکے۔ قصیدہ غوثیہ میں فرماتے ہیں :

نظرت الی بلاد الله جمعًا   کخردلةٍ علی حکم اتصالی

میں نے اللہ تعالیٰ کے سارے شہروں کو یوں دیکھا ہے جیسے رائی کا ایک دانہ ہو۔

حضور غوث اعظم اپنی والدہ کی خدمت میں معروضہ پیش کر رہے ہیں کہ سفرِ بغداد کی اجازت دیں تاکہ حصولِ تعلیم کے ساتھ ساتھ بزرگوں کی زیارت بھی ہو جائے۔

معلوم ہوا کہ بزرگوں کی زیارت کے لئے سفر کرنا اولیاء اللہ کا عقیدہ ہے۔

تعلیمی سفر کے دوران ڈاکوؤں کا ایمان لانا : حضور سیدنا غوث اعظم اٹھارہ برس کی عمر میں اپنی والدۂ ماجدہ سے اجازت لے کر تحصیلِ علم کے لئے سفر فرمایا اور گیلان سے چار سو میل سے زائد کا سفر کر کے ۴۸۸ھ میں بغداد شریف پہنچے۔ اسی سفر میں ڈاکوؤں کا مشہور واقعہ درپیش ہوا، یعنی آپ کا قافلہ ہمدان سے آگے بڑھا ہی تھا کہ ڈاکوؤں نے ایک دم قافلہ پر یلغار کر کے سارے قافلہ کو لوٹ لیا۔ ایک رہزن آپ کے پاس بھی آکر کہنے لگا کہ صاحبزادے تمہارے پاس بھی کچھ ہے؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں میرے پاس چالیس دینار ہیں جو میری گدڑی میں سلے ہوئے ہیں۔ ڈاکو نے بگڑ کر کہا کہ صاحبزادے ! ہم سے مذاق مت کرو، ہم ڈاکو ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ میں مذاق نہیں کرتا بلکہ سچ کہتا ہوں کہ میرے پاس چالیس دینار ہیں۔ ڈاکوؤں کے سردار نے آپ کی تلاشی لی تو حیران رہ گیا کہ واقعی آپ کی گدڑی میں سے چالیس دینار نکل پڑے۔ ڈاکوؤں کے سردار نے کہا کہ صاحبزادے ! سب لوگ تو ہم ڈاکوؤں سے اپنی دولت کو چھپاتے ہیں اور تم نے بلا کسی سختی کے اپنی دولت کو ظاہر کر دیا، آخر اس کا راز کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ اس کا راز یہ ہے کہ گھر سے چلتے وقت میری مقدس ماں نے مجھے یہ وصیت فرمائی تھی اور عہد لیا تھا کہ بیٹا ! تم کبھی کسی حال میں بھی جھوٹ مت بولنا۔ اس لئے میں ہرگز ہرگز کبھی بھی اپنی والدۂ ماجدہ کی وصیت اور اُن کے عہد کو فراموش نہیں کرسکتا۔ ڈاکوؤں کا سردار آپ کی اس صدق بیانی سے اس قدر متاثر ہوا کہ اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے اور وہ ایک آہ کھینچ کر بولا کہ آہ۔ افسوس ! صاحبزادے تم اپنی ماں کے فرمان اور اُس کے عہد و پیماں کو نہیں توڑ سکتے، مگر میں کتنا بدنصیب ہوں کہ سالہا سال سے اپنے

خالق و مالک کے عہد و پیماں کو توڑ رہا ہوں۔ یہ کہہ کر روتے ہوئے وہ آپ کے قدموں پر گر پڑا اور صدقِ دل سے تائب ہو گیا۔ ڈاکوؤں نے اپنے سردار کو توبہ کرتے دیکھا تو کہنے لگے کہ جب تم رہزنی میں ہمارے سردار تھے تو اب توبہ میں بھی تم ہمارے سردار ہو، چنانچہ تمام ڈاکوؤں نے بھی توبہ کر کے قافلہ والوں کا لوٹا ہوا مال واپس کر دیا اور سب کے سب عبادت و ریاضت میں مشغول ہو کر اپنے دور کے بہترین صالحین بن گئے۔ حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ **هُمْ اَوَّلُ مَنْ تَابَ عَلٰی یَدِیْ** یعنی یہ سب سے پہلا گروہ تھا جو میرے ہاتھ پر تائب ہوا۔ (قلائد الجواہر)

(☆) سیدنا غوث اعظم مادرزاد ولی ہیں شکمِ مادر سے ہی اٹھارہ پاروں کے حافظ اور عالم دین ہیں ایام شیر خوارگی میں ہی کرامات کا ظہور ہونے لگا۔ ابتدائی تعلیم باضابطہ مکتب و مدرسہ میں حاصل فرمائی، اس کے باوجود اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لئے اٹھارہ برس کی عمر میں سفر کر کے بغداد شریف پہنچے۔ سیدنا غوث اعظم کے دور طالب علمی کی یہ دِل رُبا کہانی آج کے دینی طلبہ کے لئے درس عبرت اور آج کے جاہل پیروں اور بہروپیوں کے لئے نصیحت آموزی کا بہترین ذریعہ ہے حضور غوث اعظم جو خود مادرزاد ولی کامل تھے اور جن کے سَر پہ غوثیت کبریٰ کا نورانی تاج رکھا جانے والا تھا تحصیل علم کی خاطر اقارب کی الفتوں اور وطن مالوف کی محبتوں کو خیر آباد کہہ کر گیلان سے بغداد تک کی ایک طویل مسافت طے کرتے ہیں اور پھر حصول علم وکمال میں عرق ریزی اور جفاکشی کے ساتھ مصروف ہو جاتے ہیں آج کے طلبہ کی اکثریت دینی اداروں میں محض تن پروری اور ادائیگی رسم کے لئے داخل ہوتی ہے۔

حضور غوث اعظم کا علم دین سے بے پناہ لگاؤ اور شغف نیز راہِ سلوک میں قدم رکھنے سے قبل تحصیل علم شریعت موجودہ دور کے ان پیروں، بہروپیوں اور جاہل صوفیوں کے

لئے بھی ایک درس عبرت ہے جو تعوذ وتسمیہ بھی صحیح ڈھنگ سے پڑھنے پر قادر نہیں۔ جاہل صوفیوں اور بہروپیوں کا یہ کہنا کہ دینی مدارس کی باضابطہ اور مروجہ تعلیم کوئی ضروری نہیں ہے اور یہ کوئی اہمیت کی حامل نہیں ہے بالکل بکواس ہے۔ بہروپیوں اور مجاوروں کا یہ کہنا بھی غلط ہے کہ تعلیم درس گاہوں میں نہیں بلکہ صرف خانقاہوں میں حاصل ہوتی ہے۔ یقیناً درس گاہ اور خانقاہ دونوں کی تعلیم لازم وملزوم ہے کسی بھی تعلیم سے صرفِ نظر نہیں کیا جاسکتا۔ ایک ہے علماء کی جماعت اور ایک ہے مشائخ (اولیاء) کی جماعت۔ اولیاء کی نظر قلب پر اور علماء کی نظر قالب پر۔ ظاہر کی اصلاح کی ذمہ داری علمائے دین کے سپرد ہوئی جب کہ باطن کی اصلاح کا کام صوفیاء واولیاء کو سونپا گیا۔ جن پاکانِ اُمت کو دین کے ظاہر کی حفاظت پر مامور فرمایا گیا، وہ علماء، مفسرین، محدثین، مجددین، مجتہدین، مجاہدین، مصلحین اور مبلغین کہلاتے ہیں جب کہ جن نفوس قدسیہ کے دم قدم سے دین کا باطنی نظام رواں دواں ہے وہ صوفیاء، فقراء، اولیاء (غوث وقطب) کہلاتے ہیں۔ یہ دونوں گروہ (علماء واولیاء) ہر دور میں اپنا فریضہ بڑی جانفشانی اور محنت سے ادا کرتے چلے آرہے ہیں۔ نماز، روزہ، حج، زکوۃ کے مسائل سے آگاہی، دین کی ترویج واشاعت، عقائد کی درستگی، شریعت کا نفاذ اور مساجد ومدارس کا قیام علماء فرماتے رہے، جب کہ اخلاص نیت، حضور قلب، توکل، صبر وشکر، تسلیم ورضا، یقین واحسان، فنا وبقا، تزکیہ وتصفیہ اور منازل سلوک اولیاء وصوفیاء طے کرواتے رہے۔

(☆) غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے بغداد شریف میں کسی لنگر خانے یا خیراتی ادارے میں گذر بسر نہیں فرمایا بلکہ تعلیمی اخراجات اور کھانے پینے کے لئے چالیس دینار اپنے ساتھ لے گئے، نیز آپ کی والدہ محترمہ جیلان سے دینار اور کھانے روانہ فرمایا کرتی تھیں۔ معلوم ہوا کہ ذاتی اخراجات سے حصول تعلیم اور کھانا پینا یہ سیدنا غوث اعظم

کا طریقہ ہے' یہ اور بات ہے کہ موجودہ دَور میں دینی مدارس اور لنگر خانوں میں داخلہ پڑھنے کے لئے نہیں بلکہ پلنے کے لئے لیا جاتا ہے۔

تین سال تک ایک ہی جگہ انتظار کیا : حضور غوث اعظم خود بیان فرماتے ہیں کہ جب میں پہلے پہل عراق میں داخل ہوا تو میرے ساتھ اس داخلہ میں حضرت خضر علیہ السلام نے بھی موافقت کی۔ میں آپ کو اس وقت نہ جانتا تھا اور انہوں نے یہ شرط لگائی کہ میں اُن کی مخالفت نہ کروں گا بلکہ جو کہیں گے اسے بجالاؤں گا۔ مجھے فرمایا یہاں بیٹھ جاؤ۔ میں اس جگہ بیٹھ گیا جہاں آپ نے بٹھایا۔اور تین سال متواتر بیٹھا رہا۔ آپ ایک سال میں ایک مرتبہ میرے پاس تشریف لاتے اور مجھے فرماتے یہیں ٹھہرنا۔ میرے آنے تک اِدھر اُدھر نہیں جانا۔ مزید ارشاد فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ ایک سال پورا مدائن (شہروں) کی غیر آباد اور اُجڑی جگہوں میں بطور مجاہدہ ٹھہرا رہا۔ اس دوران میں گری پڑی حلال اشیاء اُٹھا کر کھایا کرتا تھا لیکن پورا سال میں نے پانی نہیں پیا۔ اس کے بعد دوسرا سال بھی انہی جگہوں پر بسر کیا۔ اس سال میں نے پانی تو پیا لیکن گری پڑی کوئی چیز پورا سال نہ کھائی۔ پھر تیسرا سال وہیں گزارا کہ اس سال نہ کچھ کھایا پیا اور نہ ہی نیند کے قریب گیا۔ ایک مرتبہ میں کسریٰ کے ایوان کے نیچے سو گیا۔ رات انتہائی سرد تھی۔ مجھے احتلام ہو گیا۔ میں نے اُٹھ کر نہر پر جا کر غسل کیا پھر آ کر سو گیا۔ پھر احتلام ہو گیا۔ میں نے پھر نہر پر جا کر غسل کیا۔ یہی ماجرا ایک رات میں میرے ساتھ چالیس مرتبہ پیش آیا اور ہر مرتبہ میں غسل کرتا رہا۔ پھر میں ایوان کسریٰ میں داخل ہوا تا کہ نیند کے خوف سے چھوٹ جاؤں۔ میں ہزار خانے میں داخل ہو گیا تا کہ تمہاری دُنیا سے راحت پا جاؤں۔

(جامع کرامات اولیاء)

سفرِ بغداد اور حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات : امام تقی الدین اپنی تصنیف 'روضۃ الابرار' میں لکھتے ہیں کہ جس وقت آپ نے بغداد میں داخلے کا ارادہ فرمایا تو حضرت خضر علیہ السلام نے آپ سے کہا کہ آپ سات سال تک بغداد میں داخل نہ ہوں، چنانچہ حسبِ مشورہ آپ سات سال تک دریا کے کنارے مقیم رہے اور سبزیوں سے غذا حاصل کرتے رہے جس کی وجہ سے آپ کی گردن سے سبز رنگ جھلکنے لگا تھا۔ ایک شب آپ نے غیبی آواز سُنی 'عبدالقادر اب بغداد میں داخل ہو سکتے ہو'۔ چنانچہ اس آواز کو سننے کے بعد شدید سرد اور تاریک رات میں آپ بغداد میں داخل ہوئے اور شیخ حماد ابن مسلم کی خانقاہ کے دروازے پر پہنچے۔ ابھی آپ نے اندر قدم نہ رکھا تھا کہ شیخ مسلم بن دباس نے خادم کو حکم دیا کہ دروازہ بند کر دو اور چراغ گل کر دو۔ خادم کو دروازہ بند کرتے دیکھ کر آپ باہر ہی رُک گئے اور خانقاہ کے دروازہ پر بیٹھ گئے۔ بیٹھے بیٹھے جب نیند کا غلبہ ہوا تو اس حالت میں احتلام ہو گیا۔ بیدار ہو کر آپ نے غسل کیا اور سو گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد پھر احتلام ہوا، پھر آپ غسل کر کے سو گئے۔ اس طرح ایک شب میں آپ کو سترہ بار احتلام ہوا اور ہر مرتبہ شدید سردی کے باوجود آپ غسل فرماتے رہے۔

[اللہ کا ولی حالتِ ناپاکی میں چند لمحے بھی گذارنے کا تصور نہیں کر سکتا، اللہ کا ولی بہت ہی ستھرا اور باطہارت ہوتا ہے۔ بیشک اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں اور پاک صاف رہنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔ پاکی آدھا ایمان ہے۔ پاک صاف رہو کیونکہ اسلام صاف ستھرا مذہب ہے۔ نظافت (پاکی) ایمان کا شعبہ ہے۔ اللہ تعالیٰ جب اپنی پسند کے لئے صاف ستھروں اور پاک لوگوں کا انتخاب فرماتا ہے تو دوستی وقرب کے لئے بدرجہ اتم طاہر ومطہر بندوں کو منتخب فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ جن لوگوں کو اپنا خاص قرب عطا فرماتا ہے انھیں اولیاء اللہ کہتے ہیں۔ اولیاء اللہ کے قلوب اور بدن دونوں پاک صاف ہوتے ہیں۔ شدید سردی میں حضور غوث اعظم نے سترہ مرتبہ غسل فرمایا، یہ خود بھی آپ کی ایک کرامت ہے جس سے رُوحانی طاقت کا اظہار ہوتا ہے۔ ظاہر ہے کہ گرم پانی کا بندوبست بھی نہ تھا اس کے باوجود غسل سے اجتناب کا کوئی عذر اور حیلہ اختیار نہیں فرمایا...... حالتِ ناپاکی میں تاخیرِ غسل مناسب نہیں]

صبح کو جب معمول کے مطابق درگاہ کا دروازہ کھلا تو آپ اندر تشریف لے گئے۔ شیخ حماد نے جب آپ کو دیکھا تو معانقہ کیا اور روتے ہوئے فرمایا: 'اے نورِ نظر عبدالقادر! جو دولت وعزت آج مجھے حاصل ہے وہ کل تمہارے لئے ہوگی اور وہ نعمتیں جب تمھیں حاصل ہو جائیں تو اس بوڑھی دُنیا کے ساتھ انصاف سے کام لینا'

تشریف آوری سے بغداد میں رحمتِ باری: جب حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنے قدوم میمنت لزوم سے بغداد شریف کو شرف بخشا تو بغداد کی سعادتمندی کے جُملہ آثار نمایاں ہو گئے۔ بڑی خوشی کی بات ہے کہ اُن کا مبارک قدم پہنچتے ہی مسلسل رحمت کی بارش ہونے لگی' تاریکیاں چھٹ گئیں۔ رشد و ہدایت کے چشمے اُبلنے لگے اور آپ کے انوار سے عراق کا ذرّہ ذرّہ جگمگا اُٹھا۔ سرزمین عراق ابدال واقطاب کا مرکز بن گئی۔ (بہجۃ الاسرار' قلائد الجواہر)

ایک سَو علماء غوثِ اعظم کے قدموں پر: مُفرج بن نبہان کا بیان ہے کہ بغداد کے ایک سو بلند پایہ علماء آپ کی مجلسِ وعظ میں امتحان کے لئے گئے۔ ہر ایک نے ایک ایک مشکل سے مشکل مسئلہ سوال کے لئے اپنے ذہن میں رکھا' لیکن جس وقت آپ وعظ کی کرسی پر رونق افروز ہوئے تو قبل اس کے کہ کوئی سوال کرے آپ نے تھوڑی دیر سر جُھکا کر مراقبہ فرمایا' پھر یکا یک آپ کے سینۂ اقدس سے ایک نورانی تجلی نمودار ہوئی اور وہ بجلی کی طرح کوند کر تمام علماء کے سینوں میں پیوست ہوگئی اور سب کے سب چیخ مار کر اپنے کپڑوں کو پھاڑنے لگے اور اپنی اپنی پگڑیاں پھینک کر برہنہ سر کرسی کی طرف دوڑ پڑے اور اپنا اپنا سر غوث اعظم کے قدموں میں ڈالنے لگے پھر حضرت غوث اعظم نے ہر ایک کو اپنے سینے سے لگا لگا کر اُن کے مشکل مسائل کا جواب دینا شروع کیا' یہاں تک کہ ہر ایک کے سوالوں کا جواب پورا ہوگیا اور سب

سکون کے ساتھ بیٹھ کر وعظ سننے لگے۔ مفرج بن نبہان کہتے ہیں کہ وعظ ختم ہونے کے بعد میں نے اُن علماء سے ملا اور دریافت کیا کہ تمہارا کیا حال ہوگیا تھا؟ اُن علماء نے بتایا کہ جیسے ہی ہم سوال کی نیت سے مجلس میں حاضر ہوئے' اچانک ایک دم ہمارا سارا علم ہی سلب ہوگیا اور ہم اپنے علمی کمال کے زوال پر بیقرار ہوکر بلبلا اُٹھے' لیکن جب غوث اعظم نے ہم کو اپنے سینے سے لگا لیا تو ہمارا سارا علم واپس آ گیا بلکہ اس قدر زیادہ شرح صدر حاصل ہوگیا کہ حضور غوث اعظم کے جوابوں سے ہمارے دلوں کے بند دروازے کھل گئے اور ہم علوم سے مالا مال ہو گئے۔ (قلائدالجواہر)

محورِارشاد : قطبِ ابدال بھی ہے محوِارشاد بھی ہے

مرکزِ دائرہ سر بھی ہے عبدالقادر (اعلیٰ حضرت)

غوث الاعظم رضی اللہ عنہ ابدال کے سردار ہیں اور وعظ ونصیحت اور رہنمائی کے محور بھی اور خدائے بزرگ وبرتر کے دائرۂ اسرار کے مرکز بھی۔ جب مسلّم ہے کہ آپ کی نظرِ کرم کے بغیر کوئی ولایت کے درجے پر فائز نہیں ہوسکتا تو پھر آپ محورِ ارشاد نہ ہوں گے تو پھر کیا ہوں گے؟ ویسے آپ کے وعظ اور ارشاد کا کیا کہنا۔ آپ کی سوانح میں ہے کہ آپ ہفتہ میں تین بار وعظ فرمایا کرتے تھے جمعہ المبارک' شنبہ کی شام' یک شنبہ کی صبح کو۔ آپ کے شاگرد شیخ عبداللہ جبائی فرماتے ہیں کہ آپ کے وعظِ حسنہ سے کئی لاکھ فساق وفجار بداعتقاد لوگ براہِ راست پر آ گئے۔ شیخ عمر کمیاتی فرماتے ہیں' کوئی مجلس ایسی نہ ہوتی کہ یہودی' نصرانی' فاسق وفاجر' رہزن قاتل اور کوئی رافضی عقیدہ باطلہ سے رجوع نہ کرتا ہو۔ کوئی شخص بھی آپ کا معتقد ہوجانے کے بعد اپنے اعتقاد سے کبھی منحرف نہ ہوتا تھا۔ آپ کی تقاریر کا بنیادی موضوع کتاب وسُنّت کی پیروی تعلق باللہ' توکل علی اللہ' مخلوق سے بے نیازی' یادِ الٰہی' محبوبانِ بارگاہِ حضرت محمد مصطفٰی ﷺ کی ذاتِ گرامی سے نسب کی استواری ہوتا۔ (الحقائق فی الحدائق)

مرکزِ اسرارِ الٰہیہ: اسرارِ الٰہیہ ہی تو ولایت کی علامت ہے اور حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ جملہ اولیاء کے سردار ہیں تو اس معنٰے پر آپ مرکزِ اسرارِ الٰہیہ بھی ہیں۔
حضرت قاضی ابوبکر بن موفق الدین رحمۃ اللہ علیہ آپ کی شانِ علمی کا اظہار یوں فرماتے ہیں:

وھو مقرب والمکاشفة جھرۃ بغیوب اسرار وستر ضمائر آپ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ کے مقرب ہیں آپ پر عالمِ غیب سے پوشیدہ اسرار ورموز ظاہر ہوئے۔
بلکہ خود غوث اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:
'اگر میری زبان پر شریعت کی رکاوٹ کی لگام نہ ہوتو میں تم کو اُن سب چیزوں کی خبر دے دوں جو تم اپنے گھر میں کھاتے اور رکھتے ہو۔ تم سب میرے سامنے شیشے کی بوتلوں کی طرح ہو جن کے ظاہر اور باطن سب کچھ نظر آتے ہیں۔ (بہجۃ الاسرار)

حضور ﷺ اور علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ کا لعابِ دہن:

سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ شروع شروع میرے وعظ میں بہت کم سامعین ہوتے تھے مگر ناگہاں ایک دم حضور رحمت عالم ﷺ نے مجھے اپنے دیدار پُرانوار سے مشرف فرمایا اور کمالِ شفقت کے ساتھ ارشاد فرمایا کہ میرے پیارے فرزند تم وعظ کیوں نہیں کہتے؟ میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ! میں ایک عجمی شخص ہوں، میں فصحاء عراق کے سامنے بھلا بولنے کی جرأت کس طرح کرسکتا ہوں؟ یہ سُن کر حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ اچھا تم اپنا مُنہ کھولو، جب میں نے مُنہ کھولا تو سات مرتبہ آقائے کائنات نے میرے مُنہ میں اپنا لعاب دہن ڈالا اور فرمایا کہ ﴿**اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّكَ بِالْحِکْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ**﴾ یعنی تم حکمت اور بہترین نصیحت کے ساتھ لوگوں کو خدا کے راستہ کی طرف دعوت دو۔ پھر اس کے بعد

میں سیدنا علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ کی زیارت سے سرفراز ہوا تو انہوں نے چھ مرتبہ میرے مُنہ میں اپنا لعاب دہن ڈالا۔ میں نے عرض کیا کہ چھ ہی مرتبہ کیوں؟ آپ نے بھی سات مرتبہ کیوں نہیں اپنا لعاب دہن عطا فرمایا تو ارشاد فرمایا کہ میں نے حضور اکرم ﷺ کے ادب کے لئے چھ ہی مرتبہ اپنا لعاب دہن تمہیں بخشا ہے تا کہ حضور ﷺ کے ساتھ برابری کا شبہہ نہ پیدا ہو سکے۔ اس کے بعد اعجاز مصطفوی اور فیضان علوی سے میری گویائی اور وعظ کی تاثیر کا یہ عالم ہوگیا کہ ستر، ستر ہزار سامعین دُور دُور سے اونٹوں، گھوڑوں اور خچروں پر سوار ہو کر میرے وعظ کی مجلس میں آنے لگے اور بڑے بڑے علماء ومشائخ کے علاوہ رجال الغیب اور جنوں کی جماعت بھی وعظ میں آنے لگی اور ہر وعظ میں سیکڑوں فساق اپنے گناہوں سے توبہ کرتے اور یہود ونصارٰی اور دوسرے کفار اسلام قبول کرتے۔ (قلائدالجواہر)

اس واقعہ سے ایک طرف سیدنا علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ کا علمِ غیب ظاہر ہوتا ہے کہ آپ نے اس کیفیت کو بھی ملاحظہ فرمایا کہ حضور ﷺ نے خواب میں غوث اعظم رضی اللہ عنہ کو زیارت سے مشرف فرماتے ہوئے سات مرتبہ لعاب دہن مُنہ میں ڈالا، اور دوسری طرف ادب کا پہلو بھی واضح ہوتا ہے کہ ہر عالم میں حضور ﷺ کے ادب واحترام کو ملحوظ رکھا جائے۔

حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی وعظ بیانی، تبلیغ وکرامات درحقیقت حضور سید المرسلین رحمۃ للعالمین ﷺ کا معجزہ ہے۔ حضور سیدنا غوث اعظم کی سب سے بڑی کرامت جس کا تسلسل ساڑھے نو سو سال سے ہنوز جاری ہے وہ آپ کی مبارک اولاد ہے جو علم وعمل کے آفتاب بن کر چمکے اور اُن میں سے سب سے زیادہ مشہور سیدنا تاج الدین ابوبکر عبدالرزاق رضی اللہ عنہ ہیں۔ آپ کی اولاد سے خاندانِ اشرفیہ کے پہلے فرزند مخدوم الافاق سید عبدالرزاق نورالعین اشرفی جیلانی (۷۶۵ھ) سے

شبیہ غوث اعظم اعلیٰ حضرت سیدنا شاہ علی حسین اشرفی جیلانی، عالم ربانی حضرت علامہ سید شاہ احمد اشرف، حضرت سید محمد اشرفی محدث اعظم ہند، حضرت مخدوم المشائخ سید محمد مختار اشرف اشرفی جیلانی، حضور شیخ الاسلام علامہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی اور حضرت غازی ملت علامہ سید محمد ہاشمی اشرفی جیلانی ....تک سات سو سالوں میں خانوادہ اشرفیہ کے 'سادات اشرفیہ' نے ملت اسلامیہ کو ایک سے ایک رُوحانی فرزند عطائے کئے جن کے علم وکمال اور فضل وجلال کے آگے صاحبانِ بصیرت گھٹنے ٹیک دیا کرتے ہیں، علم ظاہری کے ہمالہ اور علوم باطنی کے بحر بیکراں، جنھوں نے اپنے اپنے دائرہ کار میں انسانیت کی بےلوث خدمات انجام دیں، فضل وعطا کے موتی بکھرے، روحانی عظمت کے پرچم لہرائے، علوم باطنی کے دریا بہائے، کروڑوں گم گشتگان معرفت کو عرفان وایقان کی شاہراہ عطا کی۔ عرب وعجم میں آج بھی لاکھوں فرزندانِ اسلامیہ انہیں سادات اشرفیہ کے چشمہ فضل وکرم سے پیاسی انسانیت کو سکون بخش رہے ہیں۔ اگر آج کسی کو عالمِ تصور میں حضور غوث اعظم کی مجلس وعظ کی کیفیت دیکھنی ہو تو آپ کے دونوں شہزادوں 'حضور شیخ الاسلام علامہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی اور غازی ملت علامہ سید محمد ہاشمی اشرفی جیلانی' کی مجلس وعظ میں وہ کیفیت دیکھیں، بلاشبہہ ان شہزادوں کی خطابت حضور غوث اعظم کی کرامت ہے اور یہ حضور غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کے مقدس گھرانے کا معمول وطرۂ امتیاز ہے حضور سید المرسلین نبی کریم ﷺ اپنی اولادِ مبارکہ کے حقوق کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں: **من لم یعرف حق عترتی فھو لاحدی ثلٰث اما منافق واما ولد زانیة واما حملته امه علیٰ غیر طھر** (الصواعق المحرقہ لابن حجر مکی) جو میری اولاد کا حق نہ پہچانے وہ تین باتوں میں ایک سے خالی نہیں: یا تو منافق ہے یا حرامی، یا حیضی بچہ۔

حضور سید عالم ﷺ سے نسبت وتعلق کی بنیاد پر سادات کرام ہر زمانے میں اہلِ اسلام وایمان کی بے پناہ عقیدت ومحبت کا مرکز رہے اور ہمیشہ اقلیم قلوب پر سکہ رائج الوقت کی طرح اُن کی حکمرانی چلتی رہی۔ علم وفضل کے ساتھ ساتھ شرافت ونجابت، جود وسخا، صبر وتحمل اور حلم وبردباری جیسی بے شمار خوبیاں اُن کے دامن کرم میں پروان چڑھتی رہیں۔ دُنیا اُن سے اجالوں کی خیرات لیتی رہی۔ صراطِ مستقیم کا پتہ اور اسلام کی آغوش راحت ورافت میں زندگی گذارنے کا سلیقہ وہ زمانے کو بتاتے رہے اور زمین پر نزولِ رحمت الٰہی کا باعث بنے رہے۔ سادات کرام کی تعظیم وتکریم علامت ایمان ویقین ہے۔ علماء ومشائخ محبت سادات کا اپنے متبعین کو درس دیتے رہے۔ مظہر امام اعظم، محی الحنفیت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ ہندوستان میں عظمتِ سادات کی تبلیغ واشاعت کے میر کارواں سمجھے جاتے ہیں۔ موجودہ دَور کے خوارج عبرت حاصل کریں جو دن رات ساداتِ کرام کے خلاف سازشوں میں مصروف رہتے ہیں اور بغض ومخالفت میں کوئی کسر باقی نہیں رکھتے۔

اولادِ غوث اعظم کی گستاخی کا انجام : حضور سیدنا غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کی اولاد کو جس کسی نے اذیت پہنچائی تو وہ اذیت اُس کی ذات اور اُس کی اولاد کی تباہی کا باعث بنی، چنانچہ علامہ محمد بن یحییٰ حبلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم نے اس حقیقت کا مشاہدہ بچشمِ خود کیا ہے کہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ نائب حماہ (جو کہ نصوح کے نام سے پُکارا جاتا تھا) نے آپ کی اولادِ پاک میں سے شیخ احمد بن شیخ قاسم علیہ الرحمۃ کو سخت اذیت پہنچائی۔ اذیت پہنچانے کے بعد قلیل عرصہ ہی گذرا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اُس کی جڑ اور بنیاد ہی اُکھیڑ دی **وقطع ذريته ولم يبق منهم احد** اور اُس ظالم کی اولاد میں سے بھی کوئی ایک باقی نہ رہا۔ اور یہ آیت کریمہ صادق آنے لگی ﴿**فهل ترىٰ لهم من باقية**﴾ کیا تمہیں اُن میں سے کسی کا کچھ نشان باقی نظر آتا ہے۔ (قلائد الجواہر)

ابن یوسف وزیر ناصرالدین نے سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی اولاد پاک کو طرح طرح کی اذیت اور تکلیف پہنچائی' یہاں تک کہ اُس نے بغداد شہر سے بھی جلا وطن کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے اُس کے خاندان کو تباہ و برباد کر دیا۔ **ومات قبح موته** اور اُس کی موت نہایت ہی عبرتناک ہوئی۔ (قلائدالجواہر)

حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے :

ونحن لمن قد ساءنا سم قاتل

فمن لم يصدق فليجرب ويعتدى

اور جو کوئی بھی ہمیں اذیت پہنچائے ہم اُس کے لئے سُم قاتل ہیں جسے اس کا یقین نہ ہو وہ اذیت پہنچا کر اُس کا تجربہ کرے۔

خانوادہ اشرفیہ کے سادات کرام (نسلِ پاکِ غوثِ اعظم) کی شان میں کسی کوتاہ قد نے خود کو کبیر سمجھ کر گستاخانہ لب ولہجہ میں میں 'نسلِ ناپاک' کہہ دیا۔ اولادِ غوثِ اعظم کو اذیت پہنچا کر تجربہ کر لیا...... انجام دُنیا نے دیکھا اور سزا وہ خود بھگت رہا ہے کہ سارے کالے کرتوت اور بدکاریاں عیاں ہوگئیں' بدنامی مقدر بن گئی۔ سارے منصب وعہدے چھین لیے گئے۔ جامعہ سے ذلیل ورُسوا کر کے معزول ومخروج کر دیا گیا۔

حضور ﷺ کا آپ کی مجلس میں تشریف لانا :

شیخ بقا بن بطو فرماتے ہیں کہ ایک دن میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کی مجلس میں حاضر ہوا۔ آپ اس وقت منبر کے نیچے کے زینے پر وعظ فرما رہے تھے یکایک آپ نے کلام چھوڑ دیا اور منبر سے نیچے تشریف لے آئے۔ اُس وقت میں نے دیکھا کہ منبر کا پہلا زینہ حدنظر تک وسیع ہو گیا ہے اس پر دیبائے سبز کا فرش بچھ گیا ہے اور اس پر سرورکائنات محمد مصطفیٰ ﷺ مع صحابہ کرام رونق افروز ہوئے ہیں۔

اس وقت شیخ عبدالقادر جیلانی کے قلب پر اللہ تعالیٰ نے تجلی فرمائی۔ آپ گرنے لگے تھے کہ سرورکونین ﷺ نے تھام لیا' پھر آپ کا جسم سکڑ کر چڑیا کی مانند ہوگیا۔ پھر آپ کا جسم بڑھنے لگا اور آپ اتنے طویل وعریض ہوگئے کہ دیکھنے والوں کو خوف معلوم ہوتا تھا۔ اس کے بعد یہ سارا منظر میری نظر سے غائب ہوگیا۔

لوگوں نے شیخ بقا سے اس واقعہ کی تفصیلی کیفیت پوچھی تو آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ پیغمبروں اور اصحاب کو ایسی قوت عطا فرماتا ہے کہ ان کی مقدس ارواح اجسام اور صفات موجودات کی صورت اختیار کرلیتی ہیں اور جو شیخ عبدالقادر جیلانی پہلی تجلی پر گرنے لگے تھے تو اس کا سبب یہ تھا کہ یہ تجلی وہ سوائے سرورکونین ﷺ کی مدد کے نہیں اُٹھا سکتے تھے۔ دوسری تجلی صفاتِ جلال کی تھی کہ آپ بالکل چھوٹے ہوگئے۔ تیسری تجلی صفتِ جمال کی تھی کہ آپ طویل وعریض ہوگئے اور یہ اللہ کا فضل ہے جس کو جو چاہے دیتا ہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔ (قلائدالجواہر)

ولی کیا مُرسل آئیں خود حضور آئیں
وُہ تیری وعظ کی محفل ہے یا غوث

مجلس میں حضرت خضر علیہ السلام کا آنا :

آپ کے خادم خطاب کا بیان ہے کہ ایک دن آپ وعظ فرمارہے تھے کہ یکایک آپ پر ایک عجیب کیفیت طاری ہوئی اور آپ وعظ ترک کرکے تمام اہلِ مجلس کے سامنے ہوا میں پرواز کرنے لگے۔ دورانِ پرواز آپ کی زبانِ مبارک سے یہ الفاظ نکلے کہ آپ اسرائیلی ہیں اور میں محمدی۔ کچھ دیر یہاں تشریف رکھیے اور اس محمدی کی چند باتیں سُن لیجئے۔ چند لمحات کے بعد آپ منبر پر تشریف لے آئے اور پھر وعظ میں مشغول ہوگئے۔ مجلس برخاست ہوئی تو لوگوں نے دورانِ پرواز آپ کے ارشادات کی وضاحت چاہی۔ آپ نے فرمایا کہ حسنِ اتفاق

سے آج حضرت خضر علیہ السلام کا گذر اس طرف ہوا۔ میں اُن سے مجلس میں تشریف آوری کے لئے کہہ رہا تھا چنانچہ انھوں نے میری درخواست قبول کر لی اور مجلس میں کچھ دیر میرا کلام سُنتے رہے۔ (قلائدالجواہر)

جسے خلق کہتی ہے پیارا خدا کا — اسی کا ہے تو لاڈلا غوثِ اعظم

یہ سیدنا حضرت خضر علیہ السلام کا کرم ہے۔ آپ بارہا غوث اعظم سیدنا عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی مجلس وعظ میں تشریف لاتے تھے۔ اب تک اولیاء سے ملتے ہیں، جنگل میں بے بسی کے وقت مسلمانوں کی مدد فرماتے ہیں۔ (فتاویٰ رضویہ)

معلوم ہوا کہ حضرت خضر علیہ السلام اب بھی زندہ ہیں اور مسلمانوں کی امداد وفریاد رسی کرتے ہیں۔ یہاں یہ بھی واضح ہوا کہ حضرت غوث اعظم کی محفلِ وعظ اتنی اہمیت کی حامل ہے کہ حضرت خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی جلوہ فرماتے رہے ہیں اور آپ کے رُتبہ علیا کی گواہی دیتے رہے ہیں۔

مجلس میں غیبی مخلوق کا آنا: شیخ ابوعبداللہ محمد بن ابوالفتح ہروی کا بیان ہے کہ ایک دن میں حضرت سیدنا غوث اعظم کی مجلس میں حاضر ہوا، آپ نے تقریر شروع کی اور اس میں محو ہو گئے، پھر فرمانے لگے اگر اللہ تعالیٰ میرا کلام سننے کے لئے کسی سبز پرندے کو بھیجنا چاہے تو وہ ایسا کرسکتا ہے۔ ابھی آپ کی یہ بات مکمل نہ ہوئی تھی کہ سبز رنگ کا ایک پرندہ آیا اور آپ کی آستین میں گھس گیا، پھر وہ وہاں سے باہر نہ نکلا۔ ایک دفعہ آپ کی تقریر کے دوران لوگوں میں سستی کے آثار نمایاں ہونے لگے۔ آپ نے فرمایا اگر ارادۂ خداوندی میں یہ بات ہو کہ وہ میری تقریر سننے کے لئے سبز پرندے بھیجے تو وہ ضرور بھیج دے۔ ابھی آپ کی بات ختم نہ ہوئی تھی کہ مجلس سبز رنگ کے پرندوں سے بھر گئی جنھیں تمام حاضرینِ مجلس دیکھ رہے تھے۔

راوی کا بیان ہے کہ ایک دفعہ قدرت کے موضوع پر تقریر جاری تھی لوگ ہیبت زدہ

اور سہمے ہوئے تھے کہ اسی اثنا میں مجلس پر سے ایک عجیب الخلقت پرندہ گزرا۔ کچھ لوگ حضرت شیخ کے کلام کے بجائے پرندے کی طرف متوجہ ہو گئے۔ اس پر آپ نے فرمایا: قسم ہے معبود کی، اگر میں اس پرندے کو ٹکڑے ٹکڑے ہو جانے کا حکم دوں تو ابھی ٹکڑے ٹکڑے ہو کر گر جائے۔ ابھی آپ یہ بات فرما رہے تھے کہ وہ پرندہ ٹکڑے ٹکڑے ہو کہ سرزمین مجلس پر آ گرا۔ (خلاصۃ المفاخر)

جِنّات کی آپ سے عقیدتمندی : شیخ ابوزکریا یحییٰ بن ابی نصر بغدادی کا بیان ہے کہ میرے والد ایک ماہر عامل تھے۔ ایک دفعہ انہوں نے اپنے عمل کے زور سے جنات کو بلایا لیکن خلافِ معمول وہ بہت دیر کے بعد آئے اور آتے ہی کہنے لگے اے شیخ ! جب سیدنا حضور غوث الثقلین وعظ فرما رہے ہوں ہمیں نہ بلایا کرو۔ میرے والد نے پوچھا کیوں؟ کہنے لگے ہم اُن کی مجلس میں حاضر ہو کر آپ کے مواعظِ حسنہ سے مستفید ہوتے ہیں۔ وہاں آدمیوں سے زیادہ ہماری تعداد ہوتی ہے۔ ہم میں سے ہزاروں نے اُن سے ہدایت پائی ہے اور آپ کے ہاتھ پر بیعت کی ہے۔ (قلائد الجواہر)

حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ جس طرح انسانوں کے غوث ہیں ایسے ہی جنّات کے بھی غوث ہیں اسی لئے آپ کو غوث الثقلین کہا جاتا ہے اور آپ کا تصرف جن وانس پر تھا جس طرح لوگ آپ کی محفل میں حاضر ہو کر مشرف بہ اسلام ہوتے اور اپنے پچھلے گناہوں سے تائب ہو کر واپس جاتے اور...... آپ کی صحبت سے مستفیض ہوتے، اسی طرح جنات بھی آپ کی مجلس میں حاضر ہو کر اسلام لاتے اور آپ کی صحبت سے فیضیاب ہوتے۔ آپ نے فرمایا کہ انسانوں میں مشائخ ہوتے ہیں اور جن وملائک میں بھی شیخ ہوتے ہیں اور میں ان مشائخ کا شیخ ہوں۔ اس سے ثابت ہوا کہ غوث اعظم کو جنّ بھی مانتے لیکن ہمارے دور کے بعض جنّ وہابی نہیں مانتے۔

جنّات بھگانے کا عمل : جس گھر میں جنات یا آسیب ہوں وہاں ہلکی سی آواز سے ہر کونہ میں تین بار کہیں' ہم شیخ عبدالقادر جیلانی بغداد والے کے مرید ہیں ہمیں نہ ستاؤ ورنہ ہم ان کو تمہارے خلاف درخواست دیں گے۔ تین بار ہر روز صبح وشام کہہ دیا کریں ان شآءاللہ یہ حق کی آواز سے اس گھر میں جنّات نہیں رہیں گے۔ (قلائدالجواہر)

حضور سیدنا غوث اعظم کا جلال بھی کرامت :

(☆) حضور غوثیت مآب کی خداداہیبت (جلال) بھی آپ کی ایک مستقل کرامت ہے۔ شیخ ابوالحسن بغدادی فرماتے ہیں کہ حضرت غوث اعظم بڑی ہیبت والے تھے۔ اگر کسی کی طرف نظر اُٹھا کر دیکھ لیتے تو وہ آپ کے رُعب اور دبدبہ سے سہم جاتا بلکہ بسا اوقات لرزہ براندام ہوجاتا تھا ایک مرتبہ جامع مسجد میں آپ کو چھینک آئی۔ آپ نے **الحمد لله** کہا تو حاضرین مسجد نے آپ کی چھینک کا جواب دیتے ہوئے جب **یرحمك الله** کہا تو لوگوں کی آواز سے مسجد گونج گئی۔ خلیفہ وقت 'مستنجد باللہ' نے جب شور سُنا تو لوگوں سے اُس نے دریافت کیا کہ یہ آواز کیسی ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ حضور غوث اعظم کو چھینک آئی ہے اور حاضرینِ مسجد نے آپ کی چھینک کا جواب دیا ہے یہ سُن کر خلیفہ وقت آپ کی ہیبت سے سہم گیا۔ (بہجۃ الاسرار)

(☆) حضور غوث اعظم کے مدرسہ میں مختلف ممالک کے مشائخ حاضر ہوئے۔ آپ نے اپنے خادم کو حکم دیا کہ وہ دسترخوان بچھادے۔ جب دسترخوان بچھا دیا گیا اور کھانا شروع ہوا تو آپ نے خادم کو حکم دیا کہ وہ بھی ساتھ بیٹھ کر کھانا کھالے' مگر خادم نے بتایا کہ وہ روزے سے ہے۔ آپ نے اُسے کہا' کھاؤ تمہیں روزے کا ثواب ملے گا (چونکہ یہ غیر رمضان کا نفل روزہ تھا' مالک اور شوہر کی اجازت سے نفل روزہ ہونا چاہئے' اگر یہ چاہیں تو نفل روزہ توڑا بھی جا سکتا ہے) مگر خادم بضد رہا کہ

اُس کا روزہ ہے وہ نہیں کھائے گا۔ آپ نے پھر کہا: کھاؤ' تمھیں ایک سال کے روزوں کا ثواب ملے گا۔ اُس نے پھر کہا' میں تو روزہ دار ہوں۔ آپ نے پھر فرمایا' کھاؤ تمھیں سارے جہان کے روزوں کا ثواب ملے گا۔ اُس نے پھر کہا: میں نے روزہ رکھا ہے۔ آپ نے ایک غضب ناک نگاہ سے دیکھا' وہ زمین پر گرا اور اُس کا بدن سوجنے لگا اور اُس سے خون اور پیپ بہنے لگی۔ مشائخ نے اس خادم کی سفارش کرنا چاہی مگر وہ بھی آپ کے غضب کے ڈر سے خاموش ہو گئے۔ مشائخ کی اس خاموشی پر آپ کو ترس آ گیا اور وہ اپنی اصلی حالت میں آ گیا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اُسے کوئی عارضہ ہی نہیں تھا۔ (زبدۃ الآثار)

آواز مبارک کی کرامت : حضور غوث اعظم کی مجلس مبارکہ میں باوجودیکہ ہجوم بہت زیادہ ہوتا تھا لیکن آپ کی آوازِ مبارک جتنی نزدیک والوں کو سُنائی دیتی تھی اتنی ہی دور والوں کو سُنائی دیتی تھی یعنی دور اور نزدیک والے حضرات یکساں آپ کی آواز مبارک بالکل صاف سُنتے تھے۔ (قلائد الجواہر' بہجۃ الاسرار)

فرقہ وہابیہ (جماعتِ اہلحدیث) کے مشہور مولوی نواب صدیق حسن خاں بھوپالی نے بھی اس حقیقت کا ذکر اپنی کتاب' مقالات الاحسان' میں کیا ہے۔

شیاطین سے مقابلہ : شیخ عثمان الصیرفینی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں میں نے حضور غوث اعظم کی زبان مبارک سے سُنا کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں شب و روز بیابان اور ویران جنگلوں میں رہا کرتا تھا تو میرے پاس شیاطین مسلّح ہو کر ہیبتناک صورتوں میں صف بہ صف آتے اور مجھ سے مقابلہ کرتے۔ مجھ پر آگ پھینکتے مگر میں اپنے دل میں بہت زیادہ ہمت اور طاقت محسوس کرتا اور غیب سے کوئی مجھے پکار کر کہتا اے عبدالقادر ! اُٹھو' اُن کی طرف بڑھو' مقابلہ میں ہم تمھیں ثابت قدم رکھیں گے اور

تمہاری مدد کریں گے پھر جب میں اُن کی طرف بڑھتا تو وہ دائیں بائیں یا جدھر سے آتے اُسی طرف بھاگ جاتے۔ اُن میں سے کبھی میرے پاس صرف ایک ہی شخص آتا اور ڈراتا اور مجھے کہتا کہ یہاں سے چلے جاؤ۔ تو میں اُسے ایک طمانچہ مارتا تو وہ بھاگتا نظر آتا۔ پھر میں **لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم** پڑھتا تو وہ جل کر خاک ہو جاتا۔ (بہجۃ الاسرار، قلاءالجواہر)

شیطان فریب نہ دے سکا : حضور غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی کے صاحبزادے حضرت شیخ موسیٰ بیان کرتے ہیں کہ والدِ محترم نے مجھے یہ واقعہ سُنایا کہ ایک سفر میں مَیں لق و دق صحراء میں تھا مجھے کہیں سے پانی میسر نہ آ سکا اور جب شدت سے پیاس معلوم ہونے لگی تو میرے اُوپر ایک اَبر چھا گیا جس میں سے شبنم کی طرح قطرات ٹپکنے لگے اور جب میں سیراب ہو گیا تو مَیں نے اُفق پر ایک روشنی اور نور دیکھا جس میں سے ایک شکل نے نموار ہو کر مجھے آواز دیتے ہوئے کہا کہ 'اے عبدالقادر ! میں تیرا رب ہوں اور میں تیرے اُوپر وہ تمام حرام اشیاء حلال کرتا ہوں جو کسی اور پر حلال نہیں کی گئیں' یہ سُنتے ہی میں نے **اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم** پڑھ کر اُسے دھتکارا۔ پھر اچانک اس نور نے ظلمت میں تبدیل ہو کر دھوئیں کی شکل اختیار کر لی اور کہا کہ 'تو نے اپنے علم، اپنے رب کے حکم اور اپنے تفقہ کے منازلِ اعلیٰ کی وجہ سے نجات حاصل کر لی' ورنہ میں تو اسی طرح ستّر (۷۰) اہلِ طریقت کو گمراہ کر چکا ہوں' میں نے کہا 'یہ سب میرے رب کا فضل ہے'

پھر جب لوگوں نے آپ سے دریافت کیا کہ آپ کو یہ کیسے معلوم ہو گیا کہ وہ شیطان تھا؟ آپ نے جواب دیا کہ اُس کے اس جواب سے کہ میں نے تیرے لیے تمام حرام اشیاء کو حلال کر دیا (کیونکہ تکمیلِ دین کے بعد اب حلال وحرام کی تبدیلی ممکن نہیں) اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کبھی بُری چیزوں کا حکم نہیں دیتا۔ (قلائدالجواہر)

لمبے لمبے بالوں کی چوٹیاں رکھنے والے اور شریعت کا مذاق اُڑانے والے بہروپیے کہاں ہیں جو کہتے ہیں کہ نماز دِل ہی دِل میں پڑھی جاتی ہے اور جب اللہ تعالیٰ شہ رگ سے قریب ہے تو سجدہ کیسے کریں اور مسجد کو کیوں جائے؟

سَر پر عورتوں کی طرح لمبی لمبی چوٹیاں، گلے میں تسبیح کے دانوں کا ہار اور تمام اُنگلیوں میں انگوٹھیاں یہ سب نسوانیت کی علامت ہے۔ حضور ﷺ نے ایسے مردوں پر لعنت بھیجی ہے جو عورتوں سے مشابہت اختیار کرتے ہیں اور ایسی عورتوں پر جو مردوں سے مشابہت اختیار کرتی ہیں۔ حضور ﷺ نے ایسے مردوں پر لعنت بھیجی ہے جو نسوانیت اختیار کرتے ہیں۔ اور ایسی عورتوں پر جو مردوں کی مشابہت اختیار کرتی ہیں۔ (بخاری)

دورِ حاضر میں ایسے بہروپیوں کی کمی نہیں جو فقر و ولایت کا لبادہ اُوڑھ کر سادہ لوح مسلمانوں کو دھوکا دے رہے ہیں۔ حقیقت میں ایسے افراد ایمان کے ڈاکو، شریعت کے باغی اور معاشرے کے لئے رستے ہوئے ناسور کی مانند ہیں جن کی بدعقیدگی و بے عملی معاشرے کو اپنی لپیٹ میں لے رہی ہے خصوصاً نوجوان نسل ان دھوکہ باز اور مفاد پرست افراد کی وجہ سے اہلِ حق بندگانِ خدا سے بھی متنفر اور بیزار معلوم ہوتے ہیں۔

کرامتیں اور حقوق العباد :

شیخ الاسلام عزالدین فرماتے ہیں کہ اس قدر تواتر کے ساتھ کسی کی کرامتیں نہیں ملتیں جتنی کہ سلطان الاولیاء شیخ عبدالقادر جیلانی سے ظاہر ہوئیں۔ حضرت غوث اعظم نہایت درجہ حسّاس تھے اور قوانینِ شرعیہ پر سختی سے عمل پیرا تھے اور اِن کی طرف تمام لوگوں کو متوجہ کرتے تھے۔ مخالفینِ شریعت سے ہمیشہ اظہارِ تنفر کرتے۔ اپنی تمام تر عبادات، مجاہدات کے باوجود آپ بیوی، بچوں کا پُورا پُورا خیال رکھتے تھے۔

آپ فرماتے تھے کہ جو شخص حقوق اللہ وحقوق العباد کی راہوں پر گامزن رہتا ہے وہ بہ نسبت دوسرے لوگوں کے مکمل اور جامع ہوتا ہے کیونکہ یہی صفت شارع علیہ السلام حضور اکرم ﷺ کی بھی تھی۔ (قلائدالجواہر)

خواب کی کیفیت کا مشاہدہ : حضرت شیخ علی بن ابی نصر ہیتی رحمۃ اللہ علیہ بغداد کے اُن چار بزرگوں میں سے ایک ہیں جو اللہ تعالیٰ کے حکم سے مُردہ زندہ فرمادیتے تھے۔ یہ ایک دن حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے وعظ میں حاضر تھے۔ ناگہاں اُن پر نیند کا غلبہ ہوگیا تو ایک دَم حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ اپنے منبر سے اُتر کر مودبانہ اُن کے پاس کھڑے ہوگئے۔ جب حضرت علی ہیتی رحمۃ اللہ علیہ بیدار ہوئے تو عرض کیا کہ اے غوث اعظم ! مجھے ابھی ابھی خواب میں حضور اقدس ﷺ کا دیدار حاصل ہوا ہے۔ تو آپ نے فرمایا کہ ہاں اسی لئے تو میں ادب کے ساتھ منبر سے اُتر کر تمہارے پاس کھڑا ہوگیا تھا۔ تمہیں خواب میں دیدار نصیب ہوا اور میں بیداری میں دیدار پُر انوار سے سرفراز ہوا۔ (بہجۃ الاسرار)

یہی وجہ ہے کہ شیخ علی ہیتی جب حضور غوث اعظم نے یہ فرمایا تھا کہ میرا یہ قدم تمام اولیاء کی گردن پر ہے تو سب سے پہلے آپ ہی نے آگے بڑھ کر آپ کا قدم اُٹھا کر اپنی گردن پر رکھ لیا تھا۔ مظہر امام اعظم، محی الحنفیت اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان فاضل بریلوی فرماتے ہیں :

سر بھلا کیا کوئی جانے کہ ہے کیسا تیرا اولیاء ملتے ہیں آنکھیں وہ ہے تلوا تیرا

اے امام الاولیاء والاقطاب آپ کے مبارک سَر کو کوئی بھی نہیں سمجھ سکتا کہ آخر اس میں کون کون سی اوصاف حمیدہ اللہ تعالیٰ نے امانت رکھے ہیں اور کتنا بلند و بالا اور عزت کمال والا ہے کیونکہ آپ کے پیروں (قدموں) کی تو یہ حقیقت ہے کہ اللہ کے جملہ ولی لوگ آپ کے پیروں کے تلووں سے حصولِ سعادت کی خاطر اپنی انکھیں مس کرتے رہتے ہیں۔

انتباہ : لفظ وَلی اللہ تو صحابی پر بھی بولا جاتا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ آمَنُوْا﴾......لیکن متاخرین کے عرف ومحاورہ میں ولی اللہ ماسویٰ صحابی پر بولا جاتا ہے اور شرعی مسائل کا دارومدار عُرف پر ہوتا ہے۔

اس وقت اولیاء رحمہم اللہ سے (صحابہ کرام واہل بیت عظام اور امام مہدی رضی اللہ عنہم) مستثنیٰ ہوں گے اس لئے کہ عرف میں اولیاء کا اطلاق ان کے ماسوا پر ہوتا ہے۔ (فتاویٰ مہریہ) اور اس سے کبھی بھی اہل سلسلہ کو انکار نہیں کہ حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ علی الاطلاق ماسوی مذکورین کے تمام اولیاء کرام سے افضل بلکہ سب پر آپ کا فیض بلکہ جب تک آپ کی مہر ثبت نہ ہوسکی ولی اللہ کو ولایت نہیں نصیب ہوتی۔

غوث اعظم کا قدم اولیاء کی گردن پر :

واہ کیا مرتبہ اے غوث ہے بالا تیرا اونچے اونچوں کے سَروں سے قدم اعلیٰ تیرا

اے غوث اعظم آپ کا درجہ کیا خوب بلند ہے بڑے بڑے سَروں والوں سے بھی آپ کا قدم مبارک بہت ہی اونچا ہے آپ کا مرتبہ مبارک تمام اولیاء واقطاب وابدال کے مراتب سے بلند وبالا ہے اس لئے کہ جملہ اولیاء کرام آپ کے پاؤں کے نیچے ہیں۔

ایک دن حضور غوث اعظم نے اپنے وعظ میں برسرِمنبر یہ فرمایا کہ قَدَمِیْ ھٰذِہٖ عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ یعنی میرا قدم ہر ولی کی گردن پر ہے چنانچہ آپ کی زبانِ مبارک سے یہ اعلان سُن کر اس وقت تین سوتیرہ (۳۱۳) صاحبانِ حال اولیاء اللہ جو مجلسِ وعظ میں حاضر تھے سب نے اپنا اپنا سَر جھکا دیا اور عرض کیا بَلْ عَلَی الرَّاسِ وَالْعَیْنِ یعنی اے غوث اعظم آپ کا قدم ہماری گردنوں ہی پر نہیں بلکہ آپ کا قدم تو ہمارے سَروں اور ہماری آنکھوں پر ہے اور اُن بزرگوں نے اپنے کشف سے یہ بھی

دیکھا کہ تمام روئے زمین کے اولیاء آپ کے فرمان پر اپنی اپنی گردنیں جھکائے کھڑے ہیں۔ یہ وہ وقت تھا کہ آپ کے قلب مبارک پر تجلیات ربّانیہ کا نزول ہو رہا تھا اور بارگاہِ رسالت سے عطا کیا ہوا خلعتِ کرامت اولیاء کرام کے اژدحام میں فرشتے آپ کو پہنا رہے تھے۔ شیخ مکارم علیہ الرحمۃ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اس وقت اولیاء کرام نے یہ مشاہدہ فرمایا کہ قطبیت کا جھنڈا آپ کے سامنے گاڑا گیا اور غوثیت کا تاج آپ کے سرِ اقدس پر رکھا گیا جس کو حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے اس طرح ارشاد فرمایا :

کسانی خلعة بطراز اعزم وتوجنی بتیجان الکمال

میرے رب نے مجھے اولوالعزمی اور بلند ہمتی کی خلعت پہنائی اور فضل وکمال کا تاج میرے سر پر رکھ دیا ہے۔

طُبُوٗلی فی السماء والارض دُقت وشاؤس السعادة قد بدٰلی

زمین وآسمان میں میری شان کے نقارے بجتے ہیں اور نیک بختی کے نقیب میرے روبرو حاضر رہتے ہیں۔

انا الجیلی محی الدین اسمی واعلامی علی راس الجبالِ

میں جیلان کا رہنے والا ہوں اور محی الدین میرا نام ہے اور میرے اقبال کے جھنڈے پہاڑوں کی چوٹیوں پر لہرا رہے ہیں۔

خواجہ غریب نواز کو وِلایتِ ہند سے سرفرازی :

جس وقت حضور غوث اعظم کو یہ کہنے کا حکم دیا گیا کہ 'میرا قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے' تو تمام اولیاء کرام کی گردنیں اس حکم کی تعمیل میں جھک گئی تھی جس طرح ملائکہ نے تعمیل حکم ربی کے تحت حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا تھا۔ (بہجۃ الاسرار)

حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری اُن دنوں خراسان کے پہاڑوں میں مجاہدات وریاضات میں مشغول تھے۔ آپ نے بھی رُوحانی طور پر حضور غوث اعظم کا ارشادِ گرامی سُن کر اپنی گردن اس قدر خم کی کہ پیشانی زمین کو چھونے لگ گئی اور عرض کی **قدماك على راسى وعينى** (آپ کے دونوں قدم میرے سر آنکھوں پر ہوں) حضرت غوث اعظم نے اس اظہار نیاز سے متاثر ہو کر مجلس میں فرمایا کہ سید غیات الدین کے بیٹے نے گردن جھکانے میں سبقت کی ہے جس کے باعث عنقریب ولایتِ ہند (سلطان الہند) سے سرفراز کئے جائیں گے۔ (بہجۃ الاسرار)

آپ کا قدمی ھٰذہ کہنے پر سوائے شیخ صنعانی اصفہانی کے تمام اولیاء کا گردنیں جھکا دینا : کہتے ہیں کہ جب حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے فرمایا کہ میرا یہ قدم تمام اولیاء کی گردنوں پر ہے تو سوائے شیخ صنعان اصفہانی کے تمام اولیائے کرام نے اپنی اپنی گردنوں کو آپ کی تعظیم اور فرماں برداری کرتے ہوئے جھکا لیا۔ حضور غوث اعظم کو شیخ صنعان کی عدم فرماں برداری کا کشف سے علم ہو گیا تو آپ نے اُن کے بارے میں فرمایا کہ میرا قدم خنزیروں کے چَرانے والے کی گردن پر بھی ہے۔ **علیٰ رقبتہٖ رجل الخنزیر** اُس کی گردن پر خنزیر کا قدم۔

کچھ مدت کے بعد شیخ صنعان بیت اللہ کی زیارت کے لئے اپنے کامل مریدین کے ہمراہ نکلے۔ شیخ محمود مغربی اور شیخ محمد فرید الدین بھی مریدین میں سے تھے۔ چلتے چلتے اُن کا کفار کے شہروں میں سے ایک شہر پر گذر ہوا تو شیخ صنعان کی اچانک ایک ایسی لڑکی پر نظر پڑ گئی جس کے حسن و جمال میں کوئی مثال نہ ملتی تھی۔ وہ اپنے محل پر کھڑی اطراف وجوانب کا نظارہ دیکھ رہی تھی۔ اس کی آنکھیں جھانکنے والوں کو صرف ایک نظر سے شکار بنا لیتی تھیں شیخ صنعان یہ دیکھتے ہی بے ہوش ہو گئے اور عقل کا

جنازہ نکل گیا اور اس کے حسن و جمال کو دیکھ لیا' جگہ چھوڑ کر آگے چلنے کی طاقت نہ رہی۔ یہ دیکھ کر لڑکی بھی اپنا دِل دے بیٹھی اور اس نے بھی اپنی جگہ چھوڑی اور کھانا پینا بھول گئی۔ اس کے والد کو خبر ہوئی تو فکر مند ہوا کہ اب اس کا کیا حال ہوگا اور سخت گھبرایا اور سوائے شیخ صنعان سے نکاح کر دینے کے اور کچھ نہ سوجھی' پھر اپنے ارادہ سے اُن کو مطلع کیا تو شیخ صنعان نے گمراہی کا راستہ اختیار کرلیا۔ لڑکی کے والد نے بتایا ہمارے نکاح کرنے کا یہ دستور ہے کہ لڑکی دینے سے چند دن پہلے وہ ہمارے خنزیروں کو چراتا ہے اور روزانہ لڑکی والوں کو ایک خنزیر کا بچہ لا کر دیتا ہے تاکہ وہ اپنے دستور کے مطابق نکاح تک کھائیں' پھر وقت نکاح چراغ روشن کرتے ہیں اور مرد کے ایک ہاتھ میں خنزیر کا گوشت اور شراب رکھتے ہیں اور دوسرے ہاتھ میں دلہن کا پلہ بغیر کسی پردہ کے پکڑا دیا جاتا ہے۔ یہ خبر سُن کر شیخ صنعان بہت خوش ہوئے اور اس خدمت کو بغیر کسی پرہیز کے پورا کر دیا اور ہر روز صبح خنزیر کا بچہ اپنی گردن پر اُٹھا لاتے اور انہیں دیتے۔ مدت پوری ہونے کے بعد انہوں نے شیخ صنعان کے ایک ہاتھ میں خنزیر کا گوشت اور شراب رکھی اور دوسرے ہاتھ میں لڑکی کا پلہ پکڑایا۔ جب شیخ صنعان نے بغیر پرہیز کے شراب پینے اور خنزیر کا گوشت کھانے کا ارادہ کیا تو شیخ فرید الدین نے دربارِ غوثیہ میں فریاد کی کہ اولیاء کے بادشاہ محیی الدین اے سید عبدالقادر: ہمارے شیخ ہمارے ہاتھ سے جا رہے ہیں' اللہ رحم فرمانا۔ یہ سُنتے ہی اُن کے جسم میں لرزہ پیدا ہوا جس سے گوشت اور پیالہ ہاتھ سے گر گیا اور غفلت کی پٹی آنکھ سے کھل گئی۔ فوراً جنگل کی طرف متوجہ ہوئے۔ شیخ فرید الدین نے پوچھا' آپ کہاں تشریف لیے جاتے ہیں۔ جواب دیا اس ہستی کی طرف جس کا تیر بے ادب منکروں کو لگنے والا ہے۔ اس سے اپنی گستاخی کی معافی مانگنے کے لئے جا رہا ہوں۔ جب یہ بغداد پہنچے تو چہرہ پر سیاہی مل لی اور دونوں ہاتھوں کو بیڑیوں سے مضبوط باندھ

لیا اور خادموں کے ساتھ غوث اعظم کے دروازہ کی چوکھٹ پر کھڑے ہو گئے اور آپ کے سامنے رونے لگے۔ حضور غوث اعظم کو شیخ صنعان کی حالت پر رحم آیا اور اُن کا قصور معاف کر دیا اور چہرہ دھونے اور ہاتھ کھولنے کا حکم فرمایا اور بارگاہِ الٰہی میں اُن کے گناہ معاف کرنے کی دُعا کی۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے خطاب ہوا یہ تیری شان میں گستاخی کرنے کی وجہ سے مردود ہو چکا ہے۔ حضور غوث اعظم نے اُن کے حق میں زاری کرتے ہوئے دُعا کی، یہاں تک کہ بارگاہِ الٰہی سے نداء آئی میں اُس کے حق میں کسی کی بھی سفارش قبول نہیں کروں گا۔ یہ سُنتے ہی آپ دُنیاوی تصرفات اور مراسم غوثیہ سے دست بردار ہو گئے اور عرض کیا الٰہی جب تو نے اُس کے حق میں میری اور دوسرے ولیوں کی شفاعت قبول نہیں کی تو میرے مریدوں کا قیامت میں کیا حال ہوگا؟ اس عظیم آفت کی وجہ سے میں ان امور سے دستبردار ہوتا ہوں، تیرے بندوں کے کام تیرے سپرد کرتا ہوں اور تو جاننے والا قادر ہے اور تجھے تمام اختیار ہیں۔ خالق و مالک کی طرف سے خطاب ہوا میں نے اُس کی توبہ قبول کی اور تیرے لئے اس کو معاف کر دیا اور یہ بھی وعدہ کرتا ہوں کہ تیرے مریدوں کو توبہ کے بغیر نہ ماروں گا اور اُن کو خاتمہ بالخیر ہوگا پھر عالم ملکوت سے حی لا یموت کی حمد وثناء سُنی۔ بہت بہت حمد اللہ تعالیٰ کے لئے ہے اور اس کا ہزار ہا بار شکر ہے۔

بعض رسائل میں یوں ذکر ہے کہ جب حضور غوث اعظم کو **قدمی ھٰذہٖ** کہنے کا امر ہوا تو شیخ صنعان کے علاوہ تمام اولیائے کرام نے اپنی گردنیں جھکا لیں لیکن شیخ صنعان نے کہا میں بھی تو محبوب ہوں میری شان سے بعید ہے کہ میں اپنی گردن کو اس کے قول پر جھکا دوں۔ حضور غوث اعظم کو یہ کشف سے معلوم ہو گیا تو آپ نے فرمایا اے خنازیر کے چَرانے والے، تیری گردن پر بھی میرا قدم ہے۔ پھر شیخ صنعان نے مکہ معظّمہ کی زیارت کا مع چار سو مریدین کے قصد کیا تو راستہ میں قادر مطلق کی تقدیر سے

شیخ کی ایک نصرانیہ لڑکی پر نظر پڑ گئی۔ اُسے دیکھتے ہی عاشق ہو گئے۔ بھلا اب سکون کیسا، وہ سخت پریشانی میں مبتلا ہو گئے۔ وہ عورت شراب بیچا کرتی تھی۔ شیخ صنعان اُس کی اطاعت میں بہت خوشی سے مشغول ہو گئے حتیٰ کہ ایک دن اس نے خنازیر چَرانے کا حکم دیا اور کہا کہ خنزیر کے بچہ کو اپنی گردن پر رکھ لو تا کہ چلنے میں پامال ہونے سے بچ جائے تو انہوں نے اس حکم کی بھی فوراً تعمیل کی۔ مریدین اس حالتِ عجیبہ کو دیکھ کر بداعتقاد ہو کر ساتھ چھوڑ گئے مگر اُن کے دو کامل مرید صادق الاعتقاد شیخ محمد فرید الدین اور شیخ محمود مغربی جادہ اعتقاد سے نہ ہٹے بلکہ انھوں نے کہا اس مصیبت کی بھڑکتی آگ کو اس کے اُٹھنے کی جگہ سے بجھانا ضروری ہے اور یہ دونوں حضرات جانتے تھے کہ یہ مصیبت عظمیٰ، حضور غوث اعظم کی نافرمانی کا نتیجہ ہے۔ شیخ محمود اپنے شیخ کی خدمت میں ہی رہے اور شیخ فرید الدین بغداد کی طرف روانہ ہوئے۔ جب بغداد میں حضور غوث اعظم سرائے میں پہنچے تو خدمت کا کوئی محل تلاش کیا مگر خالی کوئی بھی نہ پایا تو شیخ فرید نے آپ کے پاخانے کا ٹوکرا اُٹھا کر جنگل میں پھینکنا ہی غنیمت جانا۔ اس کے بارے میں خادموں میں سے کسی خاص کی ڈیوٹی نہ تھی اس لئے کچھ عرصہ بعد یہ خدمت مستقل آپ کے حوالہ ہو گئی۔ کچھ دن بعد پھر خادموں نے حضور غوث پاک کی خدمت میں شکایت کی کہ ہم آپ کی خدمت سے محروم ہو گئے۔ آپ نے فرمایا، کیا تم میں کوئی غریب درویش نیا آ گیا ہے۔ انہوں نے کہا، جی ہاں۔ اس نے ہم سے یہ خدمت لے لی ہے۔ فرمایا: وہ اس خدمت پر مامور ہے پھر آپ وضو کے لئے اُٹھے، دیکھا کہ ایک نوجوان اپنے سَر پر ٹوکرا اُٹھائے لیے جا رہا ہے اور بارش ہو رہی تھی جس کی وجہ سے پلیدی کے قطرے اس پر ٹپک رہے تھے۔ آپ نے ارشاد فرمایا، تو کون ہے؟ عرض کی، میں شیخ صنعان کا مرید ہوں۔ آپ کو نوجوان کی حالت پر رحم آیا، فرمایا مانگ جو مانگتا ہے۔ عرض کی،

آپ میری خواہش جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا، مجھ سے کوئی تو اعلیٰ مقام مانگ جو مانگتا ہے۔ عرض کی، آپ میری خواہش جانتے ہی ہیں کہ آپ میرے شیخ کا قصور معاف کر دیں۔ فرمایا، تمہاری خاطر میں نے تمہارے شیخ کا قصور معاف کر دیا۔ آپ کے اس ارشاد کے ساتھ ہی شیخ صنعان کی آنکھ سے پردہ اُٹھ گیا تو شیخ کے دل سے نصرانیہ کی محبت کا جنازہ نکل گیا اور سابقہ حالات حاصل ہو گئے اور نصرانی معشوقہ سے فوراً جدا ہو گیا۔ مگر وہ اس پر فریفتہ ہو گئی تھی اور اپنا دل دے بیٹھی تھی اس لئے اس نے آپ کی موافقت چاہی مگر وہ شیخ صنعان نے کہا تم کافر ہو اور میں مسلمان ہوں اس واسطے میں تمہیں اپنے ساتھ نہیں رکھ سکتا۔ یہ سُنتے ہی وہ اور اس کے قبیلہ والے سب مسلمان ہو گئے اور آپ کی خدمت میں رہنے لگے۔ (سیر الاخیار)

اولادِ سیدنا غوث اعظم کا قدم اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے سَر پر : حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی ولایت و کرامت کا ڈنکا ان شاء اللہ قیامت تک چمکتا رہے گا۔ آپ کی اولادِ اطہار سے جو شرفِ بیعت حاصل کرے گا وہ آپ ہی کا مرید کہلائے گا۔ غوث اعظم رضی اللہ عنہ اپنے مریدین کے لئے اپنی حمایت کا وعدہ فرما گئے ہیں :

مُرِیْدِی لَاتَخَفْ اَللّٰہُ رَبِّیْ　　عَطَانِیْ رِفْعَةً نِلْتُ الْمَنَالَ

اے میرے مرید! تو مت ڈر، اللہ کریم میرا رب ہے اس نے مجھے رفعت اور بلندی عطا فرمائی ہے اور میں اپنی امیدوں کو پہنچا ہوں۔

جب اولادِ اطہار کا ہاتھ غوث اعظم کا ہاتھ شمار ہوگا تو یقیناً حضور سیدنا غوث اعظم کی اولاد کا قدم بھی آپ کا قدم شمار ہوگا۔ حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں رُوحانی طور پر اپنی گردن پیش کرنا یہ ہے کہ تصور کر لیں کہ آپ کے قدم مبارک ہماری گردنوں پر ہیں۔ جسمانی اور عملی طور پر حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے قدم مبارک

کو اپنی گردنوں پر رکھنا یہ ہے کہ آپ کی مبارک اولاد کے قدموں سے وابستہ ہوجائیں، اُن کے مقدس دامن کو تھام لیں اور حصولِ برکت کے لئے اُن کے قدموں کو اپنی گردنوں پر رکھ لیں۔ نبی اور آل نبی کی تعظیم وتوقیر سے ولایت تک عطا ہوتی ہے لیکن موجودہ دَور کے خارجی (جو اپنے کو مُتصلّب سُنّی کہتے ہیں) اپنے بغض وعناد اور سادات دشمنی کی وجہ سے یہ ماننے تیار نہیں ہیں۔ خارجی بھی عجیب جانور ہیں جو نعرے تو بلند کرتے ہیں کہ 'غوث کا دامن نہیں چھوڑیں گے' لیکن اولادِ غوث اعظم سے مسلسل اُلجھتے رہتے ہیں اُن کی عظمتوں کا انکار کرتے ہیں۔

نسبتِ قادری اور غیرتِ نسبت کا اثر امام احمد رضا پر ویسا ہی تھا جو اکابر اولیاء کو اپنے شیوخ کی بارگاہوں میں ہوتا۔ حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے مناقب وکمالات بیان کرنے اور اعدائے غوث کو دندانِ شکن جوابات دینے پر امام احمد رضا قدس سرہ' نازاں بھی ہیں چنانچہ فرمایا:

میری قسمت کی قسم کھائیں سگانِ بغداد　　ہند میں بھی ہوں تو دیتا رہوں پہرا تیرا

یہ صرف شاعرانہ دعویٰ نہیں بلکہ حقیقت بھی یہی ہے کہ انہوں نے ناموسِ غوثیت کی حفاظت اور فضائلِ قادریت کے اظہار واعلان میں کوئی کسر باقی نہ رکھا۔ وہ اُن کی محبت میں اعداء کی کوئی پرواہ نہیں کرتے تھے۔ اسی عقیدت ونصب کا صلہ تھا کہ اربابِ باطن کو سرکارِ غوثیت سے یہی بتایا کہ ہمارا نائب احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ ہے۔

تیری سرکار میں لاتا ہے رضاؔ اُس کو شفیع　　جو میرا غوث ہے لاڈلا بیٹا تیرا

اے فرمانروائے عرب وعجم' اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کو بخشوانے کے لئے جناب کے شاہی دربار میں رضا ایک مقدس ذاتِ گرامی صفات کو پیش کرتا ہے اور وہ سیدنا غوث اعظم بغدادی علیہ الرحمۃ کی ہستی پاک ہے جو کہ آپ کے فرزند جلیل ہیں (اس لئے کہ غوث پاک' امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما کی اولاد ہیں اور یہ دونوں

حضور کی ذات میں سے ہیں اس لئے آپ نجیب الطرفین سید ہیں اور وہ میرے مددگار اور فریادرَس ہیں۔ اس شعر میں میرا غوث اور لاڈلا بیٹا تیرا میں عجیب وغریب تعریض کے ساتھ ساتھ نہایت لطیف انداز میں فریاد کی گئی ہے جس کی لطافت وخوبی کو اہلِ دانش ہی جان سکتے ہیں۔

خوارج جہنم کے کُتّے : حضور سرورِ عالم ﷺ نے خوارج کی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ بھی بیان فرمائی کہ خوارج مجھ سے، میری اولاد سے اور حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہم سے بغض رکھیں گے نیز فرمایا کہ خارجی جہنم کے کُتّے ہیں۔ (طبرانی)

(☆) حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ شاہی پہلوان تھے، کوئی اُن کا مقابلہ کرنے والا نہ تھا مگر ایک سیدزادہ نے چیلنج کر دیا کہ میں شاہی پہلوان سے لڑوں گا۔ سب ہی نے کہا کہ تم کو دیکھو اور شاہی پہلوان کو دیکھو، اس کے مقابلہ میں قطعی نہیں لڑ سکتے، باز آجاؤ۔ انھوں نے کہا کہ میرے جسم اور وجاہت کو نہ دیکھو۔ میں ایک فن رکھتا ہوں آن کی آن میں پچھاڑ دوں گا۔ مجبوراً قبول کر لیا گیا اور معقول انتظام کیا گیا اور دونوں میدان میں اُتر آئے۔ اِدھر حضرت جنید اور اُدھر سیدزادہ اُتر آئے اور سیدزادہ نے حضرت جنید کے کان میں جا کر کہا کہ اے جنید میں پہلوان نہیں ہوں، ایک سیدزادہ ہوں، فاتح خیبر کا خونِ ہاشمی رگوں میں سوکھتا جا رہا ہے چلنے کی سکت باقی نہیں ہے۔ اتنا کہنا تھا کہ حضرت جنید نیچے آ گئے۔ لوگوں نے دوبارہ لڑنے کے لئے کہا، پھر حضرت جنید نیچے آئے، پھر کشتی ہوئی، پھر جنید نیچے ہو گئے۔ سینے پر سیدہ کا ایک نحیف وناتواں شہزادہ فتح کا پرچم لہرا رہا تھا۔ حضرت جنید اکھاڑے میں اسی شان سے چت لیٹے ہوئے تھے۔ کھیل ختم ہوا، انعام لے کر سیدزادہ چلا گیا۔ حضرت جنید سے لوگوں نے کہا کہ آپ نے یہ کیا کیا؟ آج آپ کی عزت خاک میں مل گئی تو حضرت جنید نے جواب دیا کہ آج تو مجھے عزت ملی ہے اور آج ہی تو مجھے

شرافت ملی ہے اور میں نے آج حسین کی آل کو اپنے سینے پر دیکھا ہے۔ اسی روز رات میں حضور نبی مکرم ﷺ کو خواب میں دیکھا۔ آپ نے فرمایا اے جنید ! تم نے میرے اہل بیت کا خیال کیا اور میرے نسبت کا لحاظ رکھا۔ تجھے آج میں سلطان الاولیاء بنا رہا ہوں۔ معلوم ہوا کہ سیدزادوں کی تعظیم حضور نبی کریم ﷺ کی خوشنودی ورضا کا باعث اور وسیلۂ عطا واکرام ہے۔ سیدزادوں سے بغض خوارج اور منافقین کی علامت ہے۔

(☆) اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان سچّے عاشقِ رسول، ولی کامل، عارف باللہ، متبحر عالم، مجدد دین وملت اور بے شمار کمالات کے حامل ہیں۔ آپ نے عملی طور پر جس آن وبان سے سیدوں کا ادب واحترام فرمایا اور ساداتِ کرام کی تعظیم وتوقیر کرکے اُمت کو دِکھایا ہے وہ دیگر اہلِ ایمان کے لئے نمونۂ عمل ہے اُمت کو سارے انعامات واکرامات نبی اور آل نبی کی تعظیم وتوقیر کے سبب ہی عطا ہوتے ہیں اسی لئے نبی اور آل نبی پر درود شریف پڑھا جاتا ہے۔ امام اہلسُنّت اعلیٰ حضرت نے اپنے عمل سے سید الطائفہ حضرت سیدنا جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے واقعہ کو دہرایا ہے اور بلاشبہ سیدزادے کی تعظیم وتوقیر کا یہی واقعہ اعلیٰ حضرت کو حضرت جنید بغدادی کا پَرتو، اعلیٰ حضرت علی الاطلاق، امام اہلسُنّت فی الافاق، قطب الارشاد علی لسان الاولیاء، واجب الاحترام، وحید العصر، مؤید ملت طاہرہ، اعلم العلماء عند العلماء...... بنادیا۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا علیہ الرحمہ کے ہاتھ میں سیدزادے (مُرشدِ کامل حضرت سیدنا شاہ آلِ رسول مارہروی رحمۃ اللہ علیہ) کا باکرامت ہاتھ ہے اور کاندھوں پر سیدزادے کے قدوم مبارک بلکہ بابرکت سید زادہ سوار ہے۔

مشہور واقعہ ہے کہ اعلیٰ حضرت کی سواری کے لئے پالکی کا انتظام کیا تھا۔ کہاروں نے پالکی اُٹھائی اورتھوڑی ہی دُور چلے تھے کہ اعلیٰ حضرت نے آواز دی پالکی روک دو۔ حکم کے مطابق پالکی روک دی گئی' ہمراہ چلنے والا مجمع بھی وہیں رُک گیا۔ اعلیٰ حضرت اضطراب کی حالت میں باہرتشریف لائے' کہاروں کو اپنے قریب بلایا اور بھرّ ائی آواز میں دریافت فرمایا کہ آپ لوگوں میں کوئی آلِ رسول تو نہیں ہے؟ مجھے آلِ رسول کی خوشبو آ رہی ہے۔ (یہ اعلیٰ حضرت کی کرامت ہے کہ آل نبی کی رگوں میں دوڑنے والے خون کی مہلک سے آشنا تھے) تم کو تمہارے جد اعلیٰ ﷺ کا واسطہ سچ بتا دو۔ کافی دیر تک خاموش رہنے کے بعد ایک مزدور نے دبی زبان سے کہا' میں اسی چمن کا ایک مرجھایا ہوا پھول ہوں جس کی خوشبو سے آپ کی مشامِ جاں معطر ہے' رگوں کا خون نہیں بدل سکتا' اس لئے آلِ رسول ہونے سے انکار نہیں ہے۔ اپنی خانماں برباد زندگی کو دیکھ کر یہ کہتے ہوئے شرم آتی ہے کہ چند مہینے سے آپ کے اس شہر میں آیا ہوں' پالکی اُٹھانے والے مزدوروں سے رابطہ قائم کرلیا ہے ....ابھی مزدورسیدزادے کی بات ختم نہ ہو پائی تھی کہ عالمِ اسلام کے مقدس امام مجدد اسلام اعلیٰ حضرت کا عمامہ اُس کے قدموں پر رکھا ہوا تھا اور وہ برستے ہوئے آنسوؤں کے ساتھ پھوٹ پھوٹ کر التجا کر رہا تھا' معزز شہزادے ! میری گستاخی کو معاف کردو' لاعلمی میں یہ خطا سرزد ہوگئی ہے۔ قیامت کے دن کہیں حضور ﷺ نے پوچھ لیا کہ احمد رضا کیا میرے فرزندوں کا دوشِ نازنین اسی لئے تھا کہ وہ تیری سواری کا بوجھ اُٹھائے تو میں کیا جواب دوں گا۔ اس وقت بھرے میدان حشر میں میرے ناموسِ عشق کی کتنی بڑی رسوائی ہوگی۔ کئی بار زبان سے معاف کردینے کا اقرار کر لینے کے بعد امام اہلسنّت نے پھر اپنی آخری التجائے شوق پیش کی کہ شہزادے اب تم پالکی میں بیٹھو اور میں اُسے اپنے کاندھے پر اُٹھاؤں گا' آخر شہزادے کو اعلیٰ حضرت

کی ضد پوری کرنی پڑی۔ وہ منظر کتنا رقت انگیز اور دِل گداز تھا جب اہلسُنّت کا جلیل القدر امام کہاروں کے قطار سے لگ کر اپنے علم وفضل جبہ ودستار اپنی عالمگیر شہرت کا سارا اعزاز خوشنودی حبیب خدا ﷺ کے لئے ایک گمنام مزدور کے قدموں پر نثار کر رہا تھا۔ آلِ رسول کے ساتھ جس کے دِل کی عقیدت واخلاص کا یہ عالم ہے تو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اُس کی وارفتگی کا اندازہ کون لگا سکتا ہے۔

﴿ یہ ہے مسلک اعلیٰ حضرت ﴾

اعلیٰ حضرت نے پالکی میں سوار سیدزادہ کو اپنے کندھوں پر اُٹھایا' اس واقعہ کا انعام یہ ملا کہ فرشتوں نے اعلیٰ حضرت کے جنازے کو کندھوں پر اُٹھایا۔ شیخ المشائخ اعلیٰ حضرت امام العارفین شبیہ غوث الثقلین محبوب ربّانی سید شاہ علی حسین اشرفی میاں جیلانی قدس سرہ' فرماتے ہیں 'میں فرشتوں کے کندھوں پر ولی کے جنازے کو دیکھ رہا ہوں' اتفاق کی بات ہے کہ آپ یہ منظر کچھوچھہ شریف میں ملاحظہ فرما رہے ہیں اور اُدھر بریلی شریف میں اسی وقت اعلیٰ حضرت امام اہلسُنّت مولانا شاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی کا وصال ہوتا ہے۔ یقیناً محبوب ربّانی شبیہ غوث الثقلین اعلیٰ حضرت سید شاہ علی حسین اشرفی میاں جیلانی قدس سرہ' کا یہ فرمان اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کے لئے باعثِ سند اور دلیلِ ولایت ہے۔

مُریدین کی ضمانت : حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ قیامت تک میرے دوستوں اور میرے مریدوں میں سے جو کوئی ٹھوکر کھائے گا تو میں اُس کا ہاتھ پکڑلوں گا۔ کسی نے حضرت غوث اعظم سے پوچھا کہ حضرت آپ کے مریدوں میں سے پرہیزگار اور گنہگار دونوں ہی ہوں گے۔ تو آپ نے فرمایا کہ پرہیزگار میرے لئے ہیں اور گنہگاروں کے لئے میں ہوں۔ مریدین کے لئے اپنی حمایت کا وعدہ فرما گئے ہیں :

مُرِیْدِی لَاتَخَفْ اَللّٰہُ رَبِّیْ اے میرے مرید! تو مت ڈر اللہ کریم میرا رب ہے
(حیات جادوانی، قلائد الجواہر)

دھوپ محشر کی وہ جاں سوز قیامت ہے مگر مطمئن ہوں کہ میرے سَر پہ ہے پلا تیرا

محبتِ غوثِ اعظم بخشش کا ذریعہ: حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ایک آدمی تھا جو ہر وقت فسق وفجور میں مبتلا رہتا تھا مگر اُسے غوثِ پاک سے بڑی محبت تھی۔ وہ فوت ہوگیا تو قبر میں منکر نکیر نے آکر سوال کیا تو اس نے جواب دیا کہ میں تو عبدالقادر کے سوا اور کچھ بھی نہیں جانتا۔ فرشتوں نے بارگاہِ رب العزت میں عرض کی یا مولا جو کچھ اس نے جواب دیا ہے تو جانتا ہے اب اس کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے؟ خدا کی طرف سے حکم آیا کہ اگرچہ یہ میرا بندہ گنہگار ہے لیکن چونکہ اس کے دل میں میرے محبوب عبدالقادر کی محبت ہے اس لئے میں نے اس کو بخش دیا۔(تفریح الخاطر)

مُردوں کو زندہ کرنا، اندھوں اور کوڑھیوں کو شفا دینا:

قلائد الجواہر کے مصنف حضرت علامہ شیخ محمد بن یحیٰی حنبلی کا ارشاد ہے کہ تمام فقہاء اور فقراء کا اجماع ہے کہ بغداد شریف میں چار ایسے اولیاء گزرے ہیں جو اپنی زندگی میں بھی قسم قسم کے محیر العقول تصرفات فرماتے رہے اور وفات کے بعد اپنی قبروں میں بھی زندوں کی طرح تصرفات فرماتے رہتے ہیں اور وہ چاروں اولیاء یہ ہیں:

(۱) شیخ عبدالقادر جیلانی (۲) شیخ معروف کرخی (۳) شیخ عقیل منجی
(۴) شیخ حیاۃ بن قیس خرانی۔ اسی طرح بغداد میں چار ایسے اولیاء ہوئے جو اللہ تعالیٰ کے حکم سے اندھوں اور کوڑھیوں کو شفاء دیتے اور مردوں کو زندہ فرما دیا کرتے تھے اور ان چاروں کے نام یہ ہیں (۱) شیخ عبدالقادر جیلانی
(۲) شیخ احمد رفاعی (۳) شیخ علی بن ابی نصر ہیتی (۴) بقا بن بطو۔ (قلائد الجواہر)

لاعلاج مریض : شیخ ابوسعید قیلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا **اَلشَّیْخُ عَبْدُالْقَادِرُ یُبْرِئُ الْاَکْمَہَ وَالْاَبْرَصَ وَیُحْیِی الْمَوْتیٰ بِاِذْنِ اللّٰہِ** شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ' اللہ تعالیٰ کے اذن سے مادرزاد اندھوں اور برص کی بیماری والوں کو اچھا کرتے ہیں اور مُردوں کو زندہ کرتے ہیں۔ (بہجۃ الاسرار' قلائدالجواہر' نفحات الانس)

شیخ خضرالحسینی الموصلی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ میں حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی خدمتِ اقدس میں قریباً ۱۳ سال تک رہا۔ اس دوران میں نے آپ کے بہت سے خوارق اور کرامات کو دیکھا' اُن میں سے ایک یہ ہے **اذا اعیا الاطباء مریضا اتیٰ بہٖ الیہ فیدعو لہ' ویمرُ یدہ' علیہ فیقوم بین یدیہ و قد شفیٰ ولایزال یسری عنہ حتیٰ یصح فی اسرع وقت** جس مریض کو ڈاکٹر اور حکیم لاعلاج قرار دیتے تھے وہ آپ کے پاس آکر شفایاب ہو جاتا۔ آپ اُس کے لئے دُعاصحت فرماتے اور اُس کے جسم پر اپنا ہاتھ مبارک پھیرتے تو اللہ کریم اُسی وقت اُس مریض کو صحت سے نوازتا۔ (قلائدالجواہر' بہجۃ الاسرار)

پکی ہوئی مرغی زندہ ہوگئی :

ایک بڑھیا نے اپنے لڑکے کو بارگاہِ غوثیت میں پیش کر کے عرض کیا کہ حضور اس کو اپنی غلامی میں قبول فرمائیں اور اس کو تصوف وسلوک کی تعلیم فرمائیں۔ چنانچہ یہ لڑکا عبادت وریاضت میں مشغول ہو گیا ایک دن لڑکے کو دیکھنے کے لئے بڑھیا آئی تو یہ دیکھا کہ اس کا لڑکا جَو کی روٹی بغیر سالن کے کھا رہا ہے اور ریاضت ومجاہدہ کے اثر سے بہت دُبلا اور لاغر بھی ہو گیا ہے پھر جب بڑھیا بارگاہِ غوثِ اعظم میں حاضر ہوئی تو یہ دیکھا کہ آپ مرغی کا گوشت تناول فرما چکے ہیں اور اس کی ہڈیاں برتن میں پڑی ہوئی ہیں۔ بڑھیا نے عرض کیا کہ حضور ! آپ نے میرے بچے پر کوئی شفقت نہیں فرمائی۔

آپ نے فرمایا کیسے؟ تو بڑھیا جھلا کر بولی کہ واہ ! آپ تو اُڑائیں مُرغیاں اور میرا بچہ کھائے جَو کی روٹیاں؟ یہ کہاں کی شفقت ہے؟ یہ سُن کر حضرت غوث اعظم نے مُرغی کی ہڈیوں کو جمع فرما کر اپنا دستِ مبارک اُن پر رکھ دیا اور فرمایا کہ **قومی باذن اللہ الذی یحیی العظام وھی رمیم** یعنی اے مرغی ! تو اس خدا کے حکم سے زندہ ہو کر کھڑی ہو جا جو گلی سڑی ہڈیوں کو زندہ فرمائے گا۔ حضرت کا یہ فرمان سُنتے ہی مرغی زندہ ہو کر کھڑی ہو گئی اور بزبان فصیح یہ پڑھا کہ **لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ الشیخ عبدالقادر ولی اللہ** (قلائدالجواہر) غوث پاک نے فرمایا تیرا بیٹا جب اس قابل ہو جائے گا تو جو چاہے گا وہی کھائے گا۔ (سفینۃ الاولیاء)

سخت سردی میں پسینہ آنا :

حضرت ابن اخضر رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ ہم شیخ سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں حاضر ہوا کرتے تھے سخت سردی کا موسم تھا آپ نے صرف ایک قمیص پہن رکھی تھی اور آپ کے سرانور پر طاقیہ (ایک قسم کی ٹوپی) تھی اور آپ کے جسم سے پسینہ نکل رہا تھا اور آپ کے اردگرد موجود معتقدین آپ کو پنکھے کی ہوا دے رہے تھے جیسا کہ سخت گرمیوں میں ہوتا ہے۔ (جامع کرامات اولیاء)

حرف 'کُن' عطا کیا گیا : 'المنن' میں لکھا ہے سیدنا غوث اعظم فرماتے ہیں کہ میں لوگوں کی رشد و ہدایت کے لیے تب بیٹھا ہوں جب میں نے پچیس سال کا عرصہ جنگلات اور صحراؤں میں بسر کیا۔ میں اس دوران زمینی نباتات کھایا کرتا تھا اور نہروں کا پانی پیا کرتا تھا۔ میں ایک سال یا اس سے زیادہ تک پانی پیئے بغیر صبر و شکر سے گزارا کرتا تھا۔ مزید فرمایا کہ مجھے حرف 'کن' عطا کیا گیا۔ میں جنگلات میں چلتا پھرتا تھا۔ مجھے بچھے بچھائے دسترخوان ملتے۔ پھر اُن پر سے جو میری خواہش

ہوتی کھالیا کرتا تھا اور میں پہاڑوں سے حلوہ نکال کر کھاتا اور ریت سے میں میٹھا پانی پیتا تھا۔ میں ریت لیتا اس پر دریا اور سمندر سے نمک لیکر ڈالتا اور میں اُسے میٹھا شربت بنا کر پیتا۔ پھر میں نے یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے ادب کے پیشِ نظر چھوڑ دیا۔ (جامع کرامات اولیاء)

چیل کو مار کر زندہ فرما دیا : ایک مرتبہ آپ کی مجلسِ وعظ میں ایک چیل چلاتی ہوئی اُوپر سے گزر گئی جس سے سامعین کی توجہ پراگندہ ہوگئی تو آپ پر ایک دم غوثیت کا جلال طاری ہوگیا اور آپ نے فرمایا کہ **یَارِیْحُ خُذِیْ رَأْسَ هٰذِهِ الْحِدَاءَ ةِ** یعنی اے ہوا ! اس چیل کا سر اُڑا دے۔ حاضرینِ مجلس کا بیان ہے کہ غوث اعظم کا یہ فرمان ہوتے ہی چیل کا سر ایک طرف کٹ کر گر پڑا اور اس کا دھڑ دوسری طرف جا کر گرا۔ پھر وعظ سے فارغ ہو کر آپ کرسی سے نیچے اُترے اور چیل کے سَر اور دھڑ کو ملا کر بسم اللہ پڑھا اور ہاتھ پھیر دیا تو وہ زندہ ہو کر اُڑ گئی۔ (خلاصۃ المفاخر)

یہی وہ آپ کے خداداد تصرفات ہیں جن کو قصیدہ غوثیہ میں فرمایا کہ :

وَلَوْ اَلْقَیْتُ سِرِّیْ فَوْقَ مَیِّتٍ ۔۔۔ لَقَامَ بِقُدْرَةِ الْمَوْلٰی تَعَالٰ

یعنی میں اگر اپنا راز کسی مری ہوئی لاش پر ڈال دوں تو وہ یقیناً مولیٰ تعالیٰ کی قدرت سے زندہ ہو کر کھڑی ہو جائے گی۔

وہ کہہ کہ 'قُمْ بِاِذْنِ اللّٰهِ' جلا دیتے ہیں مُردوں کو ۔۔۔ بہت مشہور ہے احیاءِ موتی غوث اعظم کا

غصّہ سے دیکھنے پر چڑیا مرگئی : امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں آپ کی کرامات میں سے ایک کرامت یہ ہے کہ آپ ایک دن وضو فرما رہے تھے کہ چڑیا نے آپ پر بیٹ کردی۔ آپ نے سَر اُٹھا کر اُس کی طرف دیکھا، وہ اُس وقت اُڑ رہی تھی۔ دیکھتے ہی فوراً مردہ حالت میں زمین پر گر پڑی۔ آپ نے بیٹ والا کپڑا

دھویا پھر اسے فروخت کر دیا' اور اس کے جو دام ملے وہ فقیروں مسکینوں پر صدقہ کر دیئے اور فرمانے لگے یہ اس کے بدلہ میں ہے۔ (جامع کرامات اولیاء)

بچھّو کے ہلاک ہونے کا واقعہ: حضور غوث اعظم ایک دن سواری پر جامع منصوری نماز کے لئے تشریف لے گئے تو آپ نے اپنی چادر اُتاری اور اپنے کپڑوں کے نیچے سے ایک بچھو نکال کر زمین پر پھینک دیا۔ یہ بچھو بھاگنے لگا تو آپ نے فرمایا 'تو اللہ کے حکم سے مرجا'۔ آپ کی زبان مبارک سے یہ الفاظ نکلے ہی تھے کہ بچھو فوراً ہلاک ہو گیا پھر آپ نے فرمایا کہ جامع منصوری سے یہاں تک اس بچھو نے مجھے ساٹھ دفعہ کاٹا لیکن میں نے صبر کا اجر حاصل کرنے کے لئے اف تک نہیں کی' اس کی ہلاکت دوسرے لوگوں کو نقصان سے بچانے کے لئے ہے۔ (خلاصۃ المفاخر)

کبوتری اور قمری کا واقعہ: ایک مرتبہ ابوالحسن علی بن احمد بن وہب ازجی بیمار ہوئے تو حضور غوث اعظم اُن کی عیادت کے لئے تشریف لائے۔ آپ نے اُن کے گھر میں ایک کبوتری اور قمری دیکھی۔ ابوالحسن نے عرض کی' حضور یہ کبوتری چھ ماہ سے انڈے نہیں دے رہی اور قمری نو ماہ سے خاموش ہے۔ آپ کبوتری کے پاس تشریف لائے اور اسے فرمایا اپنے مالک کو فائدہ پہنچا' پھر قمری کے پاس آ کر ٹھہرے اور اسے فرمایا تو اپنے خالق کی تسبیح کر۔ قمری اسی وقت چہچہانے لگی اور بغداد کے لوگ جمع ہو کر اس کی آواز سننے لگے۔ کبوتری نے بچے دینے شروع کر دیے اور یہ آخر تک جاری رہے۔ (خلاصۃ المفاخر)

طوفان سے کشتی نکال دی: حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے مدرسہ میں پڑھنے والے طلبہ کا بیان ہے کہ ایک دن دورانِ درس میں حضرت کا چہرۂ مبارک ایک دم سُرخ ہو گیا اور اپنی چادر کے نیچے ہاتھ ڈال کر نکالا تو ہاتھ سے پانی ٹپکنے لگا۔

آپ کے جلال و ہیبت کی وجہ سے کسی کو کچھ دریافت کرنے کی جرأت نہیں ہوئی مگر طالب علموں نے دن، تاریخ اور مہینہ نوٹ کرلیا۔ دو ماہ کے بعد کچھ سوداگر حاضر خدمت ہوئے اورانہوں نے بتایا کہ حضور ! ہم سمندر میں اپنی کشتی پر تجارت کا مال لا دکر آ رہے تھے کہ یکا یک سمندر میں طوفان آ گیا اور طوفان کے تلاطم اور موجوں کا تھپیڑوں میں ہماری کشتی ڈگمگانے لگی اور قریب تھا کہ ہمارا بیڑہ غرق ہوجائے مگر جب ہم نے اس مصیبت کے وقت میں آپ کو پکارا اور ' **یاغوث المدد** ' کا نعرہ لگایا تو ہم نے یہ دیکھا کہ پانی کی سطح پر ایک قدرتی ہاتھ نمودار ہوا اور اُس نے ہماری کشتی کوطوفان کی موجوں سے نکال کرسلامتی کے ساتھ ساحلِ نجات پر پہنچا دیا۔

(قلائدالجواہر، برکاتِ قادریت)

جہازِ تاجراں گرداب سے فوراً نکل آیا وظیفہ جب انھوں نے پڑھ لیا یاغوث اعظم کا

فرزند کی بشارت (مافی الارحام کا علم): سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے عقیدت مندوں میں خضر حسینی موصلی تھے۔ آپ نے اُن کو یہ بشارت دی کہ تیری پُشت سے ایک لڑکا محمد نامی پیدا ہوگا جو ایک نابینا حافظ سے قرآن مجید حفظ کرے گا اور تو (خضر حسینی) طویل عمر پا کر بحالتِ ہوش وحواس مرے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ ۶۰۱ ھ میں اُن کے فرزند محمد پیدا ہوئے اور ایک نابینا حافظ سے قرآن پڑھ کر سات ماہ میں قرآن مجید حفظ کرلیا۔ اور خضر حسینی (۹۰) سال ایک ماہ اور سات دن کی عمر پا کر مقام اربل میں داعی اجل کو لبیک کہا اور آخر عمر تک اُن کے ہوش وحواس قائم رہے۔ (بہجۃ الاسرار)

اولیائے کرام میں سے کچھ وہ دانائے راز ہوتے ہیں جن کے سامنے زمین لپیٹ دی جاتی ہے وہ اس کے حقائق سے باخبر اور طبقات سے واقف ہوجاتے ہیں، اس کے اسرار پر مطلع ہوجاتے ہیں۔ زمین کے حصہ حصہ میں جو طبعی حکمتیں مولائے کریم نے

ودیعت فرما رکھی ہیں انہیں وہ تفصیلاً جان لیتے ہیں۔ وہ کائنات ارضی وسماوی کو رائی کے دانے کے مثل دیکھتے ہیں بلکہ اُن کی نظریں اتنی وسیع تر ہو جاتی ہیں کہ لوح محفوظ اُن کے سامنے ہوتا ہے اور وہ یہ ملاحظہ فرماتے ہوتے ہیں کہ قلم، لوح محفوظ پر کیا لکھ رہا ہے۔ (جامع کرامات اولیاء)

ظاہر ہے کہ جس کو لوح محفوظ کا علم ہوگا اسے دیگر کائنات کا علم ضرور بفضلہٖ تعالیٰ حاصل ہوگا۔

جلال الدین رومی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

لوح محفوظ است پیشِ اولیاء   از چہ محفوظ است؟ محفوظ از خطا

خداوند قدوس اپنے اولیاء کی آنکھوں میں وہ قدرت وطاقت بخش دیتا ہے کہ وہ زمین پر بیٹھ کر لوح محفوظ کی تحریروں کو پڑھ لیتے ہیں اور لوگوں کی تقدیروں پر مطلع ہو جاتے ہیں۔

تاجدار ولایت حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ ان ہی اولیاء کرام میں سے ہیں جو لوح محفوظ پر نظر رکھتے ہیں اور اس میں لکھی چیزوں کا مشاہدہ فرماتے ہیں۔ خود حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ **عینی فی اللوح المحفوظ** یعنی میری آنکھ لوح محفوظ کو دیکھتی رہتی ہے۔

لوح محفوظ کیا ہے اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **کل صغیر وکبیر مستطر** ہر بڑی چھوٹی چیز لکھی ہوئی ہے۔ اور فرماتا ہے **مافرطنا فی الکتٰب من شئی** ہم نے کتاب میں کوئی شئی اُٹھا نہ رکھی اور فرماتا ہے **ولا رطب ولا یابس الا فی کتٰب مبین** اور کوئی تر وخشک ایسا نہیں جو کتاب مبین میں نہ ہو۔ تو جب لوح محفوظ کی یہ حالت کہ اس میں تمام کائنات روزِ اول سے روزِ آخر تک محفوظ ہیں تو جس کو اس کا علم ہو بیشک اسے ساری کائنات کا علم ہوگا۔ (الملفوظ)

اس سے یہ ثابت ہوا کہ آپ کو کائنات کے ذرہ ذرہ کا علم وادراک ہے جتنا اللہ تعالیٰ نے چاہا وسعت علم سے مالا مال فرمایا' اور جب رسول اکرم ﷺ کے اس شہزادے اور عالی مرتبہ غلام کا یہ عالم ہے تو اس رسول اعظم کی وسعت علم وادراک کا عالم کیا ہوگا جس کے زیر نگیں کل کائنات ہے جس کے بارے میں خود غوث اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کا جسم مبارک ایک طاق ہے آپ کی رُوحِ پاک اس طاق میں لیمپ ہے وحی کی چمک اس لیمپ کا چراغ ہے آپ کی طرف وحی کا آنا جانا نور پر نور ہے۔ جب نبوت کا نور دل کے طاق کے لیمپ میں روشن ہوتا ہے تو آپ کے دل کا آئینہ روشن ہوجاتا ہے تو اس سے آپ غائب الغیب چیزوں دیکھتے ہیں۔ (بہجۃ الاسرار)

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں **ان اللہ قد رفع لی الدنیا فانا انظر الیھا والی ماھو کائن فیھا الی یوم القیمۃ کانما انظر الی کفی ھذہٖ** بیشک اللہ تعالیٰ نے میرے سامنے دنیا اُٹھالی ہے تو میں اُسے اور اس میں جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہے سب کو ایسا دیکھ رہا ہوں جیسے اپنی اس ہتھیلی کو۔

میری تقدیر بُری ہو تو بھلی کردے کہ ہے　　　محو و اثبات کے دفتر پہ کڑوڑا تیرا

(اے بگڑی بنانے والے آقا اگر میری قسمت میں دُنیا یا آخرت کی کوئی بُرائی لکھی ہو تو برائے کرم اُسے اچھائی اور نیکی سے تبدیل کردیجئے کیونکہ ہمارا عقیدہ ہے کہ آپ بُرائی کو اچھائی سے تبدیل فرماسکتے ہیں اس لیے کہ خالق کائنات کی تقدیریں اور قسمتیں اور دیگر ہر چیز مکتوب ہے)

حضور نبی کریم ﷺ کے صدقے میں اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کے غلاموں کو یہ مرتبہ عنایت فرمایا۔ ایک بزرگ فرماتے ہیں' وہ مرد نہیں جو تمام دُنیا کو مثل ہتھیلی نہ دیکھے'۔

امام شعرانی نے طبقاتِ کبریٰ میں فرمایا کہ عارف باللہ وہ ہے جس کے دل میں خداوند عالم نے ایک ایسی تختی رکھ دی ہے کہ ملک وملکوت کے تمام اسرارِ موجودات اُس میں منقوش ہو جاتے ہیں اور وہ سب کو اپنے علم وکشف سے جانتا اور اپنی چشم بصیرت سے دیکھتا رہتا ہے۔ حضرت جامی قدس سرہ السامی نے نفحات الانس میں لکھا ہے کہ حضرت خواجہ خواجگان بہاء الدین نقشبند رضی اللہ عنہ یوں فرمایا کرتے تھے کہ خواجہ عزیزان علی رامیتنی رحمۃ اللہ علیہ کا تو یہ قول ہے کہ تمام روئے زمین اللہ والوں کی نظر کے سامنے ایک دسترخوان کے مانند ہے مگر میں یہ کہتا ہوں کہ تمام روئے زمین اولیاء کی نگاہ کے سامنے ناخن کی طرح سے ہے کہ روئے زمین کی کوئی شئے اُن کی نظر سے پوشیدہ نہیں رہ سکتی۔

حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ قصیدہ غوثیہ شریف میں ارشاد فرماتے ہیں :

نَظَرْتُ اِلٰی بِلَادِ اللّٰہِ جَمْعًا   کَخَرْدَلَۃٍ عَلٰی حُکْمِ اِتِّصَالٖ

میں نے اللہ تعالیٰ کے تمام شہروں کو اس طرح دیکھا جس طرح کوئی رائی کے دانے کو دیکھتا ہے اور وہ بھی منٹ دو منٹ کے لئے نہیں بلکہ **علی حکم اتصال** یعنی مسلسل لگا تار، ہمیشہ یوں ہی دیکھتا رہتا ہوں، اور **علی الاتصال** ہر دم اور ہر حال میں سارا جہاں میرے پیش نظر رہتا ہے۔

دُعا سے تقدیر معلق بدلنا: ایک سوداگر جس کا نام ابوالمظفر تھا حضرت شیخ حماد علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا، قافلہ تیار ہے ملک شام کو جا رہا ہوں، سرِدست سو اشرفیاں اپنے ساتھ لے جا رہا ہوں اور اتنی قیمت کا سامان میرے پاس موجود ہے دُعا کیجئے کہ کامیاب لوٹوں۔ حضرت شیخ حماد نے فرمایا تم اپنا یہ سفر ملتوی کر دو ورنہ زبردست نقصان اُٹھاؤ گے، ڈاکو تمہارا سب مال لوٹ لیں گے اور تم کو قتل بھی کر دیں گے۔ سوداگر یہ خبر سُن کر بڑا پریشان ہوا اور اسی پریشانی میں واپس آ رہا تھا کہ راستہ میں

حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ مل گئے، پوچھا کیوں پریشان ہو؟ سوداگر نے سارا قصہ سُنا دیا۔ آپ نے فرمایا: پریشان ہونے کی ضرورت نہیں، تم شوق سے ملک شام کو جاؤان شآء اللہ تمہیں کوئی نقصان نہیں ہوگا اور تم بخریت اور کامیاب لوٹو گے۔ چنانچہ سوداگر ملک شام کو روانہ ہوگیا۔ شام میں اسے بہت سا نفع ہوا اور وہ ایک ہزار اشرفیوں کی تھیلی لیے ملک حلب میں پہنچا اور اتفاقاً وہ تھیلی کہیں رکھ کر بھول گیا۔ اسی فکر میں نیند نے غلبہ کیا اور سو گیا تو خواب میں دیکھا کہ کچھ ڈاکوؤں نے اس کے قافلے پر حملہ کر کے سارا سامان لوٹ لیا ہے اور اسے بھی قتل کر ڈالا ہے۔ یہ وہشت ناک خواب دیکھ کر سوداگر خواب سے چونکا تو دیکھا وہاں کچھ بھی نہ تھا مگر اُٹھا تو یاد آیا کہ اشرفیوں کی تھیلی میں نے فلاں جگہ پر رکھی تھی۔ چنانچہ جھٹ وہاں گیا تو تھیلی مل گئی اور خوشی خوشی بغداد واپس آیا اور اب سوچنے لگا کہ میں پہلے غوث اعظم رضی اللہ عنہ کو ملوں یا شیخ حماد رضی اللہ عنہ کو؟ اتفاقاً بازار میں حضرت شیخ حماد مل گئے اور دیکھ کر فرمانے لگے پہلے جا کر غوث اعظم سے ملو کہ وہ محبوب ربانی ہیں انہوں نے تمہارے لئے (۷۰) مرتبہ بارگاہِ الٰہی میں دُعا مانگی تب کہیں جا کر تمہاری تقدیر معلق بدلی ہے جس کی میں نے تجھے خبر دی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ ہونے والے واقعہ کو غوثِ اعظم کی دُعا سے بیداری سے خواب میں منتقل کر دیا۔ یہ سُنتے ہی سوداگر حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے پاس آیا جن کے روحانی تصرف سے وہ قتل وغارت سے بچ گیا تھا اسے دیکھتے ہی حضور غوث اعظم نے فرمایا واقعی میں نے تمہارے لئے (۷۰) مرتبہ دُعا مانگی ہے۔ (گلدستہ کرامات)

سیدنا موسیٰ علیہ السلام کا اقرار : حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں بغداد شریف میں تخت پر بیٹھا ہوا تھا کہ سرورِ کائنات افضل الصلوٰۃ والتسلیمات کی زیارت سے مشرف ہوا۔ آپ سوار تھے اور آپ کی ایک جانب

حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام تھے۔ آپ نے فرمایا **یٰمُوۡسٰیۡ اَفِیۡ اُمَّتِكَ رَجُلٌ هٰكَذَا** اے موسیٰ (علیہ السلام) کیا آپ کی اُمت میں بھی اس شان کا کوئی شخص ہے؟ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا: **لا** نہیں۔ حضور نبی مکرم ﷺ نے مجھے خلعت پہنائی۔ (قلائدالجواہر)

تمہیں وصل بے فصل ہے شاہِ دیں سے — دیا حق نے یہ مرتبہ غوثِ اعظم

عیسائی مسلمان ہوگیا : ایک دفعہ بغداد شریف میں ایک عیسائی پادری نے لوگوں سے یہ کہہ کر گمراہ کرنا شروع کر دیا کہ ہمارے نبی علیہ السلام تمہارے نبی رسول اللہ ﷺ سے افضل ہیں، چونکہ عیسیٰ علیہ السلام نے مُردے زندہ کیے اور تمہارے نبی نے کوئی مُردہ زندہ نہیں کیا۔ یہ بات حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ تک پہنچی تو آپ اس پادری کے پاس تشریف لے گئے اور اس سے کہا کہ تم لوگوں کو کیا کہہ رہے ہو؟ اُس نے دوبارہ وہی بات کہی۔ یہ بات سُن کر سرکارِ غوثِ پاک جلال میں آ گئے اور فرمایا: پادری! میں نبی نہیں ہوں، نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نواسہ ہوں اور اُن کا غلام ہوں۔ اگر میں مُردہ زندہ کر دوں تو کیا تو میرے نانا کا کلمہ پڑھ لے گا؟ پادری نے کہا، ہاں۔ تب آپ نے فرمایا مجھے کسی پُرانی قبر پر لے جاؤ تاکہ میں تم کو مردہ زندہ کر کے دکھا دوں۔ پادری آپ کو ایک پُرانی قبر پر لے گیا، تو پیران پیر دستگیر نے فرمایا: یہ ایک گویے کی قبر ہے اگر کہو تو یہ گاتا ہوا اُٹھے۔ پادری نے کہا ٹھیک ہے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ تمہارے نبی مُردہ زندہ کرتے وقت کیا کہتے تھے۔ پادری نے کہا **قُمْ بِاِذْنِ اللّٰهِ** کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے اُٹھ۔ پھر غوث اعظم نے جلال میں آ کر قبر کو پاؤں سے ٹھوکر لگائی اور کہا **قُمْ بِاِذْنِیْ** میرے حکم سے اُٹھ۔ وہ مُردہ قبر سے گاتا ہوا باہر نکل آیا۔ غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی یہ عظیم کرامت دیکھ کر وہ عیسائی مسلمان ہوگیا۔ (تفریح الخواطر)

دھوبی بخشا گیا : سرکار غوث پاک کا ایک دھوبی تھا جو آپ کے کپڑے دھویا کرتا تھا وہ فوت ہوگیا تو قبر میں منکر نکیر نے سوالات کیے تو اس دھوبی نے جواب دیا کہ میں سرکارِ غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کا دھوبی ہوں۔ فرشتوں نے عرض کی یا مولا! اس کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے؟ حکم آیا بخش دیا جائے۔ (الافاضات الیومیہ جلد۲)

حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا دھوبی بھی یقیناً بہت اعلیٰ شان کا ولی ہے۔ بزرگوں کے تبرکات اللہ تعالیٰ کی نشانی ہوتے ہیں اور یہ دافع بلا ومصائب اور وسیلہ شفا ہوتے ہیں۔ قرآنِ مجید نے حضرت سیدنا یوسف علیہ السلام کے قمیص کو آنکھوں کی روشنی کا ذریعہ قرار دیا ہے ﴿اِذْهَبُوْا بِقَمِيْصِيْ هٰذَا فَاَلْقُوْهُ عَلٰى وَجْهِ اَبِيْ يَاْتِ بَصِيْرًا﴾ (یوسف/۹۳) میرا یہ کُرتا لے جاؤ۔ اسے میرے باپ کے مُنہ پر ڈالو' اُن کی آنکھیں کُھل جائیں گی۔

حضرت یوسف علیہ السلام اُس وقت جو قمیص پہنے ہوئے تھے وہ اُتار کر دی اور فرمایا کہ یہ لے جاؤ اور حضرت یعقوب علیہ السلام کی آنکھوں پر جا کر رکھو۔ اُن کی بینائی لوٹ آئے گی معلوم ہوا کہ یوسف علیہ السلام کے جسم سے مَس ہونے کی وجہ سے کُرتے میں شفائے امراض کی تاثیر پیدا ہوئی۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ یعقوب علیہ السلام روتے روتے نابینا ہو چکے تھے' دوسرے یہ کہ بزرگوں کے تبرکات' اُن کے جسم سے چھوئی ہوئی چیزیں بیماروں کو شفاء' دافع بلا' مشکل کشا ہوتی ہیں۔ تبرکات سے برکت لینا سُنّتِ انبیاء اور سُنّتِ صحابہ ہے۔ ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس حضور ﷺ کا جُبّہ مبارک تھا جسے دھوکر بیماروں کو دواء پلاتی تھیں۔

مدینہ پاک کی مٹی خاکِ شفاء ہے کہ اُسے حضور ﷺ کے قدم سے مَس نصیب ہوا۔

خرقہ غوث کی برکات : حضرت شیخ علی بن ابی نصر ہیتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آج تک جتنے خرقے لوگوں کو پہنائے گئے ہیں اُن میں خیر و برکت اور اپنے حامل کے لئے روحانی مقامات اور فتوحات کے اعتبار سے حضور غوث اعظم کے خرقے کو میں نے جتنا مؤثر دیکھا ہے ایسا کسی کو نہیں دیکھا۔ اُن ستر مردوں پر اللہ تعالیٰ نے فتوحاتِ غیبیہ کے دروازے کھول دیئے جنھوں نے ایک ہی روز شام کے وقت حضور غوث اعظم سے خرقہ خلافت پہنا۔ اُن کے سروں پر حضور غوث اعظم کے ہاتھ کی برکت سے انھیں اجر جمیل عطا کیا گیا۔ جن ایام میں' میں نے حضور غوث اعظم کو دیکھا اُن سے بڑھ کر خیر و برکت والے دن میری نظر سے نہیں گزرے۔ (خلاصۃ المفاخر)

پیراہن مبارک کی برکت : حضرت شیخ علی یعقوبی فرماتے ہیں کہ میں اپنے شیخ حضرت شیخ علی بن ہیتی علیہ الرحمہ (خلیفہ خاص حضور سیدنا غوث اعظم) کے ہمراہ حضور سیدنا غوث اعظم جیلانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میرے شیخ نے حضور غوث اعظم سے میرا تعارف کراتے ہوئے فرمایا کہ حضرت یہ میرا غلام ہے۔ اس وقت حضور غوث اعظم نے اپنا پیراہن مبارک مجھے پہنا کر فرمایا: 'اے علی تو نے عافیت کا لباس پہن لیا ہے'

میں (شیخ علی یعقوبی) پینسٹھ سال تک اِس لباس کو پہنتا رہا اور اِس عرصہ میں کبھی مجھ پر کوئی مصیبت نہ آئی۔ اس حاضری سے قبل بھی میں ایک مرتبہ حضور غوث اعظم کی خدمت میں حاضر ہوا تھا تو اُس وقت مَیں نے دیکھا تھا کہ جب آپ نے مجھ پر ایک نظر ڈال کر گردن جھکائی تو ایک نور آپ کے جسم سے نکل کر مجھ تک آیا جس کی وجہ سے نہ صرف ماضی کے حالات مجھ پر منکشف ہوئے بلکہ مَیں نے ملائکہ کے مقامات کا بھی مشاہدہ کیا اور مختلف زبانوں میں ملائکہ کی تسبیح کی آوازیں بھی سُنیں اور ہر انسان کے

نوشتہ تقدیر کو بھی پڑھا۔ اُس وقت مجھ پر بہت سے امور منکشف ہوئے۔ اُس وقت آپ نے مجھ سے فرمایا تھا کہ اے علی ! بلاخوف وخطر ان چیزوں کو حاصل کرلو لیکن میں نے اپنی کیفیت کو محسوس کر کے یہ عرض کیا کہ اے سردار ! ان مشاہدات کے بعد مجھے اپنے ہوش وحواس کے زائل ہونے کا خطرہ پیدا ہوگیا ہے۔ یہ سُن کر آپ نے میرے سینہ پر ہاتھ رکھا۔ اسی وقت مجھے رُوحانی سکون حاصل ہوگیا اور ان مشاہدات کی وجہ سے جو خوف مجھ پر مسلط ہوا تھا وہ زائل ہوگیا اور اُس نور کی روشنی میں آج تک عالمِ بالا کی سیر کرتا رہتا ہوں۔

واقعہ نگار نے فرمایا کہ میں جس وقت بغداد میں داخل ہوا تھا اس وقت بغداد میں میرا کوئی واقف نہ تھا اور نہ میرا کوئی ٹھکانہ تھا۔ میں اس وقت کشاں کشاں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کے مدرسہ پہنچا، جہاں اُس وقت کوئی بھی شخص موجود نہ تھا۔ اس وقت مَیں نے یہ آواز سُنی کہ 'اے عبدالرزاق جا کر دیکھو مدرسہ میں کون آیا ہے' سیدنا غوث اعظم کے صاحبزادے حضرت عبدالرزاق آئے اور مدرسہ میں مجھے دیکھ کر گھر میں جا کر فرمایا کہ وہ تو کوئی دیہاتی شخص معلوم ہوتا ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد حضرت غوث اعظم بنفسِ نفیس کھانا لیے ہوئے باہر تشریف لائے، حالانکہ اس سے قبل مَیں نے آپ کو دیکھا نہ تھا لیکن آپ کی شخصیت سے متاثر ہو کر تعظیماً کھڑا ہوگیا تو آپ نے فرمایا: اے علی ! تم یہاں کیسے؟

آپ نے کھانا میرے سامنے رکھ کر فرمایا: 'عنقریب تجھے تین اعزاز ملیں گے'

۱۔ تیرا مرتبہ بلند ہوگا۔

۲۔ لوگ تیرے پاس استمداد استعانت کے لئے آئیں گے۔

۳۔ بہت سے لوگ تمہارے فیضِ صحبت سے مستفید ہوں گے۔

لہٰذا آپ کی دعاؤں کے نتیجہ میں یہ تینوں اعزاز مجھے نصیب ہوئے۔ (قلائدالجواہر)

مصلّے کی برکت : شریف بغدادی فرماتے ہیں کہ ایک شخص عبداللہ بن نقطہ حضرت غوث اعظم کے پڑوس میں رہتا تھا۔ وہ بازی لگا کر شطرنج کھیلا کرتا تھا۔ ایک دن اُس نے کھیل شروع کیا تو مستقل ہارتا رہا یہاں تک کہ اپنی تمام چیزیں حتیٰ کہ مکان تک ہار گیا۔ آخر عبداللہ نے یہ شرط لگائی کہ جو شخص جیت جائے وہ ہارنے والے کا ہاتھ کاٹ دے۔ یہ بازی بھی فریق ثانی نے جیت کر عبداللہ سے ہاتھ پیش کرنے کو کہا۔ عبداللہ چھری دیکھ کر گھبرا گیا اور ہاتھ کٹوانے سے انکار کر دیا۔ اس پر جیتنے والے بولے کہ اگر ہاتھ نہیں کٹواتے ہو تو کہو کہ 'میں ہار گیا'۔ مگر عبداللہ اس پر بھی تیار نہ تھا۔ یہ لوگ پھر اُس کا ہاتھ کاٹنے پر آمادہ ہوئے تو وہ خوفزدہ ہو گیا۔ یہ تمام ماجرا حضور غوث اعظم اپنی چھت پر سے ملاحظہ فرما رہے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ 'اے عبداللہ لے ! یہ مصلّی داؤ پر لگا دے لیکن بعد میں یہ کسی سے نہ کہنا کہ میں نے تم کو ہرا دیا۔

پھر آپ درویشوں کے پاس آبدیدہ واپس آئے۔ جب انھوں نے اس کا سبب پوچھا تو آپ نے فرمایا: عنقریب تم کو معلوم ہو جائے گا۔

اُدھر جب عبداللہ نے آپ کا مصلّی داؤ پر لگا دیا تو اپنا تمام مال و متاع اور مکان جو ہار چکا تھا واپس جیت لیا اور حضور غوث اعظم کی خدمت میں حاضر ہو کر تائب ہوا۔ اسی وقت اپنا سارا مال و متاع راہِ خدا میں خرچ کر دیا۔ اُس وقت اُس کی روزانہ آمدنی دوسو دینار تھی جس کو وہ روزانہ خرچ کر کے دسترخوان جھاڑ کر کہتا کہ: اب تو چوہوں کے لئے بھی کچھ نہیں بچا۔

جب وہ تمام دولت راہِ خدا میں خرچ کر چکا تو حضور غوث اعظم کی خدمت میں مشغول ہو کر خواص میں شامل ہو گیا۔ (قلائدالجواہر)

مدرسہ کی گھاس اور کنواں : ایک دفعہ حضور غوث اعظم کے عہد میں بغداد میں مرض طاعون ظاہر ہوا اور اس نے اس قدر زور پکڑا کہ ہر روز ہزار آدمی اور عورتیں مرنے لگے۔ لوگوں نے حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ سے اس مصیبت اور پریشانی کا تذکرہ کیا **فقال یسحق الکلاء الذی حول مدرستنا ویوکل یشفی اللہ بہٖ الناس المرضیٰ** تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ ہمارے مدرسہ کے اَردگرد جو گھاس ہے اُس کو رگڑ کر اُوپر لگاؤ اور اسی کو کھاؤ' اللہ تعالیٰ بیمار لوگوں کو اس سے شفا دے گا' نیز فرمایا **من شرب من ماء مدرستنا فطرة یشفیه اللہ** جو شخص مدرسہ کے کنویں کا پانی پیئے گا اس کو بھی شفاء حاصل ہوگی۔ پس لوگوں نے آپ کے فرمان کے مطابق عمل کیا **فوجدوا شفاء کاملا** تو اُن کو شفا کامل حاصل ہوتی۔ اہالیانِ بغداد شریف کا بیان ہے **فما وقع فی عهدهٖ الطاعون فی بغداد** ثانیا بعد ازیں آپ کے عہد میں دوبارہ طاعون کی وباء قطعاً نہ آئی۔ (تفریح الخاطر)

برکاتِ مدرسہ : غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کا اعلان تھا کہ **من عتبر علی باب مدرستی فان عذاب یوم القیمة یخفف عنه** جس کا میرے مدرسہ سے گذر ہوا تو قیامت کے دن اُس کے عذاب کی تخفیف ہوگی۔ (طبقات الکبریٰ)

اس بناء پر بندگان خدا' غوث اعظم کے اس بابرکت مدرسہ کو جھاڑو دینے کو سعادت سمجھتے۔

شیخ ابوعمرو عثمان صریفنی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ شیخ بقاء بن بطو اور شیخ علی بن ابونصر الہیتی اور شیخ ابوسعید قیلوی علیہم الرحمۃ' حضور غوث اعظم کے مدرسہ میں حاضر ہوا کرتے تھے اور مدرسہ کے دروازہ پر جھاڑو دیتے تھے اور پانی کا چھڑکاؤ کیا کرتے تھے۔ (بہجۃ الاسرار)

چور قطب بن گیا : غوث الثقلین سیدنا شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ بازار سے گذر رہے ہیں جسم پاک پر قیمتی قباء ہے ایک چور اس قباء کو دیکھ لیتا ہے اور آپ کے پیچھے ہو لیتا ہے تاکہ کسی طرح وہ قباء چُرا سکے۔ غوث اعظم اپنے حجرۂ ولایت میں داخل ہوتے ہیں اور کسی طرح چور بھی اندر داخل ہو جاتا ہے۔ غوثِ اعظم نے قباء اُتار کر رکھا اور عبادتِ الٰہی میں مصروف ہو گئے۔ چور کو موقع ملتا ہے چپکے سے اُٹھا' قباء بغل میں دبا کر دروازے پر پہونچ جاتا ہے۔ دروازہ بند پاتا ہے' اندھیری کوٹھری ہے چور دیواروں پر ہاتھ مار مار کر دروازہ تلاش کر رہا ہے مگر دروازہ نہیں مل پا رہا ہے۔ اِدھر وہ چور دروازہ تلاش کر رہا تھا اور غوثِ اعظم اس کے لئے ولایت کا دروازہ کھول رہے تھے۔ آپ نماز سے فارغ ہوتے ہیں اور دروازے پر دستک کی آواز آتی ہے۔ ارشاد فرماتے ہیں کون ہے؟ جواب ملتا ہے **انا بلیامن ملکان**۔ یہ سیدنا حضرت خضر علیہ السلام کا اسم گرامی ہے یعنی میں خضر ہوں۔ دروازہ کھول دیا گیا' اندر تشریف لے آتے ہیں۔ حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا فلاں علاقہ کا ابدال وصال کر گیا ہے اُس علاقہ کے لئے ابدال لینے آیا ہوں۔ چور اندر چھپا بیٹھا ہوا ہے اور خوف ودہشت سے بے حال ہو رہا ہے۔ اُسے یقین ہو گیا ہے کہ اب پکڑا جاؤں گا' جکڑا جاؤں گا......لیکن چور نہ پکڑا جاتا ہے نہ جکڑا جاتا ہے۔ اس لئے کہ مستندولی کی بارگاہِ عالی پناہ میں ہے جس کی شان ہے:

﴿**اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ**﴾ سنو ! بیشک اولیاء اللہ کو نہ کوئی خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

غوثِ اعظم نے فرمایا صبح کسی کو مقرر کر دیا جائے گا۔ حضرت خضر علیہ السلام نے جواب دیا صبح تک اگر وہ علاقہ ہلاک ہو گیا تو ذمہ دار کون ہوگا۔ غوثیت مآب کے بحر بیکراں میں رحم وکرم کی موج اُٹھتی ہے اور فرماتے ہیں اچھا جایئے گوشہ میں ایک

ابدال موجود ہے انہیں لے جایئے۔ سیدنا خضر علیہ السلام کونے میں تشریف لا کر مخاطب ہوتے ہیں اے ابدال ہمارے ساتھ چل۔ چور بول پڑتا ہے میں ابدال نہیں ہوں، چور ہوں۔ حضرت خضر علیہ السلام جواب دیتے ہیں ٹھیک ہے ابھی تک آپ چور تھے، ڈاکو تھے، غوث کی نگاہِ کرم سے اب ابدال ہو گئے۔ (قلائد الجواہر)

نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں جو ہو ذوقِ یقین پیدا تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں

اولیاء اللہ کی نگاہ اُٹھتی ہے دل کی دُنیا بدل جاتی ہے۔ فقط نگاہ سے ہوتا ہے فیصلہ دل کا۔ معلوم ہوا کہ نگاہِ کرم سے ہونے والے ولی کے لئے متقی ہونا بھی شرط نہیں ہے۔ اس لئے کہ ولایت کبھی تقویٰ سے ملتی ہے اور کبھی ولایت کے بعد تقویٰ آتا ہے۔

حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی دُعا

اور حضرت شہاب الدین سہروری کی ولادت : شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی اپنے عہد کے یگانہ روزگار اور فقید النظیر بزرگ ہیں۔ آپ کے والد گرامی حضرت شیخ محمد قریشی کے ہاں کوئی اولاد ہی نہ ہوتی تھی۔ جب بالکل مایوس ہو گئے تو انہوں نے اپنی اہلیہ سے مشورہ کیا کہ ہم تو تمام تدابیر کر چکے اور عمر ختم ہوئی جاتی ہے کیا کِیا جائے؟ بولیں اچھا صبر کیجئے، میں حضور غوث اعظم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض حال کرتی ہوں ان شآء اللہ اُن کی دُعا سے ضرور دامن مراد گلہائے آرزو سے لبریز ہوگا کہ وہ غوث وقت اور محبوب لم یزل ہیں۔ حضرت شیخ محمد قریشی بیوی کی اس تدبیر پر بہت مسرور ہوئے اور حضرت شیخ محمد صادق شیبانی قادری کی روایت کے مطابق وہ حضور غوث اعظم کی خدمت میں پہنچیں اور عرض کی کہ حضور دُعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے اولاد عطا کرے۔ حضور غوث اعظم نے اسی وقت مراقبہ کیا اور پھر سَر اُٹھا کر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمہیں جلد ایک فرزند جلیل عطا کرے گا جو نہایت سعادت مند اور سرآمد روزگار ہوگا۔ چنانچہ قدرت خداوندی سے اسی رات خلوت کا

اتفاق ہوا اور وہ پیکرِ عفت حاملہ ہوگئیں۔ نو ماہ کے بعد بڑی امیدوں اور آرزوؤں کے بعد بچہ پیدا ہوا' دیکھا تو لڑکی تھی۔ فوراً حضور غوث اعظم کو اطلاع دی گئی کہ گھر میں لڑکی پیدا ہوئی' لڑکی ہی سہی شکر ہے کہ اولاد تو ہوئی۔ فرمایا لڑکی نہیں' لڑکا ہے۔ گھر جو واپس جا کر دیکھتے ہیں تو واقعی پیدا شدہ بچہ لڑکی سے لڑکے کی صورت اختیار کر چکا تھا۔ بہت خوش ہوئے۔ خاندان بھر میں خوشی کے شادیانے بجنے لگے اور پھر اطلاع کرائی گئی کہ آپ کی دُعا کی کرامت سے لڑکی' لڑکا ہو چکا ہے۔ فرمایا' اس بچہ کا نام شہاب الدین رکھنا۔ یہ بچہ بہت مبارک بچہ ہے' بڑھ کر اپنے وقت کا شیخ الشیوخ ہوگا۔ اس سے ایک نیا سلسلہ چلے گا اس کی عمر طویل ہوگی اور ابروؤں کے بال اور پستان دراز ہوں گے کہ لڑکی نے لڑکے کی صورت اختیار کی۔ یہ آفتاب بن کر عالم پر درخشانیاں کرے گا اور بڑا بلند مرتبہ ہوگا۔ (سیر الاخیار)

قدرت کا کرشمہ : حضرت شاہ ابوالمعالی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت غوث اعظم کی خدمتِ عالیہ میں حاضر ہو کر عرض کیا **هذا الباب العالی قبلة الحاجات وملجاء النجات** یہ عالی دربار قبلۂ حاجات اور ملجاءِ نجات ہے۔ **فانا التجی الیه واطلب وولدا ذکرا** پس میں ایک لڑکا طلب کرنے کی اس بارگاہ میں التجا کرتا ہوں تو حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا **طلبت من الله ان یعطیك ماترید** میں نے اللہ کریم کی بارگاہِ عالیہ میں دُعا کی ہے کہ اللہ تعالیٰ تجھے وہ چیز عطا فرمائے جو تو چاہتا ہے۔ وہ شخص روزانہ آپ کی مجلس شریف میں حاضر ہونے لگا۔ قادرِ مطلق کے حکم سے اُس کے ہاں لڑکی پیدا ہوئی۔ وہ شخص لڑکی کو لے کر خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگا حضور والا ! **کلامنا علی ولد ذکر وھٰذه بنت** ہم نے تو لڑکے کے متعلق عرض کیا تھا اور یہ تو لڑکی ہے تو حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا **لفها وادها الی البیت وتری مایظهر**

من وراء استار الغیب اُس کو لپیٹ کر اپنے گھر لے جاؤ اور پردۂ غیب سے قدرت کا کرشمہ دیکھنا۔ **فلفھا واخذھا واداھا الی البیت فاذا ھی ولد ذکر بقدرہ اللہ تعالیٰ** تو وہ حسبِ ارشاد اُس کو لپیٹ کر گھر لایا اور دیکھا تو قدرتِ الٰہی سے بجائے لڑکی کے لڑکا پایا۔ (تفریح الخاطر' سفینۃ الاولیاء' تحفہ قادریہ)

حدیث قدسی ہے کہ میرے مقرب اور مقبول بندے **لئن سألنی لاعطینہ'** اگر مجھ سے کوئی سوال کریں تو میں اُن کو وہ چیز ضرور عطا کرتا ہوں۔ (صحیح البخاری)

بزرگوں کی توجہ سے انکار نہیں' بیشک بزرگوں کی توجہ سے بہت کچھ حاصل ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے خاص بندوں کی مراد پوری کرتا ہے۔ اولیاء اللہ کے مُنہ سے وہی نکلتا ہے جو ہونے والا ہوتا ہے۔

اولاد عطا فرمانا : ایک دن ایک عورت نے حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئی **والتمست من حضرتہٖ الدعاء لیعطیھا اللہ ولدا** اور عرض کیا کہ دُعا فرمائیں کہ اللہ کریم مجھے اولاد عطا فرمائے۔ آپ نے مراقبہ فرما کر لوحِ محفوظ کا مشاہدہ فرمایا تو اس عورت کی قسمت میں کوئی اولاد نہیں لکھی ہوئی تھی۔ **فسأل اللہ ان یعطیھا ولدین** پھر آپ نے اللہ تعالیٰ سے اُس کے لئے دو بچوں کا سوال کیا۔ ندا آئی کہ لوحِ محفوظ میں اس عورت کے نام ایک بچہ بھی نہیں لکھا گیا اور تم دو بچوں کا کہہ رہے ہو۔ عرض کیا تین دے دو۔ پھر ندا آئی ایک نہیں تم تین مانگ رہے ہو۔ یہاں تک کہ آپ نے سات مانگ ڈالے۔ **فجاء النداء یکفی یٰاغوث فبھٰذہٖ البشارۃ جاء ت البشارۃ الیھا باعطاء اللہ لھا سبعۃ اولاد ذکوراً** ندا آئی اے غوث ! اتنا ہی کافی ہے اور یہ بشارت بھی ملی کہ اللہ تعالیٰ اس عورت کو سات لڑکے عطا فرمائے گا۔

(تفریح الخاطر' الحقائق فی الحدائق)

شیخ الاسلام علامہ ابن حجر عسقلانی قدس سرہ‘ النورانی کی ولادت باسعادت بھی اللہ تعالیٰ کے ایک ولی کی دُعا سے ہوئی جس کا تذکرہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس طرح فرمایا ہے کہ شیخ ابن حجر قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ کے والد ماجد کی اولادِ زندہ نہ رہتی تھی۔ وہ ایک دن شکستہ خاطر اور رنجیدہ دِل ہوکر شیخ ضا قبری علیہ الرحمۃ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے تو شیخ ضا قبری علیہ الرحمۃ نے فرمایا تیری پشت سے ایک فرزند پیدا ہوگا جو اپنے علم سے دُنیا کو مالا مال کردے گا۔ (بستان المحدثین)

حضرت غوث الثقلین شہنشاہ بغداد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ **وعزتی ربی ان السعدآء والاشقیاء یعرضون علیَّ وان عینی فی اللوح المحفوظ وانا غائصٌ فی بحار علم اللہ** (زبدۃ الاسرار و بہجۃ الاسرار) مجھے رب العزت کی قسم! بیشک سعدا اور اشقیاء مجھ پر پیش کئے جاتے ہیں اور میری آنکھ لوح محفوظ میں دیکھتی ہے۔ میں علم الٰہی کے سمندر میں غوطہ زن ہوں۔

نیز فرمایا: **نظرت الی بلاد اللہ جمعًا کخردلۃٍ علی حکم اتصالی**
میں نے اللہ تعالیٰ کے سارے شہروں کو یوں دیکھا ہے جیسے رائی کا ایک دانہ ہو۔

حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

لوح محفوظ است پیش اولیاء از چہ محفوظ است محفوظ از خطا

یعنی لوح محفوظ اولیاء اللہ کے پیش نظر ہوتی ہے اور جو کچھ اس میں محفوظ ہے وہ خطا سے محفوظ ہے

امام ربانی مجدالف ثانی قدس سرہ السبحانی سرہندی فرماتے ہیں: میں لوح محفوظ میں دیکھتا ہوں (تفسیر مظہری)

شیخ احمد جام کا شیر : مشہور بزرگ شیخ احمد جام جو زندہ فیل کہلاتے ہیں شیر کی سواری فرماتے تھے اور اُن کا دستور تھا کہ جس خانقاہ میں تشریف لے جاتے اپنے شیر

کی خوراک کے لئے ایک گائے طلب فرماتے اور تمام بزرگوں پر اُن کی ہیبت کا اس قدر سکّہ بیٹھا ہوا تھا کہ ہر شیخ بلا چوں وچرا ایک گائے کا نذرانہ پیش کردیتا۔ چنانچہ بغداد شریف آئے تو یہاں بھی حسب عادت خادم کو خانقاہ غوث میں بھیج کر ایک گائے کا مطالبہ فرمایا۔ حضور غوث اعظم نے نہایت خندہ پیشانی کے ساتھ فرمایا کہ احمد جام ہمارے مہمان ہیں اس لئے ضرور اُن کا مطالبہ پورا کیا جائے گا اور آپ نے ایک گائے بھیج دینے کا حکم فرمادیا۔

شیخ احمد جام کو جب خادم نے خبر دی کہ گائے آرہی ہے تو وہ اکڑ کر بولے کہ دیکھ لیا تم نے ہمارا دبدبہ۔ بہرحال حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا خادم گائے لے کر چلا تو ایک دُبلا پتلا کُتّا جو خانقاہ غوثیہ کے لنگر خانہ کی ہڈیوں پر گزر بسر کرتا تھا اور دروازے پر پڑا رہتا تھا وہ بھی گائے کے ساتھ چلا اور جیسے ہی شیخ احمد جام کا شیر گائے پر جھپٹا' کتے نے ایک دَم لپک کر شیر کا گلا پکڑ لیا اور اپنے پنجوں سے شیر کا پیٹ پھاڑ ڈالا اور کتا' گائے کو ہانک کر خانقاہ غوثیہ میں لے آیا۔ حضرت شیخ احمد جام اپنے شیر کا حال زار دیکھ کر اور ایک لاغر کتے کی جرأت کا مشاہدہ کر کے سمجھ گئے کہ حضرت غوث اعظم کا تصرف ہے اور یقیناً یہ میرے غرور کا جواب ہے چنانچہ آپ شرمندہ ہو کر حاضرِ دربار ہوئے اور سرکار غوثیت میں معافی کے خواستگار اور نظرِ کرم کے طلبگار ہوئے۔

امام اہلسنّت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی فرماتے ہیں:

کیا دبے جس پہ حمایت کا ہو پنجہ تیرا　　　شیر کو خطرے میں لاتا نہیں کتا تیرا

اے قدرت وطاقت والے غوث جس شخص کے اُوپر آپ کی حمایت وطرفداری کا ہاتھ ہوگا خواہ وکمزور ہی کیوں نہ ہو کبھی کسی سے مرعوب ومغلوب نہ ہوگا۔ آپ کے دَر کا کتّا' شیر کو خاطر میں نہیں لاتا' نہایت بے پرواہی سے شیر سے ٹکر لے کر غالب آجاتا ہے میری پشت پر بھی آپ کی حمایت (ساداتِ کرام) کا ہاتھ ہے مجھے مخالفوں کی

مخالفتوں کی کوئی پرواہ نہیں ہوتی۔ مخالف میرے سامنے ہونے سے لرزتے ہیں اور اگر کبھی کوئی بدعقیدہ ٹکرانے کی کوشش کرتا ہے تو وہ پاش پاش ہوجاتا ہے یہ اس لئے ہے کہ میں آپ کی حمایت میں ہوں۔ مخدوم الملت حضور محدث اعظم ہند علامہ سید محمد اشرفی قدس سرہ العزیز کے بارے میں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ’سید محمد اشرفی صاحب تو میرے شاہزادے ہیں میرے پاس جو کچھ ہے وہ انہیں کے جدِّ امجد (حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہٗ) کا صدقہ وعطیہ ہے۔ (حیات اعلیٰ حضرت حصہ اول)

’یہ سب آپ کے جدِّ امجد سرکارِ غوثیت کا صدقہ ہے‘ (مجدد اسلام)

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کا پسندیدہ ترجمۂ قرآن :

حضور محدث اعظم ہند علیہ الرحمۃ کے ترجمہ قرآن ’معارف القرآن‘ کو دیکھ کر اعلیٰ حضرت امام اہلسنّت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ نے فرمایا تھا ’شہزادے اردو میں قرآن لکھ رہے ہو‘۔

حجۃ الاسلام اور احترام سادات : شہزادۂ اعلیٰ حضرت‘ مولانا حامد رضا خاں اشرفی جنہیں خانقاہِ اشرفیہ کے فیضان نے حجۃ الاسلام بنادیا‘ آپ کے پاس ایک سید صاحب آیا کرتے تھے۔ مولانا اُن کے لئے کھڑے ہوجاتے تھے اور انہیں اپنے مسند پر بٹھاتے اور جب وہ جانا چاہتے جب بھی پورے اعزاز واکرام کے ساتھ دروازے تک پہونچاتے۔ حضرت حجۃ الاسلام کا اُن کے تعلق سے ہمیشہ یہی دستور رہا‘ مگر چونکہ وہ سید صاحب داڑھی منڈانے کے عادی تھے اس لئے کسی نے استفتاء کرلیا کہ ’ایک فاسق کی تعظیم کیسی ہے؟ اُس سوال کے جواب میں برجستہ حضرت حجۃ الاسلام نے اپنے زیرتربیت رہنے والے مفتی سے کہا کہ لکھدو‘

اگر وہ سید ہے تو اُس کی تعظیم واجب ہے تعظیم نسبت کی' کی جاتی ہے اور نسبت کبھی فاسق نہیں ہوتی' (ماہنامہ استقامت کانپور مفتی اعظم نمبر بابت ماہ مئی ۱۹۸۳)

معلوم ہوا کہ نسبت کی وجہ سے جاہل اور فاسق کی بھی تعظیم واجب ہے' نسبت کبھی فاسق نہیں ہوتی۔ اگر سید زادے متبع شریعت' صاحبِ علم وفضل' باکمال عالمِ دین اور مشائخ سے ہوں تو اُن کی تعظیم وتوقیر بدرجہ اتم لازم ہے......اُن کی توہین وتذلیل یقیناً گناہِ عظیم اور قلبی شقاوت کا نتیجہ ہے۔ ساداتِ کرام کی تعظیم ہی مسلکِ اعلیٰ حضرت ہے موجودہ دَور کے خوارج اپنی بدبختی اور ناعاقبت اندیشی کا جائزہ لیں اور عبرت حاصل کریں کہ وہ ساداتِ کرام کی بارگاہ کے کس حد تک مجرم ہیں۔

حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کو سیدنا حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ سے بے پناہ عقیدت تھی اس کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ آپ کو جملہ مشہور سلاسل کی اجازت وخلافت حاصل تھی لیکن سلسلہ قادریہ ہی میں آپ لوگوں کو مرید کرتے اور اسی سلسلہ کی اجازت وخلافت سے انھیں سرفراز فرماتے اور محبت وعقیدت میں جھوم جھوم کر درج ذیل شعر ہمیشہ اپنے وردِ زبان رکھتے :

قادری کر قادری رکھ قادریوں میں اُٹھا　　قدر عبدالقادر قدرت نما کے واسطے

محبتِ سادات کا سلسلہ شہزادۂ امام اہلسنّت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی حضور مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خان علیہ الرحمہ کی حیات وممات دونوں کو بھی محیط ہے۔ اسی لئے حضور مخدوم المشائخ شہزادۂ حضور غوث اعظم حضرت سیدنا شاہ مختار اشرفی جیلانی سجادہ نشین آستانہ اشرفیہ کچھوچھہ شریف جنھوں نے حضور مفتی اعظم ہند کی نمازِ جنازہ پڑھائی اُن کی خدمت میں ایک عریضہ کے ذریعہ حضرت مولانا ریحان رضا عرف رحمانی میاں علیہ الرحمۃ والرضوان اپنے ان تاثرات کا اظہار کرتے ہیں ' ....

احترام سادات واولاد حضور غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ خانوادۂ رضویہ کا طرۂ

امتیاز رہا۔ اور حضور مفتی اعظم ہند کی خواہش بھی یہی تھی کہ اُن کی نمازِ جنازہ کوئی آل رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ادا فرمانے کی زحمت گوارہ فرمائے۔ حضور والا کی تشریف آوری دوہری سعادت کا باعث ہوئی کہ حضور مفتی اعظم ہند کی نماز جنازہ نہ صرف آل رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بلکہ شہزادۂ حضور غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ادا فرمائی' (مفتی اعظم نمبر حجاز جدید)

مکہ مسجد حیدر آباد دکن کے ایک عظیم الشان اجلاس میں حضور مفتی اعظم ہند سے گذارش کی گئی تھی کہ آپ منبر یا کرسی پر رونق افروز ہوں۔ حضور مفتی اعظم ہند نے فرمایا 'رسولِ کریم کی آل (ساداتِ کرام) نیچے ہوں اور میں اُوپر بیٹھوں یہ مجھ سے کبھی نہیں ہوسکتا' (ماہنامہ استقامت)

حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ سے رُوحانی رابطہ' قلبی عقیدت اور آپ کی اولاد (سادات کرام) سے سچی محبت مضبوط ہوتو آج بھی غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی حمایت بطورِ کرامت موجود ہے۔ حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ اپنی حمایت کا وعدہ فرما گئے ہیں :

مُرِیْدِی لَاتَخَفْ اَللّٰہُ رَبِّیْ عَطَانِیْ رِفْعَۃً نِلْتُ الْمَنَالَ

اے میرے مرید ! تو مت ڈر' اللہ کریم میرا رب ہے اس نے مجھے رفعت اور بلندی عطا فرمائی ہے اور میں اپنی امیدوں کو پہنچا ہوں۔

خانقاہ غوثیہ کے لنگر خانہ کی ہڈیوں پر گزر بسَر کرنے والے اور دَر پر پڑے ہوئے دُبلے لاغر کُتّے کو تصرف و فیضانِ غوث اعظم سے یہ قوت و طاقت حاصل ہوسکتی ہے تو اپنے ایمان کا محاسبہ کرتے ہوئے بہت سوچیں کہ حضور سیدنا غوث اعظم کے گھر والے (نسلِ پاک) کن رُوحانی طاقتوں' خصوصیات' کمالات اور خوبیوں کے حامل ہوں گے ...... یقیناً جگر' جگر ہی ہوتا ہے اور دیگر' دیگر ہی ہوتا ہے۔ سادات کرام کی

عظمت جاننا چاہتے ہوں تو اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کی بارگاہ میں دستک دیں، وہ فرماتے ہیں :

تیری نسلِ پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا　　　تو ہے عینِ نور، تیرا سب گھرانہ نور کا

امام اہلسنّت اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ نسبت کا سبق دیتے ہیں اور عرض کرتے ہیں کہ اے شہنشاہ اولیاء: مجھے آپ کے کتے سے گہرا لگاؤ اور تعلق ہے اس لئے کہ کتے کو آپ کی مقدس چوکھٹ سے لگاؤ ہے اور آپ کی مقدس چوکھٹ کو آپ سے لگاؤ ہے اسی طرح دُور دَراز سے میرے گلے میں بھی آپ کی غلامی کا دھاگہ (آپ کی نسبت کا پٹہ یعنی شجرۂ قادریہ سے نسبت کی زنجیر) اور ماتحتی کا طوق پرشوق ہے جو باعث نجات وصد فخر ہے۔

تجھ سے دَر دَر سے سگ سگ سے ہے مجھ کو نسبت
میری گردن میں بھی ہے دُور کا ڈورا تیرا

حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ اور سادات کرام کی بارگاہ میں عقیدت ومحبت کا ثبوت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے صرف قولاً ہی نہیں بلکہ عملاً بھی پیش کیا ہے۔ مُرشدِ کامل حضرت سیدنا شاہ آلِ رسول مارہروی رحمۃ اللہ علیہ نے خانقاہ برکاتیہ کی رکھوالی (حفاظت) کے لئے دو کتّوں کی فرمائش کی۔ آپ نے کمالِ ادب سے کہا فقیر جلد دو کتّے حاضرِ خدمت کردے گا۔ پھر بریلی سے اپنے دونوں صاحبزادوں (حجۃ الاسلام مولانا محمد حامد رضا خان اشرفی اور مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خان نوری علیہما الرحمہ) کو خانقاہ عالیہ برکاتیہ میں لائے اور سجادہ نشین صاحب سے کہا: حضور! یہ سارا دن کام کاج کریں گے اور رات کو رکھوالی بھی۔ (سوانح اعلیٰ حضرت)

غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی گائے : انیس القادریہ میں منقول ہے کہ ایک درویش شیر پر سوار ہو کر کرامت دِکھاتے پھرتے تھے۔ حضور غوث اعظم کے پاس

بھی تشریف لائے اور شیر کو باہر چھوڑ کر خانقاہ شریف کے اندر تشریف لائے اور حضور غوث اعظم کی ملاقات سے فیض یاب ہوئے۔ قریب درگاہ کے ایک گائے چر رہی تھی۔ شیر جو اُس کے قریب گیا فوراً گائے اُس کو نگل گئی اور اسی جگہ بیٹھ گئی۔ جب حضور غوث اعظم کی ملاقات سے فارغ ہو کر وہ درویش باہر آئے، دیکھا وہاں شیر کا پتہ نہیں۔ بہت متحیر ہوئے اور چاروں طرف تلاش کرتے پھرے، کہیں نہ پایا۔ پریشان ہو کر حضور غوث اعظم کے پاس حاضر ہوئے اور سارا ماجرا بیان کیا۔ آپ نے فرمایا خانقاہ کی دروازے پر جو گائے بیٹھی ہے اُس سے جا کر کہو کہ حضور غوث اعظم فرماتے ہیں میرا شیر دے دے۔ وہ درویش گئے اور یہی الفاظ فرمائے۔ گائے نے سُنتے ہی فوراً شیر کو اُگل دیا اور چلی گئی۔ (گلدستہ کرامات، الحقائق فی الحدائق)

من حیث الکرامه ایسے واقعات بعید از قیاس نہیں لیکن اب بھی یہ کرامت آزمائی جاسکتی ہے کہ غوث اعظم رضی اللہ عنہ سے نسبت قوی نصیب ہو تو کتنا ہی بڑا ظالم جابر کتنا ہی زور لگائے غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے مرید کا بال بیکا نہیں کر سکے گا بلکہ اُسے خود وقت بتائے گا کہ وہ غوث اعظم کے مرید کے ساتھ پنجہ آزمائی سے کتنا ذلیل وخوار ہوتا ہے۔

اَنَا لِمُرِیْدِیْ حَافِظٌ مَّایَخَافُه، وَاَحْرُسُه، مِنْ کُلِّ شَرٍّ وَفِتْنَۃٖ

میں اپنے مرید کی محافظت کرنے والا ہوں ہر اس چیز سے جو اس کو خوف میں ڈالے اور میں اس کی نگہبانی کرتا ہوں ہر قسم کے شر اور فتنہ سے۔

تَوَسَّلْ بِنَانِیْ کُلِّ هَوْلٍ وَّشِدَّۃٍ اَغِیْثُكَ فِی الْاَشْیَاءِ طُرًّا بِهِمَّتِیْ

مجھ سے توسل کرو ہر ہول اور سختی میں، میں اپنی ہمت سے جملہ امور میں تمہاری فریاد رَسی کروں گا۔

کھانے سے پرہیز کا عہد :

حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ ایسا اتفاق ہوا کہ تین دن سے چالیس دن تک میں نے روزہ رکھا۔ ان دنوں میں کھانے کی کوئی چیز نہ ملی اور میں نے خداوند تعالیٰ سے عہد کیا' ہرگز طعام نہ کھاؤں گا جب تک مجھے نہ کھلایا جائے گا۔ چالیسویں دن ایک شخص آیا' میرے آگے طعام رکھ کر چلا گیا۔ سخت بھوک کی وجہ سے کھانے کی رغبت ہوئی مگر میں نے کہا خدا کی قسم میں اللہ کے عہد کو نہ توڑوں گا۔ میں نے اپنے اندر سے الجوع الجوع (بھوک بھوک) کی آواز سُنی لیکن میں نے پرواہ نہ کی۔ اتنے میں شیخ ابوسعید مخزمی رضی اللہ عنہ میرے پاس آئے اور فرمایا' ازج تک میرے ساتھ چلو' یہ کہہ کر چلے گئے میرے دل میں آیا یہاں سے نہ اُٹھوں گا مگر اللہ تعالیٰ کے حکم سے اچانک خضر علیہ السلام آئے مجھے کہا ابوسعید مخزمی کے پاس جائیں۔ اُٹھ کر شیخ ابوسعید مخزمی رضی اللہ عنہ کے ہاں پہنچا۔ حضرت شیخ دہلیز پر کھڑے میرا انتظار کر رہے تھے مجھے دیکھ کر فرمایا اے عبدالقادر تجھے میرا کہنا کافی نہ ہوا' اب خضر علیہ السلام کے کہنے سے آئے۔ مجھے اپنے ساتھ لے گئے اور اپنے ہاتھ سے کھلایا پلایا اور فرمایا کہ عبدالقادر! تم نہیں کھا پی رہے ہو بلکہ میں اللہ کے حکم سے تمہیں کھلا پلا رہا ہوں۔ تمہارا عہد پورا ہوگیا۔ اُسی وقت حضرت ابوسعید مخزمی نے بیعت کیا اور خرقہ پہنا کر اپنی خلافت سے سرفراز فرمایا۔ (بہجۃ الاسرار)

امام اہلسنّت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی فرماتے ہیں :

قسمیں دیدے کے کھلاتا ہے پلاتا ہے تجھے
پیارا اللہ تیرا چاہنے والا تیرا

اے محبوب ربانی غوث صمدانی آپ کا پیار کرنے والا خدائے محبوب آپ سے اتنا پیار کرتا ہے کہ عہد واقرار لیکر آپ کو کھلاتا ہے اور پلاتا ہے۔

شہنشاہ بغداد سیدنا غوث الثقلین اور ضرورتِ شیخ :

واہ کیا مرتبہ اے غوث ہے بالا تیرا
اونچے اونچوں کے سَروں سے قدم اعلیٰ تیرا

اے غوث اعظم آپ کا درجہ کیا خوب بلند ہے بڑے بڑے سَروں والوں سے بھی آپ کا قدم مبارک بہت ہی اونچا ہے آپ کا مرتبہ مبارک تمام اولیاء واقطاب وابدال کے مراتب سے بلند و بالا ہے اس لئے کہ جملہ اولیاء کرام آپ کے پاؤں کے نیچے ہیں۔

ایک دن حضور غوث اعظم نے اپنے وعظ میں برسر منبر یہ فرمایا کہ **قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ كُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ** یعنی میرا قدم ہر ولی کی گردن پر ہے چنانچہ آپ کی زبانِ مبارک سے یہ اعلان سُن کر اُس وقت تین سو تیرہ (۳۱۳) صاحبانِ حال اولیاء اللہ جو مجلسِ وعظ میں حاضر تھے سب نے اپنا اپنا سَر جھکا دیا اور عرض کیا **بَلْ عَلٰی الرَّاْسِ وَالْعَیْنِ** یعنی اے غوث اعظم آپ کا قدم ہماری گردنوں ہی پر نہیں بلکہ آپ کا قدم تو ہمارے سَروں اور ہماری آنکھوں پر ہے اور اُن بزرگوں نے اپنے کشف سے یہ بھی دیکھا کہ تمام روئے زمین کے اولیاء آپ کے فرمان پر اپنی اپنی گردنیں جھکائے کھڑے ہیں۔ یہ وہ وقت تھا کہ آپ کے قلب مبارک پر تجلیات ربّانیہ کا نزول ہو رہا تھا اور بارگاہِ رسالت سے عطا کیا ہوا خلعتِ کرامت اولیاء کرام کے اژدحام میں فرشتے آپ کو پہنا رہے تھے۔ شیخ مکارم علیہ الرحمۃ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اس وقت اولیاء کرام نے یہ مشاہدہ فرمایا کہ قطبیت کا جھنڈا آپ کے سامنے گاڑا گیا اور غوثیت کا تاج آپ کے سرِ اقدس پر رکھا گیا جس کو حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے اس طرح ارشاد فرمایا :

کسانی خلعة بطراز اعزم وتوجنی بتیجان الکمال

میرے رب نے مجھے اولوالعزمی اور بلند ہمتی کی خلعت پہنائی اور فضل وکمال کا تاج میرے سر پر رکھ دیا ہے۔

طُبُوْلی فی السماء والارض دُقت وشاؤس السعادة قد بدٰلی

زمین وآسمان میں میری شان کے نقارے بجتے ہیں اور نیک بختی کے نقیب میرے روبرو حاضر رہتے ہیں۔

انا الجیلی محی الدین اسمی واعلامی علی راس الجبالِ

میں جیلان کا رہنے والا ہوں اورمحی الدین میرا نام ہےاورمیرے اقبال کے جھنڈے پہاڑوں کی چوٹیوں پر لہرا رہے ہیں۔

فرماتے ہیں وعزتی ربی ان السعدآء والاشقیاء یعرضون علیَّ وان عینی فی اللوح المحفوظ وانا غائصٌ فی بحار علم اللہ (زبدة الاسرار وبہجة الاسرار)

مجھے رب العزت کی قسم! بیشک سعدا اور اشقیاء مجھ پر پیش کئے جاتے ہیں اور میری آنکھ لوح محفوظ میں دیکھتی ہے۔ میں علم الٰہی کے سمندر میں غوطہ زن ہوں۔

نیز فرمایا:

نظرت الی بلاد اللہ جمعًا کخردلةٍ علی حکم اتصالی

میں نے اللہ تعالٰی کے سارے شہروں کو یوں دیکھا ہے جیسے رائی کا ایک دانہ ہو۔

فَلَوْ اَلْقَیْتُ سِرِّیْ فِی بِحَارٍ لَصَارَ الْکُلُّ غَوْرًا فِی الزَّوَالِ

اگر میں اپنا راز دریا پر ڈال دوں تو اس کا پانی زمین میں جذب ہوکر خشک ہو جائے۔

منبع فیض بھی ہے مجمعِ افضال بھی ہے مہرِ عرفان کا منور بھی ہے عبدالقادر

سیدنا حضور غوث اعظم تمام فیوضِ الٰہیہ کے منبع ہیں اور خاندانی نسبت وشرافت

سے بزرگیوں اور بڑائیوں کا مجموعہ بھی ہیں اور علومِ الٰہی کے آفتاب میں آپ ہی کے نور کی روشنیاں چمکتی ہیں۔

حضور غوث اعظم خود ہی اپنے خداداد اختیارات وتصرفات کا بیان اپنی زبان سے فرماتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ :

بِلَادُ اللّٰهِ مُلْكِيْ تَحْتَ حُكْمِي وَوَقْتِيْ قَبْلَ قَلْبِيْ قَدْ صَفَالِيْ

اللہ کے تمام بلاد وامصار میرے زیر اقتدار اور فرماں بردار ہیں اور میری یہ حکومت میرے تصفیہ قلب کے پہلے ہی سے ہے یعنی میں پیدائشی ولی اور صاحبِ تصرف ہوں۔

وَمَا مِنْهَا شُهُوْرٌ اَوْ دُهُوْرٌ تَمُرُّوْ تَنْقَضِيْ اِلَّا اَتٰى لِيْ

وَتُخْبِرُنِيْ بِمَا يَاْتِيْ وَيَجْرِيْ وَتُعْلِمُنِيْ فَاَقْصِرْ عَنْ جِدَالِيْ

جو مہینہ اور سال گزرتا ہے وہ میرے پاس حاضر ہوتا ہے اور مجھے ان تمام باتوں کی خبریں دیتا ہے جو اس مہینے اور سال میں ہونے والی ہوتی ہیں تو تم میرے اس بیان میں شک کرکے جھگڑا نہ کرو۔

وہ غوث جس نے ایک عالم کیف کے اندر کیا کیا باتیں ارشاد فرمائیں :

ولو القيت سرّی فی جبال لدُكّت واختفت بين الرمال

ولو القيت سری فوق ميت لقام بقدرة المولىٰ تعالى

اگر میں اپنی توجہ کو پہاڑ پر ڈال دوں، پہاڑ ریگستان کی صورت میں تبدیل ہو جائیں، اگر میں اپنی توجہ مُردے پر ڈال دوں تو مُردہ زندہ ہوکر کھڑا ہو جائے۔ اگر میں اپنی توجہ کو کائنات پر ڈال دوں تو کائنات رِیزہ رِیزہ ہو۔

ذرا سا دیکھو وہ غوث ہی نہیں بلکہ غوث اعظم ہیں، صرف عراق کے امام نہیں نہ صرف عجم کے امام بلکہ وہ اُس وقت وہ امام زمانہ ہیں حضرت امام عسکری کے عہد سے امام مہدی کے عہد تک سارا زمانہ میرے غوث کا زمانہ ہے۔ وہ غوث جس کا قدم

مبارک اولیاء کرام کی گردنوں پر نظر آ رہا ہے۔

بتاؤ سیدنا غوث اعظم کے پاس کس چیز کی کمی ہے؟ کیا رُوحانیت کی کمی ہے؟ کیا تقویٰ کی کمی ہے؟ کیا ریاضت کی کمی ہے؟ کیا مجاہدے کی کمی ہے؟

ایسے غوث کو بھی حضرت شیخ ابوسعید مخزمی رضی اللہ عنہ کی ضرورت ہے۔

اولیائے کاملین اور مرشدینِ حق کی جستجو :

ذرا دیکھو ! غوث بھی پیر بنا رہے ہیں۔ خواجہ بھی پیر بنا رہے ہیں۔ آقائے نقشبند بھی پیر بنا رہے ہیں۔ مولائے سہرورد بھی پیر بنا رہے ہیں۔ حضرت قطب الدین بختیار کاکی بھی پیر بنا رہے ہیں۔ حضرت بابا فرید گنج شکر بھی پیر بنا رہے ہیں۔ حضرت نظام الدین محبوب الٰہی بھی پیر بنا رہے ہیں۔ حضرت نصیر الدین چراغ دہلوی بھی پیر بنا رہے ہیں۔ حضرت مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی بھی پیر بنا رہے ہیں۔ حضرت بندہ نواز گیسو دراز بھی پیر بنا رہے ہیں۔

یہ علم وعمل کے بحر بیکراں بھی کسی کے محتاج نظر آ رہے ہیں۔ کسی کے دامن سے وابستہ دِکھائی پڑھ رہے ہیں۔ آج لوگ پوچھتے ہیں کہ پیری مریدی کہاں جائز ہے؟ ذرا سوچیں کہ جب اُن اولیائے کاملین کو ضرورت ہے تو ہم جیسے کم علم' بے عمل اور ناقص افراد کو ضرورت نہیں ! اصل میں بات دوسری ہے۔ پیری مریدی کے سلسلہ میں اُنھیں یہ خیال پیدا کیوں ہوا؟ بات دراصل یہ ہے کہ بزرگان دین کے دامن سے وابستگی نے بارگاہ رسالت سے مضبوط رشتہ جا دیا ہے تو شیطان کو فکر لگی ہوئی ہے اس کڑی کو کیسے کاٹا جائے۔ شیطان نے اس وابستگی کے مضبوط رشتہ کو کاٹنے کا طریقہ یہ نکالا کہ پیری مریدی کی مخالفت اُن کے ذہنوں میں ڈال دو' تاکہ یہ کسی دربار میں نظر ہی نہ آئیں۔

مفت کے ڈھائی لاکھ : شیخ زین الدین ابوالحسن نزیلِ مصر جب بغداد شریف آئے تو اُن کے ساتھیوں کے پاس ایک چُھری کے سوا کچھ بھی نہیں تھا۔ یہی چُھری فروخت کرکے اُن لوگوں نے چاول خرید کر کھایا مگر پھر بھی بھوکے رہے۔ جب یہ لوگ دربارِ غوثیت میں پہنچے تو حضور غوث اعظم نے فرمایا کہ اے لوگو ! جلدی ان بھوکوں کے لئے کھانا لاؤ۔ ان لوگوں نے چھری بیچ کر چاول کھایا ہے مگر پھر بھی بھوکے ہیں۔ روٹی اور کشک لاؤ اور روٹی اور شہد لاؤ۔ شیخ ابوالحسن کے دل میں شہد کی خواہش تھی۔ خادم نے اُن کے آگے کشک رکھ دیا تو آپ نے فرمایا کہ ابوالحسن کے سامنے شہد رکھو۔ اُن کو شہد کی خواہش ہے۔ شیخ ابوالحسن سیدنا غوث اعظم کے اس کشف سے حیران رہ گئے اور اس قدر متاثر ہوئے کہ دوڑ کر حضور کے قدموں میں گر پڑے۔ اس وقت حضرت غوث اعظم نے فرمایا کہ **مرحبا بواعظ مصر** واعظِ مصر ! خوش آمدید۔ شیخ ابوالحسن نے عرض کیا کہ حضور ! میں تو اتنا بڑا جاہل ہوں کہ مجھے ٹھیک سے سورۂ فاتحہ بھی پڑھنا نہیں آتا۔ بھلا میں مصر کا واعظ کیسے ہوسکتا ہوں؟ آپ نے فرمایا کہ لیکن امر رب یہی ہے جو میں کہتا ہوں۔

چنانچہ ابوالحسن ایک ہی سال میں اعلیٰ درجے کے واعظ ہوگئے۔ بوقت رخصت حضور غوث اعظم نے فرمایا کہ ابوالحسن دیکھو، دمشق کے قریب تم کو ایک فوج ملے گی جو مصر پر حملہ کرنا چاہتی ہے تم اُن لوگوں سے کہہ دینا کہ یہ حملہ اس وقت تک ناکام رہے گا آئندہ سال حملہ کامیاب رہے گا۔ چنانچہ شیخ ابوالحسن نے اُن لوگوں سے کہہ دیا، پھر جب مصر پہنچے تو بادشاہ مصر حملہ کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار تھا۔ آپ نے شاہ مصر کو بشارت دی کہ تم اطمینان رکھو کہ حملہ آور کامیاب نہیں ہوں گے چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ حملہ آور فوج فرار ہوگئی تو مصر کے بادشاہ نے شیخ ابوالحسن کو سوا لاکھ دینار انعام دیا پھر آئندہ سال حملہ آوروں نے مصر پر حملہ کیا تو اُن کا حملہ کامیاب ہوگیا تو ان لوگوں

نے بھی شیخ ابوالحسن کو سوا لاکھ دینار انعام دیا۔ اس طرح شیخ ابوالحسن ڈھائی لاکھ دینار پا کر مالا مال ہو گئے اور یہ سب کچھ حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی کرامت کا طفیل تھا۔
(بہجۃ الاسرار)

غوث اعظم المدد : شیخ محمد عبداللہ محمد بلخی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میرے ایک دوست نے خبر دی کہ مجھ پر حال وارد ہوا' اس قدر غلبہ ہوا کہ میں بیقرار جنگل کو نکل گیا۔ مجھ پر امر مشکل ہو گیا۔ مجھے کسی شیخ کی امداد کی ضرورت پڑی۔ غیب سے آواز آئی کہ اس وقت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ ہی ہیں جو ایسی مشکلات کو حل کرتے ہیں۔ زمانہ میں ان جیسا کوئی نہیں۔ میں نے اسی وقت پیارے دستگیر رضی اللہ عنہ کی طرف توجہ کی' دیکھا تو اسی وقت آپ تشریف لائے اور حال درست کر دیا اور میری مشکل حل کر دی۔ (بہجۃ الاسرار)

ازالہ وہم : کسی کو یہ خیال نہ ہو کہ آج ہمارا کام کیوں نہیں بنتا۔ اس کا ازالہ یوں کیا جا سکتا ہے کہ پہلے لوگ دل کے صاف تھے' عقائد میں بھی صاف' اعمال میں بھی صاف۔ اس لئے اُن کی ہر بات رسائی رکھتی تھی۔ ہمارے دل چونکہ بُرائیوں سے سیاہ ہو چکے ہیں اسی لئے رسائی نہیں ہوتی' اگر کچھ ہوتا ہے تو دیر سے۔ اگر آج بھی اُن حضرات کی طرح کسی کا دل صاف ہو تو رسائی میں دیر نہیں جیسے امام اہل سُنّت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ نے اپنے دور میں غوث اعظم رضی اللہ عنہ سے قرب معنوی کی وجہ سے بارہا فیض پایا اور مشکل حل کرائی۔

یہ ایسے ہے جیسے بارگاہِ حق کے مقبول کے کام جلدی ہوتے ہیں اور ہمارے جیسوں کے لئے یہ حال کہ جب میں کہتا ہوں یا رب میرا حال دیکھ' جواب ملتا ہے تو اپنا نامۂ اعمال دیکھ۔

منبع فیض بھی ہے مجمعِ افضال بھی ہے ‏ ‏ ‏ مہرِ عرفان کا منور بھی ہے عبدالقادر

سیدنا حضورغوث اعظم تمام فیوضِ الٰہیہ کے منبع ہیں اور خاندانی نسبت وشرافت سے بزرگیوں اور بڑائیوں کا مجموعہ بھی ہیں اور علوم ِ الٰہی کے آفتاب میں آپ ہی کے نور کی روشنیاں چمکتی ہیں۔

مفلوج اور اندھا شفایاب ہوگیا :امام اہلسنّت اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں :

ذی تصرف بھی ہے ماذون بھی مختار بھی ہے　　کارِ عالم کا مدبّر بھی ہے عبدالقادر

مہلک اور لاعلاج مریضوں کو بھی آپ کی کرامتوں سے اکثر شفا مل جاتی تھی۔ چنانچہ مشہور واقعہ ہے کہ بغداد کے مشہور تاجر ابوغالب نے آپ کی دعوت کی۔ جب آپ اُس کے مکان پر پہنچے تو عراق کے بڑے بڑے علماء ومشائخ پہلے ہی سے وہاں موجود تھے۔ انواع واقسام کے کھانے دسترخوان پر چُنے گئے، پھر لوگوں نے ایک بند ٹوکرا لاکر مہمانوں کے سامنے رکھ دیا۔ تمام علماء آپ کی ہیبت وجلالت سے خاموش بیٹھے رہے مگر آپ نے فرمایا کہ ٹوکرا میرے سامنے لاکر کھولو۔ جب ٹوکرا کھولا گیا تو اس میں ابوغالب تاجر کا اندھا اور فالج زدہ لڑکا بیٹھا ہوا تھا۔ حضورغوثیت مآب نے سمجھ لیا کہ اس دعوت کا مقصد یہی ہے کہ اس بچے کو علماء ومشائخ کے سامنے دُعا کے لئے پیش کیا جائے، چنانچہ حضورغوث اعظم نے اُس بچے کو دیکھ کرفرمایا کہ **'قُمْ بِاِذْنِ اللّٰہِ مُعَافِیً'** اے لڑکے ! تو اللہ کے حکم سے شفایاب ہوکر کھڑا ہوجا۔ آپ کا یہ فرمانا تھا کہ لڑکا بینا اور تندرست ہوکر زمین پر دوڑنے لگا۔ آپ کی یہ کرامت دیکھ کر مجلس میں ایک شور برپا ہوگیا اور حضورغوث اعظم رضی اللہ عنہ خاموشی کے ساتھ اُٹھ کر بغیر کھانا کھائے اپنی خانقاہ میں آ گئے۔ (قلائد الجواہر، بہجۃ الاسرار الحقائق فی الحدائق)

شفا پاتے ہیں صدہا جاں بلب امراض مہلک سے
عجب دارُالشفا ہے آستانہ غوث اعظم کا

گم شدہ اونٹ : بشر قُرظی کے چار اونٹ خطرناک جنگل میں رات کو گم ہو گئے۔ انھوں نے اپنی حیرانی و پریشانی کے عالم میں 'المدد یا غوث' کا نعرہ لگا کر بارگاہِ غوثیت میں فریاد کی تو یکا یک انہوں نے دیکھا کہ ایک نورانی چہرے والے سفید ریش بزرگ ایک ٹیلہ پر کھڑے ہوئے ہاتھ کے اشارے سے مجھ کو بُلا رہے ہیں لیکن جب ٹیلہ پر جا کر میں نے دیکھا تو وہاں کوئی بھی نہیں تھا مگر جب ٹیلے سے نیچے کی طرف نظر گئی تو میں نے یہ دیکھا کہ میرے چاروں اونٹ بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں انھیں پکڑ لایا اور قافلہ میں شامل ہو گیا اور مجھے یقین ہو گیا کہ میری راہنمائی فرمانے والے وہ بزرگ یقیناً حضور غوثِ صمدانی شیخ عبدالقادر جیلانی غوث اعظم رضی اللہ عنہ تھے۔ (بہجۃ الاسرار)

دریائے دجلہ کا سیلاب : بغداد کے مسلم الثبوت باکرامت بزرگ حضرت عدی بن مسافر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ دریائے دجلہ میں اتنا خطرناک سیلاب آ گیا کہ شہر بغداد کے غرق ہونے کا خطرہ پیدا ہو گیا۔ اہلِ بغداد فریاد کے لئے بارگاہِ غوثیت میں حاضر ہوئے تو آپ اپنا عصا لے کر اُٹھے اور دریا کے کنارے جا کر اپنا عصا دریا کی پُرانی حد پر گاڑ دیا اور فرمایا کہ اے دجلہ ! خبردار۔ اپنی حد سے آگے نہ بڑھنا، بس یہیں رُک جاؤ۔ اس کے بعد فوراً ہی دجلہ کی طغیانی ختم ہونے لگی اور آہستہ آہستہ پانی اپنی اصلی حد پر پہنچ کر ٹھہر گیا۔ (بہجۃ الاسرار، قلائد الجواہر)

حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ :

فَلَوْ اَلْقَيْتُ سِرِّیْ فِی بِحَارٍ   لَصَارَ الْكُلُّ غَوْرًا فِی الزَّوَالِ

اگر میں اپنا راز دریا پر ڈال دوں تو اس کا پانی زمین میں جذب ہو کر خشک ہو جائے۔

عصا مبارک کا روشن ہونا : شیخ ابوعبدالمالک ذیال کا بیان ہے کہ ایک رات میں مدرسہ عالی میں کھڑا تھا اتنے میں سیدنا حضور غوث اعظم وہاں تشریف لائے۔

آپ کے دستِ مبارک میں عصا تھا۔ آپ کو دیکھ کر میرے دل میں خواہش پیدا ہوئی کہ اس وقت آپ کی کوئی کرامت دیکھوں۔ معاً آپ میری طرف دیکھ کر مسکرائے اور اپنا عصا مبارک زمین میں گاڑ دیا۔ وہ روشن ہوکر چمکنے لگا اور مدرسہ میں ہر طرف روشنی پھیل گئی۔ ایک گھنٹہ تک عصا مبارک اسی طرح چمکتا رہا' پھر آپ نے اسے زمین سے اُٹھا لیا تو جیسا تھا ویسا ہی ہو گیا۔ آپ نے فرمایا: کیوں ذیال تم یہی چاہتے تھے؟ (قلائدالجواہر)

رُوحانی تصرف کا واقعہ: شیخ ابوالبقا محمد بن الازہری کا بیان ہے کہ میں اللہ تعالیٰ سے ایک مدت تک یہ سوال کرتا رہا کہ رجالِ الغیب سے مجھے کوئی مردِ راہ ملے۔ میں نے ایک رات خواب میں دیکھا کہ میں حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کے مزار کی زیارت کر رہا ہوں اور اُن کے مزار کے قریب ہی ایک مرد موجود ہے۔ مجھے خیال آیا کہ ہو نہ ہو' یہ مردانِ غیب میں سے ہے۔ خواب سے بیدا ہوا تو اسے بیداری میں دیکھنے کی توقع میرے دل میں یقین سے بدل چکی تھی۔ میں اسی وقت حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کی قبر شریف پر آیا' دیکھا تو وہی شخص موجود ہے جسے میں خواب میں دیکھ چکا تھا۔ وہ میرے آگے نکلا اور میں اُس کے پیچھے پیچھے چلا۔ وہ دجلہ پر پہنچا تو میں نے دیکھا کہ نہر دجلہ کے دونوں کنارے مل گئے اور وہ ایک قدم بھر کر نہر سے پار ہو گیا۔ اب میں نے اُسے قسم دے کر روکا تا کہ اس سے کچھ باتیں کروں۔ وہ ٹھہر گیا۔ میں نے پوچھا' آپ کا کیا مذہب ہے۔ وہ کہنے لگا **حنیفا مسلما وما انا من المشرکین** یعنی راست دین فرمانبردار اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں۔ میں نے اپنے طور پر سمجھا کہ وہ حنفی المذہب ہے۔ اس کے بعد وہ چل دیا۔ مجھے خیال آیا کہ حضور غوث اعظم سیدنا عبدالقادر جیلانی کی خدمت میں حاضری دوں اور انھیں یہ واقعہ بتاؤں۔ میں آپ کے مدرسہ میں آیا اور دروازے

پر رُک گیا۔ آپ نے اندر سے مجھے آواز دی: اے محمد! مشرق سے مغرب تک روئے زمین پر اس وقت اُس کے سوا کوئی اور حنفی ولی موجود نہیں ہے۔ (خلاصۃ المفاخر)

غوث اعظم مجتہد مطلق اور محی الدین ہیں : محی الدین کے معنی ہیں دین کو زندہ کرنے والا اور حضور ﷺ کی مُردہ سنتوں کو حیات بخشنے والا۔ حضرت سیدنا غوث اعظم کو یہ لقب خاص طور پر منجانب اللہ ملا ہے۔ مجتہد اس کو کہتے ہیں جو اجتہادی قوت رکھتا ہو اور اجتہادی قوت اور دینی فکر ونظر سے قرآن وحدیث میں غور کرے اور اُن سے مسئلہ مستنبط کرے یعنی مسئلہ نکالے۔ چونکہ حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے دَور میں سُنّت کے بجائے بدعت وگمراہی جڑ پکڑ چکی تھی، دینِ متین پر عمل کرنے والے بہت کم لوگ رہ گئے تھے ایسے وقت میں حضرت سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے دین کا احیاء کیا، سُنّت رسول ﷺ کو زندگی بخشا، اس لئے بھی آپ کو محی الدین کے لقب سے ہر خاص وعام نے یاد کیا۔

سیدنا حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی زندگی کا ایک روشن پہلو یہ ہے کہ آپ باوجود یہ کہ خود اجتہاد کے منصب پر فائز تھے اور مجتہد کسی مسلک کا مقلد نہیں ہوتا اور نہ کسی مسلک پر فتویٰ دینے کا پابند ہوتا مگر آپ نے مسلک حنبلی کو کمزور ہوتا دیکھا تو اس کو طاقت بخشنے کی غرض سے اسی پر فتویٰ دینا شروع کر دیا۔ یہ آپ کی اعلیٰ ظرفی کی بین دلیل ہے۔ حضور غوث اعظم کی زندگی کے اس عظیم پہلو کو سمجھنے کے لئے امام اہلسُنّت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے ذیل کا فتویٰ مع سوال پڑھئے۔ فتاویٰ رضویہ میں ہے:

سوال : کیا یہ روایت صحیح ہے کہ قطب الاقطاب شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے خواب دیکھا کہ حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرا مذہب ضعیف ہوا جاتا ہے لہذا تمہارے میرے مذہب میں آنے سے میرے مذہب کو تقویت ہو جائے گی۔ اس لئے حضرت غوث اعظم حنفی سے حنبلی ہو گئے؟

الجواب : یہ روایت صحیح نہیں، حضور غوث اعظم ہمیشہ سے حنبلی تھے اور بعد کو جب عین الشریعۃ الکبریٰ تک پہنچ کر منصبِ اجتہاد مطلق حاصل ہوا، مذہب حنبلی کو کمزور ہوتا ہوا دیکھ کر اس کے مطابق فتویٰ دیا کہ حضور غوث اعظم محی الدین ہیں اور دینِ متین کے یہ چاروں مذاہب (یعنی مذہب حنبلی، مذہب حنفی، مذہب شافعی، مذہب مالکی) ستون ہیں۔ لوگوں کی طرف سے جس ستون میں ضعف آتا دیکھا اس کی تقویت فرمائی۔ (فتاویٰ رضویہ)

بارش روک دی : حضرت عدی بن مسافر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک دن حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ اپنے مدرسہ کے صحن میں وعظ فرما رہے تھے سامعین ہزاروں کی تعداد میں جمع تھے یکا یک موسلا دھار بارش ہونے لگی اور سامعین میں گھبراہٹ پیدا ہوگئی تو آپ نے آسمان کی طرف مُنہ کر کے فرمایا کہ 'میں تیرے بندوں کو جمع کرتا ہوں اور تو منتشر کرتا ہے' آپ کی زبانِ مبارک سے ان الفاظ کا نکلنا تھا کہ مدرسہ کے صحن میں بارش بند ہوگئی لوگ جم کر بیٹھ گئے۔ مدرسہ کے اندر جہاں تک سامعین موجود تھے بارش کا ایک قطرہ بھی نہیں گرتا تھا لیکن مدرسہ کے باہر بدستور پانی برستا رہا۔ (بہجۃ الاسرار، قلائد الجواہر)

ہوا موقوف فوراً ہی برسنا اہلِ مجلس پر جو پایا ابر باراں نے اشارہ غوث اعظم کا

اشرفیوں سے خون ٹپکا : خلیفہ بغداد مستنجد باللہ عباسی ایک مرتبہ اشرفیوں کی دس تھیلیاں لے کر بارگاہِ غوثیت میں نذرانہ پیش کرنے کے لئے لایا۔ آپ نے اس کا نذرانہ قبول کرنے سے انکار فرمادیا تو وہ اپنی بادشاہی کا رُعب جما کر اصرار کرنے لگا۔ خلیفہ کا تیور اور اصرار دیکھ کر آپ کو جلال آگیا اور آپ نے دو تھیلیوں کو دونوں ہاتھوں میں لے کر نچوڑا تو اُن تھیلیوں سے خون ٹپکنے لگا، پھر آپ نے فرمایا کہ اے

خلیفہ ! تجھے شرم نہیں آتی کہ تو مجھے ایسا مال دیتا ہے جس میں مسلمانوں کا خون بھرا ہوا ہے۔ خلیفہ یہ منظر دیکھ کر مارے ڈر کے بے ہوش ہوگیا اور آپ نے تڑپ کر فرمایا کہ **وعزة المعبود لو لاحرمة اتصالہٖ برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لترکت الدم یجری الی منزلہٖ** مجھے عزتِ معبود کی قسم ہے اگر اس کو خاندانِ نبوت سے نسبت نہ ہوتی تو میں اس خون کو اُس کے محل تک بہا دیتا۔ (بہجۃ الاسرار)

سیدنا غوث اعظم کے مواعظ کا اصلی موجب یہی تھا کہ بندگانِ خدا کی اصلاح کی جائے چنانچہ آپ ہر وقت ان برگشتہ حال نفوس کی اصلاح میں مشغول ومصروف رہتے۔ بڑے بڑے لوگوں کو اُن کی بُرائیوں پر بے دھڑک ٹوکتے اور اصلاح کی طرف متوجہ فرماتے یعنی آپ سلاطینِ وقت (خلفائے بغداد) وزراء' امرائے سلطنت' اکابرین ملت' عامل وقاضی' واعظ ...... ہر ایک کو بے دھڑک ٹوکتے اور اس کی بُرائیوں سے آگاہ فرماتے اور کبھی کسی کی انفرادیت' وجاہت اور سطوت وشوکت سے مرعوب نہیں ہوتے تھے۔ موجودہ دَور کے پالتو اور چاپلوس واعظین کو اگر کوئی سیاسی قائد اپنے گھر پر یاد کرلے تو بہت بڑا اعزاز سمجھنے لگتے ہیں' اور اگر وہ کچھ نذرانہ عطا کردے تو اُس کی تعریف وستائش کے خطبے پڑھنے لگتے ہیں۔

مرضِ استسقاَ سے شفا : ایک مرتبہ خلیفہ المستنجد باللہ کے عزیزوں میں سے ایک مریض مرضِ استسقاَ میں مبتلا آپ کی خدمت میں لایا گیا۔ اس کا پیٹ مرضِ استسقاَ کی وجہ سے بہت بڑھ گیا تھا آپ نے اُس کے پیٹ پر اپنا ہاتھ مبارک پھیرا تو اُس کا پیٹ بالکل چھوٹا ہوگیا گویا کہ وہ کبھی بیمار تھا ہی نہیں۔ (بہجۃ الاسرار)

کرامتی سیب : شیخ ابوالعباس خضر بن عبداللہ الحسینی الموصی کا بیان ہے کہ ایک دن میں نے حضور غوث اعظم کی خدمتِ اقدس میں خلیفہ المستنجد باللہ

ابوالمظفر یوسف عباسی کو دیکھا، اُس نے بارگاہِ غوثیت میں سلام کے لئے حاضر ہوا اور عرض کیا کہ حضور ! میں اطمئنانِ قلبی کے لئے آپ کی کوئی کرامت دیکھنا چاہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ بولو، کیا چاہتے ہو؟ خلیفہ نے عرض کیا کہ حضور ! اس وقت سیب کھانے کو جی چاہتا ہے۔ عراق میں یہ سیب کا موسم نہیں تھا مگر حضور غوث اعظم نے ہوا میں اپنا ہاتھ اُٹھایا تو دستِ مبارک میں دو سیب آ گئے۔ آپ نے ایک سیب خلیفہ کے ہاتھ پر رکھ دیا اور دوسرا اپنے ہاتھ میں رکھا۔ پھر جب آپ نے اپنا سیب چیرا تو وہ بالکل سفید نکلا اور اس میں سے کستوری کی سی خوشبو آتی تھی مگر خلیفہ نے جب اپنا سیب چیرا تو سڑا اور بدبودار نکلا اور اس میں سے کیڑا نکلا۔ خلیفہ حیران ہوا تو آپ نے فرمایا کہ سیب تو دونوں ہی یکساں تھے مگر ایک پر ظالم کا ہاتھ پڑا تو وہ خراب ہو گیا۔ خلیفہ انتہائی شرمندہ ہوا اور آپ نے اس کرامت سے اس کو ہدایت فرمائی کہ وہ ظلم سے باز رہے۔ (بہجۃ الاسرار)

اُنگلیوں کی برکت :

شیخ محمد عارف ابومحمد علی سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں اپنے شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی غوث اعظم کی زیارت کے لئے بغداد آیا اور آپ کی خدمت میں ایک عرصہ ٹھہرا رہا، پھر جب میں نے مصر کی طرف لوٹنے کا اور مخلوق سے مجرد رہنے کا ارادہ کیا تو آپ سے اجازت مانگی، تب آپ نے مجھے وصیت کی کہ کسی سے کچھ نہ مانگوں اور اپنی دونوں انگلیوں کو میرے مُنہ پر رکھا اور مجھے حکم دیا کہ ان دونوں کو چوسوں۔ میں نے ایسا ہی کیا۔ حضور غوث اعظم نے فرمایا کہ اب تم درست ہدایت یافتہ ہو کر جاؤ۔ میں بغداد سے مصر آیا اور میرا یہ حال تھا کہ نہ کھاتا تھا، نہ پیتا تھا اور میں بڑا طاقتور تھا۔ (مظہر جمالِ مصطفائی)

غوث اعظم کے خادم کا حیرت انگیز واقعہ : سیدنا غوث اعظم کے ایک خادم کو ایک رات ستر بار احتلام ہوا اور ہر دفعہ ایک ایسی عورت سے جماع کی صورت پیش آئی جس سے نہیں کیا تھا۔ صبح آپ سے شکایت کرنے کی غرض سے حاضرِ مجلس ہوا تو آپ نے اس کے کہنے سے پہلے ہی فرمایا: رات کے واقعہ سے خوف زدہ ہونے کی ضرورت نہیں۔ میں نے لوحِ محفوظ پر نگاہ ڈالی تو تمہاری تقدیر میں ستر بار زنا لکھا تھا۔ جب میں نے اللہ تعالیٰ کے حضور معافی کی درخواست کی تو یہ حالتِ بیداری' حالتِ خواب میں بدل گئی۔ (سیر الاخیار)

بارگاہِ الٰہی میں دُعاؤں کی مقبولیت: شیخ صالح ابومحمد داؤد بن علی بن احمد بغدادی فرماتے ہیں: میں نے خواب میں دیکھا کہ شیخ معروف کرخی رضی اللہ عنہ کے سامنے بعض لوگوں کے واقعات پیش کئے جا رہے ہیں اور آپ ان لوگوں کے یہ واقعات بارگاہِ خداوندی میں پیش کرتے جاتے ہیں۔ مجھے دیکھتے ہی شیخ معروف فرمانے لگے داؤد ! تم بھی اپنا واقعہ بیان کرو تاکہ میں اللہ تعالیٰ کے حضور میں پیش کردوں۔ میں نے گذارش کی کہ مجھے حضور سیدنا غوث اعظم جیلانی رضی اللہ عنہ نے معزول کردیا ہے۔ فرمانے لگے' نہیں تم معزول نہیں ہوئے اور نہ ہی تمہیں معزول کیا جائے گا۔ میں اُٹھا سحری کے وقت حضور سیدنا غوث اعظم جیلانی کے مدرسے کی طرف آیا اور دروازے پر بیٹھ گیا تاکہ آپ کو اطلاع دوں۔ ابھی میں سوچ ہی رہا تھا کہ اندر سے حضور غوث اعظم نے مجھے آواز دی کہ تمہیں معزول نہیں کیا گیا اور نہ ہی معزول کیا جائے گا۔ تم اپنا واقعہ سُناؤ تاکہ بارگاہِ الٰہی میں پیش کروں۔ مجھے خدا کی قسم ہے کہ آج تک میں نے اپنے احباب واصحاب میں سے جس کا واقعہ بھی پیش کیا ہے خداوند تعالیٰ نے اُسے قبول فرمایا ہے۔ (زبدۃ الآثار)

مواعظ وخطبات کی تاثیر : حضور غوث اعظم نے مواعظ وخطبات اور اقوال وارشادات کی تاثیر سے مُردہ دِلوں کی مسیحائی کی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے قلب کی توجہ اور زبان کی تاثیر سے لاکھوں انسانوں کو نئی ایمانی زندگی عطا فرمائی۔ آپ کا وجود اسلام کے لئے ایک باد بہاری تھا جس نے دلوں کے قبرستان میں نئی جان ڈال دی اور عالم اسلام میں ایمان وعمل، روحانیات وتصوف کی ایک نئی تحریک پیدا کر دی۔ شیخ عمر کیمانی کا بیان ہے 'کوئی مجلس ایسی نہ ہوتی تھی جس میں یہودی اور عیسائی اسلام قبول نہ کرتے ہوں اور رہزن جرائم پیشہ توبہ سے مشرف نہ ہوتے ہوں۔ فاسد الاعتقاد اپنے غلط عقائد سے توبہ نہ کرتے ہوں، کوئی شخص بھی آپ کا معتقد ہو جانے کے بعد اپنے اعتقاد سے کبھی منحرف نہ ہوتا تھا۔' (قلائد الجواہر)

سیدنا غوث اعظم خود ارشاد فرماتے ہیں 'میں نے عہد کر لیا تھا کہ میری زندگی جنگلوں میں بسر ہو گی لیکن اللہ تعالیٰ نے مخلوق کا معاملہ میری ذات سے وابستہ کر دیا۔ اس وقت تک میرے ہاتھ پر ایک لاکھ آدمی توبہ کر چکے ہیں' (سفینۃ الاولیاء)

اب ہر شخص خود فیصلہ کر سکتا ہے کہ حضرت شیخ کی مساعی جمیلہ سے بغداد اور اس کے اطراف وجوانب میں ایمان وعمل کی تازہ بہار آ گئی۔ عشرت کوشی اور عیش وطرب کا ماحول ختم ہوا، لوگوں میں صلاح وتقویٰ کا شوق بڑھنے لگا، لاکھوں انسان معصیت شعاری اور کفر وشرک سے تائب ہو کر اسلامی زندگی بسر کرنے لگے۔ صرف یہ خوشگوار تبدیلی عوام وخواص میں ہی محدود نہیں بلکہ اس کے اثرات قصر خلافت میں بھی محسوس ہوتے تھے۔

عیسائی راہب کا مسلمان ہونا : ایک دفعہ ایک عیسائی راہب آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اُس کا نام سنان تھا۔ صحائف قدیمہ کا زبردست عالم تھا اسی نے

حضرت کے دستِ حق پرست پر اسلام قبول کیا اور پھر مجمع عام میں کھڑے ہو کر بیان کیا کہ میں یمن کا رہنے والا ہوں میرے دِل میں یہ بات پیدا ہوئی کہ میں اسلام کو قبول کرلوں اور اس پر میرا مصمم ارادہ ہوگیا کہ یمن میں سب سے اعلیٰ وافضل شخصیت کے ہاتھ پر اسلام قبول کروں گا۔ اسی سوچ بچار میں تھا کہ مجھے نیند آئی اور میں نے حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو خواب میں دیکھا آپ نے مجھے ارشاد فرمایا اے سنان! بغداد شریف جاؤ اور شیخ عبدالقادر جیلانی کے دستِ حق پرست پر اسلام قبول کرو کیونکہ وہ اس وقت روئے زمین کے تمام لوگوں سے افضل واعلیٰ ہیں۔ (سفینۃ الاولیاء)

تیرہ عیسائیوں کا قبولِ اسلام : ایک دفعہ آپ کی خدمتِ اقدس میں تیرہ اشخاص اسلام قبول کرنے کے لئے حاضر ہوئے۔ مسلمان ہونے کے بعد انہوں نے بیان کیا کہ ہم لوگ عرب کے عیسائی ہیں۔ ہم نے اسلام قبول کرنے کا ارادہ کیا تھا اور یہ سوچ رہے تھے کہ کسی مردِ کامل کے دستِ حق پرست پر اسلام قبول کریں۔ اسی اثنا میں ہاتفِ غیب نے آواز دی کہ بغداد شریف جاؤ اور شیخ عبدالقادر جیلانی کے مبارک ہاتھوں پر اسلام قبول کرو کیونکہ جس قدر ایمان اُن کی برکت سے تمہارے دِلوں میں جاگزین ہوگا اس قدر ایمان اس زمانہ میں کسی دوسری جگہ سے ناممکن ہے چنانچہ ہم اس غیبی اشارہ کے ماتحت بغداد آئے اور الحمدللہ کہ ہمارے سینے نورِ ہدایت سے معمور ہوگئے۔ (قلائدالجواہر)

تیرہ آدمیوں کی دستگیری : مشائخ میں سے اکثر حضرات نے اس روایت کو بیان کیا ہے کہ ہم ایک دن حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی اس مجلس میں بیٹھے تھے جس میں آپ نے فرمایا، تم میں سے جو شخص کچھ مانگنا چاہے مانگ لے۔

شیخ ابوالمسعو د احمد بن حریمی اُٹھے اور عرض کی کہ میں ترک تدبیر واختیار چاہتا ہوں۔ شیخ محمد بن قائد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا مجھے مجاہدہ پر قوت چاہیئے۔ شیخ ابا لقاسم عمر بزاز رحمۃ اللہ علیہ نے کہا مجھے اللہ کا خوف عطا ہو۔ شیخ ابومحمد حسن فارسی نے کہا مجھے اللہ کے ساتھ صاحب حال بنا دیجئے، چونکہ اس نعمت سے میں محروم ہو گیا ہوں، مجھے یہ چیز ملنی چاہیئے بلکہ اس سے بھی زیادہ ہو۔ شیخ جمیل ابو یوسف صاحب خطوہ نے عرض کیا مجھے حفظِ وقت کی ضرورت ہے۔ شیخ ابوحفص عمر غزال کہنے لگے مجھے زیادتِ علم چاہیئے۔ شیخ جلیل صرصری نے عرض کیا میں چاہتا ہوں اس وقت تک مجھے موت نہ آئے جب تک مقام قطبیت پر نہ پہنچ جاؤں۔ شیخ ابوالبرکات ہما نے کہا مجھے محبت الٰہی میں بیخودی درکار ہے۔ شیخ ابوالفتوح المعروف بابن الحضر بن نصر بغدادی نے کہا مجھے حفظ قرآن وحدیث کردائیں۔ شیخ ابوالخیر نے عرض کی مجھے ایسی معرفت درکار ہے کہ موارد ربانیہ اور غیر ربانیہ میں تمیز کرسکوں۔ شیخ ابوعبداللہ بن ہبۃ اللہ نے کہا مجھے درباں سرائی کی خواہش ہے۔ ابوالقاسم بن صاحب نے گزارش کی کہ مجھے حاجب باب عزیز بنا دیجئے۔ حضور سیدنا غوث اعظم نے ان تمام حاضرین کی خواہشات سننے کے بعد یہ آیت پڑھی: ﴿**وکلا نمد وھولاء من عطاء ربك وما کان عطاء ربك محظورا**﴾ میں تمام کی مدد کر رہا ہوں اور یہ تمام نعمتیں تیرے پروردگار کی عطا سے ہیں اور تیرے پروردگار کی عطا سے کوئی چیز مانع نہیں ہے۔

راوی کہتا ہے کہ خدا کی قسم اُن لوگوں کو وہ تمام نعمتیں مل گئیں جو انہوں نے طلب کی تھیں، میں نے ہر ایک شخص کو اسی مقام پر دیکھا جس کی اس نے حضور غوث اعظم سے تمنا کی تھی۔ (زبدۃ الآثار)

عذاب قبر موقوف ہو گیا: شہر ہمدان کا ایک باشندہ حضور غوث اعظم کی خدمت میں حاضر ہوا، اس نے عرض کیا، میں نے اپنے مرحوم باپ کو خواب میں دیکھا ہے وہ

عذاب قبر کی وجہ سے سخت پریشان ہیں۔ انھوں نے مجھے ہدایت کی ہے کہ میں آپ سے اُن کے لئے دُعا کی درخواست کروں۔ حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا وہ کبھی میرے مدرسے سے گذرا تھا؟ ہمدانی نے جواب دیا۔ جی ہاں۔ حضرت خاموش رہے۔ دوسرے دن وہ شخص پھر آیا اور عرض کیا کہ آج میں نے اپنے باپ کو بہت خوش اور سبز خلعت میں ملبوس دیکھا ہے وہ کہہ رہے تھے عذاب مجھ سے ہٹا لیا گیا ہے اور یہ سبز خلعت حضرت کی مہربانی سے مجھے عطا ہوئی ہے تم اُن کی خدمت میں ہمیشہ حاضری دو۔ (سیر الاقطاب)

سیدنا غوث اعظم کے مدرسے سے گذرنے والے پر یہ کرم فرمائی کہ اُس کی مغفرت ہوجائے تو اندازہ لگائیں کہ آپ کے گھر کی اولاد (شہزادوں) پر آپ کا کیا لطف وکرم ہوگا۔ اگر کوئی آپ کے شہزادوں کے دَر سے گذر جائے یا چوکھٹ پر بیٹھ جائے تو یقیناً غوث اعظم رضی اللہ عنہ اپنی اولاد کی لاج رکھ لیں گے اور اُن کی بھی شفاعت فرمادیں گے اسی لئے امام اہلسنّت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی فرماتے ہیں۔

تجھ سے دَر دَر سے سگ سگ سے ہے مجھ کو نسبت میری گردن میں بھی ہے دُور کا ڈورا تیرا

ہوا میں نماز پڑھنا: ایک مرتبہ حضور غوث اعظم اہل بغداد کی نظروں سے غائب ہوگئے۔ لوگ تلاش کرتے ہوئے دریائے دجلہ کے کنارے پہنچے۔ دیکھا کہ آپ پانی پر چل رہے ہیں اور مچھلیاں پانی سے نکل کر آپ کو سلام کر رہی ہیں اور قدم چھور ہی ہیں۔ اسی دوران ایک عمدہ مصلی تخت سلیمان کی طرح معلق ہوکر ہوا میں بچھ گیا جس پر یہ دوسطریں تحریر تھیں **الا ان اولیاء الله لاخوف علیهم ولاهم یحزنون** اور **سلام علیکم اهل البیت انه حمید مجید** بہت سے لوگ جانماز کے گرد جمع ہوگئے۔ ظہر کا وقت تھا تکبیر کہی گئی اور آپ نے لوگوں کی امامت کی۔ جب آپ تکبیر کہتے تو حاملان عرش آپ کے ساتھ تکبیر کہتے اور جب تسبیح پڑھتے تو ساتوں آسمان

کے فرشتے آپ کے ساتھ تسبیح پڑھتے اور جب آپ **سمع اللہ لمن حمدہ** کہتے تو آپ کے لبوں سے سبز رنگ کا نور نکل کر آسمان کی طرف جاتا۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو یہ دُعا کی۔ اے پروردگار میں تیری بارگاہ میں تیرے حبیب اور بہترین خلائق حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو وسیلہ بنا کر دعا کرتا ہوں کہ تو میرے مریدوں اور مریدوں کے مریدوں کو جو میری طرف منسوب ہوں بغیر توبہ کے رُوح قبض نہ کرنا'۔ حضرت سہیل بن عبداللہ تستری فرماتے ہیں کہ اس دعا پر فرشتوں کے بڑے گروہ کو آمین کہتے سُنا گیا۔ جب دعا ختم ہوئی تو ہم نے ایک ندا سنی **ابشر فانی قد استجبت لك** اے عبدالقادر خوش ہو جاؤ ہم نے تمہاری دعا قبول فرمائی۔ (برکات قادریہ' تذکرہ مشائخ عظام)

فضائل القرآن : شیخ مظفر منصور بن مبارک اسطی بیان کرتے ہیں کہ جب میں عالم شباب میں تھا تو ایک دفعہ ایک بڑی جماعت کے ساتھ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میرے پاس اس وقت ایک کتاب تھی جو علوم رُوحانی اور مسائل فلسفہ پر مشتمل تھی۔ جب ہم لوگ آپ کے پاس جا کر بیٹھ گئے تو آپ نے کتاب دیکھی' پھر فرمایا' یہ کتاب تمہارے لئے اچھا رفیق نہیں ہے' تم اُٹھ کر اسے دھو ڈالو۔ مجھے وہ کتاب بہت عزیز تھی میں اُسے دھونا نہیں چاہتا تھا مگر حضرت کی ناراضگی کے خوف سے اُٹھا تا کہ کتاب کہیں باہر رکھ آوں۔ آپ نے میری طرف نگاہ کی اور میں اُٹھ نہ سکا' ایسا محسوس ہوتا تھا کہ کسی چیز سے بندھ گیا ہوں۔ پھر آپ نے فرمایا' تمہاری کتاب کہاں ہے لاؤ۔ میں نے کتاب نکالی تو دیکھا کہ وہ سادہ اوراق ہیں' تحریر کا نام ونشان نہیں۔ میں نے حضرت کے حوالہ کر دیا۔ آپ نے اس پر اپنا دستِ مبارک پھیر کر فرمایا کہ یہ ابن ضریس محمد کی کتاب' فضائل القرآن' ہے اور مجھے واپس دیدی۔ میں نے دیکھا تو واقعی ابن ضریس کی کتاب فضائل القرآن تھی جو عمدہ خط میں لکھی ہوئی تھی۔ اس کے بعد آپ نے مجھ سے فرمایا جو بات تمہاری زبان

پر نہیں مگر دل میں ہے اس سے توبہ کرنا چاہتے ہو؟ میں نے کہا بے شک میں اس سے توبہ کرنا چاہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا اچھا اُٹھو۔ میں اُٹھا تو جو کچھ مسائل فلسفہ مجھے یاد تھے وہ سب میرے ذہن سے نکل گئے اور میرا باطن ایسا ہو گیا کہ گویا کبھی میں نے ان کا خیال تک نہیں کیا تھا۔ (خلاصۃ المفاخر' درالجواہر' تذکرہ مشائخ عظام)

تصرف اور پوشیدہ حال کا علم : شیخ الصوفیہ حضرت شہاب الدین سہروردی اپنا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ 'میں عہدِ شباب میں علمِ کلام سے بہت شغف رکھتا تھا اور بہت سی کتابیں مجھے حفظ تھیں۔ اس علم پر مجھ کو مکمل عبور حاصل تھا اس سلسلہ میں میرے چچا اکثر مجھے بُرا بھلا کہا کرتے لیکن مَیں کوئی اثر نہ لیتا۔ آخر کار وہ مجھے ایک دن حضور غوث اعظم جیلانی کی خدمت میں لے کر حاضر ہوئے تو حضور غوث اعظم نے مجھ سے پوچھا کہ 'اے عمر تو نے کون کون سی کتابیں از بر یاد کر لی ہیں؟ میں جب اُن کتابوں کے نام بیان کر چکا تو آپ نے اپنا دستِ مبارک میرے سینے پر پھیرا' جس کا اثر یہ ہوا کہ میرے ذہن سے ان کتابوں کا ایک ایک حرف مَحو ہو گیا (سارا علمِ کلام مٹ گیا) اور اُس کی بجائے مجھے ایسا علم لدنی حاصل ہو گیا کہ آپ کے پاس سے اُٹھنے کے بعد میں نہایت حکیمانہ باتیں کرنے لگا۔ میرے سینہ پر دستِ شفقت رکھتے وقت حضور غوث اعظم نے یہ بھی پیشن گوئی کر دی تھی کہ 'اے عمر ! تو عراق کے مشاہیر میں سے ہو گا'

حضور غوث اعظم فی الواقع اہلِ طریقت کے سلطان تھے اور کارخانہ قدرت پر پوری طرح متصرف بھی۔ (قلائد الجواہر)

طالب علم پر توجہ فرمانا : شیخ ابو محمد الخشاب نحوی بیان کرتے ہیں کہ جب میں جوانی میں علمِ نحو پڑھنے میں مشغول تھا تو لوگوں سے حضور غوث اعظم کی بہت

تعریف سُنتا تھا اور اس طرح مجھے آپ کے وعظ سننے کا بڑا اشتیاق پیدا ہوا' لیکن عدیم الفرصتی کی وجہ سے موقع نہیں ملتا تھا۔ اتفاق سے ایک مرتبہ کچھ لوگوں کے ہمراہ میں آپ کی مجلس میں حاضر ہوا۔ آپ نے میری جانب متوجہ ہوکر فرمایا کہ' ہماری صحبت اختیار کرلو۔ ہم تمھیں سیبویہ (ایک نحوی کا نام ہے) بنا دیں گے'۔ چنانچہ میں آپ کی خدمت میں حاضری دینے لگا۔ اس سے مجھے اتنا نفع پہنچا کہ علمِ نحو کے علاوہ اور بھی بہت سے علوم عقلیہ ونقلیہ حاصل ہو گئے جن سے نہ تو میں پہلے واقف تھا اور نہ کسی سے سُنتا تھا۔ صرف ایک ہی سال کے عرصے میں مجھے وہ سب کچھ حاصل ہو گیا جو گذشتہ مدت العمر میں بھی حاصل نہ ہوا تھا اور وہ تمام علوم بھول گیا جو مجھے اس سے قبل یاد تھے۔ (قلائد الجواہر)

گوشہ نشینی کی مذمت : شیخ عبداللہ جبائی فرماتے ہیں کہ ابن ناصر کی کتاب 'حلیۃ الاولیاء' کے مطالعہ کے بعد میرا قلب ایسا متاثر ہوا کہ مخلوق سے علحدگی اور گوشہ نشینی اختیار کر کے تنہائی میں عبادت کی خواہش پیدا ہوئی' چنانچہ حضور غوث اعظم کے پاس حاضر ہوکر اُن کے پیچھے نماز ادا کی اور نماز سے فارغ ہوکر آپ کے سامنے بیٹھ گیا۔ اس وقت آپ نے مجھ سے فرمایا کہ' جب تک تم مشائخ کی صحبت میں بیٹھ کر اچھی طرح ادب حاصل نہ کرلو' اور تمہیں مکمل طور پر تفقہ فی الدین حاصل نہ ہو جائے' اُس وقت تک تمہارے لئے گوشہ نشینی مناسب نہیں' کیونکہ اگر تمہیں دینی امور میں کوئی مشکل درپیش ہوئی تو تم گوشہ نشینی ترک کر کے لوگوں سے مسائل دریافت کرنے نکل پڑو گے۔ یہ اچھی طرح یاد رکھو کہ بہتر گوشہ نشین وہ ہوتا ہے جو شمع کی مانند ہو اور جس کی روشنی سے مخلوق فائدہ اُٹھا سکے' (قلائد الجواہر)

اللہ تعالیٰ نے رسول کو اس لئے مبعوث فرمایا تا کہ اس کے لائے ہوئے دین کو غلبہ

عطا فرمائے اور سارے عالم میں ڈنکا بجائے۔ اس کے مجاہد میدانِ کارزار میں باطل کے پرستاروں کو تیروسناں سے مغلوب کررہے ہوں۔ اس کے علماء دلیل و برہان سے شرک کے علمبرداروں کو شکست دے رہے ہوں اور اسلامی معاشرہ اپنے پاکیزہ تمدن، اپنی نورانی تہذیب، اپنے منصفانہ نظام معیشت اور اخلاقِ حسنہ کے باعث اسلام کی برتری اور فتح مندی کا پرچم لہرا رہا ہو۔ اسلام چُھپ چُھپ کر وقت گزارنے کے لئے یا باطل سے مصالحت کرکے زندہ رہنے کے لئے نہیں آیا۔ یہ اللہ تعالیٰ کے شیروں کا دین ہے۔ یہ شمعِ حق کے پروانوں کا دین ہے۔ سارا کفروشرک اگر اپنی قوتوں کو یکجا کرلے تب بھی وہ ان کو ہراساں نہیں کرسکتا، ان کو پسپا نہیں کرسکتا۔

جو دین نبی کریم ﷺ لے کر آئے ہیں وہ باطل سے مغلوب نہیں رہے گا بلکہ اللہ تعالیٰ کی تائید اور اپنی فطری توانائیوں سے ساری طاغوتی قوتوں کو سرنگوں کردے گا۔ یہ غاروں میں چُھپ کر اور گوشہ نشینی میں زندگی گذارنے والوں کا دین نہیں، یہ کشا کشِ حیات سے دامن بچا کر کُنجِ عافیت میں زندگی بسر کرنے والوں کا دین نہیں۔ کسی مصلحت کے پیش نظر باطل سے مفاہمت ومصالحت کرنے والوں کا دین نہیں۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کے شیروں کا دین ہے جو گرجتے ہیں تو باطل کے رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں۔ یہ ان عقابوں اور شاہینوں کا دین ہے کہ جب وہ پَرکُشا ہوتے ہیں تو فضا کی پنہائیاں سمٹ کررہ جاتی ہیں۔ یہ ان بہادروں اور جوانمردوں کا دین ہے جو زندگی کی کشتی کو حادثات کے طوفانوں میں کھیلنا جانتے ہیں۔ (تفسیر ضیاء القرآن)

تاج العارفین شیخ ابو الوفا کی مجلس وعظ کا واقعہ :

شیخ علی بن ہیتی بیان کرتے ہیں کہ ہمارے شیخ ابوالوفا منبر پر بیٹھ کر لوگوں کو وعظ ونصیحت فرمایا کرتے تھے لیکن جب اُن کی مجلس میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی تشریف لائے تو سلسلہ وعظ روک کر اُن کو باہر جانے کا حکم دیا۔ اُن کے باہر چلے

جانے کے بعد پھر وعظ شروع کر دیا۔ اس کے بعد جب غوثِ اعظم دوبارہ آپ کی مجلس میں حاضر ہوئے تو آپ نے سلسلہ وعظ روک کر اُن کو واپس جانے کا حکم دیا' لیکن جب تیسری مرتبہ تشریف لائے تو شیخ ابوالوفا نے اُٹھ کر اُن سے معانقہ کیا اور اُن کی پیشانی کو بوسہ دیا اور حکم دیا کہ سب لوگ ولی اللہ کی تعظیم وتکریم کے لئے کھڑے ہو جائیں۔

'اے اہلِ بغداد میں اُن کو کسی توہین کی نیت سے نکالنے کا حکم نہیں دیا تھا بلکہ میرا مقصد یہ تھا کہ تم لوگ اچھی طرح پہچان لو۔ خدا کی قسم اُن کے سَر پر تاج ہے اُن کا دائرہ مشرق سے مغرب تک پھیلا ہوا ہے'

پھر فرمایا: 'اے عبدالقادر یہ دَور تو ہمارا ہے لیکن عنقریب عراق میں تمہارے مرغ کے سوا تمام مرغ خاموش کر دیئے جائیں گے اور تمہارا مرغ قیامت تک بانگ دیتا رہے گا۔

(اے عبدالقادر ! ہر پرندہ چہچہا کر خاموش ہو جاتا ہے مگر آپ کا طائر رُوحانیت قیامت تک چہچہاتا رہے گا۔

مرغ سب بولتے ہیں بول کر چُپ رہتے ہیں ہاں اصل ایک نواسنج رہے گا تیرا

معلوم ہوا کہ بزرگوں کی تعظیم کے لئے کھڑا ہونا اولیاء کی بھی سُنّت ہے اور یہ طریقِ تعظیم ابتداء سے جاری ہے۔ قیامِ تعظیمی کو جو بدعت کہتے ہیں وہ خود بدعتی ہے کیونکہ اس نوایجاد فرقہ کا وجود ہی بدعت ہے۔ ادب کا تقاضہ ہوتا ہے کہ بزرگوں کا کھڑے ہو کر استقبال کیا جائے' بیٹھے بیٹھے استقبال کرنا بے ادبی کہلاتا ہے۔ بے ادب ہمیشہ بدنصیب اور نامُراد ہوتا ہے ...... اولیاءاللہ کی نگاہیں مستقبل میں وقوع پذیر ہونے والے واقعات وحالات کا بھی مشاہدہ کرتی ہیں۔ ان غیبی خوشخبریوں پر ہمسر اولیاء اور معتقدین اعتراض بھی نہیں کرتے ہیں)

پھر آپ نے اپنا مصلیٰ' اپنی قمیص' اپنی تسبیح' اپنا پیالہ اور اپنا عصا غوث اعظم کو عطا فرمایا۔ جب تمام لوگوں نے اصرار کیا کہ شیخ عبدالقادر جیلانی سے بیعت لی جائے تو شیخ ابوالوفا نے

فرمایا کہ اُس کی پیشانی پر تو شیخ ابوسعید مخرمی کا نشان ہے' (بزرگوں کی دُوربین نگاہیں دیکھتی اور جانتی ہیں کہ کون' کس سے بیعت کرے گا چنانچہ حضور غوث اعظم نے شیخ ابوسعید مخرمی سے شرفِ بیعت حاصل کیا)

پھر اختتامِ مجلس پر شیخ ابوالوفا منبر پر سے اُترنے لگے تو آخری سیڑھی پر بیٹھ کر حضرت عبدالقادر کا ہاتھ پکڑ کر پورے مجمع کو سُنا کر فرمایا کہ 'اے عبدالقادر جب تمہارا دَور آجائے تو اس بوڑھے (خود کے لئے کہا) کو یاد رکھنا (جب آپ مرتبہ کمال کو پہنچیں تو مجھے ضرور یاد رکھیں اور اپنے محاسن کو برقرار رکھنا) یہ کہہ کر اپنی آنکھیں بند کر لیں (یعنی آپ کی رُوح پُرفتوح پرواز کر گئی) (قلائدالجواہر)

تبرکاتِ شیخ کی کیفیت :

شیخ عمر بزار بیان کرتے ہیں کہ جو تسبیح تاج العارفین شیخ ابوالوفا نے شیخ عبدالقادر جیلانی کو عطا کی تھی اُس کا ہر ہر دانہ گردش کرتا رہتا تھا۔ حضور غوث اعظم جیلانی کے وصال کے بعد وہ تسبیح شیخ علی بن ہیتی نے لے لی تھی اور جو پیالہ شیخ ابوالوفا نے دیا تھا اس میں یہ خصوصیت تھی کہ جب کوئی غیر شخص اس کو ہاتھ لگاتا تو کاندھے تک اُس کا ہاتھ لرزش کرنے لگتا۔ (قلائدالجواہر)

مواعظ کا حکمِ الٰہی کے تحت ہونا :

ابوالخیر کروم بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے والد شیخ ابوالوفا سے اُن کی دورانِ علالت عرض کیا کہ مجھے کچھ وصیت فرما دیں کہ میں آپ کے بعد کس ہستی کی پیروی کروں۔ آپ نے فرمایا کہ 'حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کی' لیکن میں نے یہ تصور کیا کہ شائد آپ غلبہ مرض سے ایسا فرما رہے ہیں پھر کچھ وقفہ کے بعد میں نے دوبارہ پوچھا' تو فرمایا کہ ایک ایسا وقت آنے والا ہے جب سوائے شیخ عبدالقادر کے کسی کی اقتداء نہیں کی جاسکے گی۔ چنانچہ اپنے والد شیخ ابوالوفا کے وصال کے بعد

جب میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے مشائخ کے ایک بڑے مجمع سے جن میں بقا بن بطو شیخ ابوسعید قیلوی اور شیخ علی بن ہیتی جیسے اکابر اولیاء شامل تھے' خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ 'میرا وعظ تم لوگوں جیسا نہیں ہوتا بلکہ میں جو کچھ کہتا ہوں حکمِ الٰہی سے کہتا ہوں۔ میرا وعظ ہوا میں پرواز کرنے والے (رجال الغیب) لوگوں کے لئے ہوتا ہے'۔

یہ فرما کر آپ نے جب اپنا سَر اُٹھا کر اُوپر دیکھا تو مَیں نے بھی گردن اُٹھائی اور اُس نورانی مخلوق کا مشاہدہ کیا جو نورانی گھوڑوں پر سوار تھی اور اُن کے ہجوم کی وجہ سے آسمان تک نظر نہ آتا تھا۔ یہ سب لوگ سر جھکائے ہوئے خاموش تھے۔ اُن میں کچھ آبدیدہ تھے کچھ لرز رہے تھے بعض ایسے بھی تھے جن کے کپڑوں میں آگ لگی ہوئی معلوم ہوتی تھی۔ یہ دیکھ کر مجھ پر ایسا رُعب طاری ہوگیا کہ میں صفوں کو چیرتا پھاڑتا دیوانہ وار حضور غوث اعظم کی طرف بھاگ کر منبر پر چڑھ گیا۔ آپ نے ازراہِ شفقت میرا کان پکڑ کر مجھ سے فرمایا 'اے کروم ! کیا تیرے لئے اپنے باپ کی پہلی ہی وصیت کافی نہ تھی؟ اس کے بعد سے میں نے آپ کی خدمت میں حاضری اپنے لئے لازم کر لی۔

قلب پر قبضہ اور شفاعت : شیخ مظفر منصور بن مبارک اسطی بیان کرتے ہیں کہ میں حضور غوث اعظم کی خدمت میں دوسری مرتبہ حاضر ہوا تو آپ تکیہ لگائے بیٹھے تھے۔ اس دوران کسی نے عرض کیا کہ فلاں بزرگ جو اس وقت اپنی کرامات' عبادات اور اپنے زہد و تقویٰ میں مشہور ہے وہ یہ کہتا ہے کہ مَیں تو یونس علیہ السلام کے مقام سے بھی تجاوز کر چکا ہوں۔ یہ سُنتے ہی حضور غوث اعظم کو غصہ آگیا اور آپ نے سیدھے بیٹھ کر تکیہ ہاتھ میں لے کر فرمایا کہ 'میں نے اس شخص کے قلب پر قبضہ کر لیا ہے' (ولی مرتبہ میں کتنا ہی بڑا ہو' نبی کی ہمسری نہیں کر سکتا)۔

یہ سُنتے ہی ہم لوگ فوراً اس شخص کے مکان پر پہنچے تو معلوم ہوا کہ وہ اچھا خاصا تھا لیکن کسی مرض کے بغیر مَر گیا۔ پھر جب لوگوں نے خواب میں اس کو بہت اچھی حالت میں دیکھا تو اُس سے پوچھا کہ تمہارے ساتھ اللہ تعالیٰ کا کیا معاملہ رہا؟ اُس نے کہا: 'شیخ عبدالقادر جیلانی کی شفاعت کی وجہ سے میرا قول حضرت یونس علیہ السلام نے بھی معاف کر دیا اور خالق اور مالک نے بھی معاف فرما دیا اور مجھے حضور غوث اعظم کی برکت سے بہت سی بھلائیاں بھی حاصل ہوگئیں۔ (قلائدالجواہر)

جِنّات کی فرمانبرداری :

ابوسعید عبداللہ بغدادی بیان کرتے ہیں کہ ۵۳۷ھ میں میری ایک لڑکی فاطمہ چھت پر چڑھی اور وہیں سے غائب ہوگئی' چنانچہ میں نے حضور غوث اعظم سے اس حادثے کا ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا کہ تم کرخ کے ویرانے میں پانچویں ٹیلے کے نیچے جا کر زمین پر ایک خط کھینچ کر دائرہ بنا لو اور بسم اللہ پڑھ کر یہ نیت کرلو کہ یہ دائرہ میں عبدالقادر کی طرف سے قائم کر رہا ہوں۔ اس کے بعد رات کو تمہارے پاس مختلف صورتوں میں جنات کی ایک جماعت آئے گی لیکن تم خوف زدہ نہ ہونا۔ پھر صبح کے قریب ایک لشکر کے ہمراہ اُن کا بادشاہ گزرے گا اور تم سے سوال کرے گا کہ تمہاری کیا حاجت ہے؟ تم کہنا کہ شیخ عبدالقادر جیلانی نے مجھے تمہارے پاس بھیجا ہے اس کے بعد اپنی لڑکی کے غائب ہونے کا واقعہ بیان کر دینا۔ چنانچہ جب میں نے حضرت شیخ کے حکم پر عمل کیا تو پہلے میرے قریب سے بھیانک صورتوں میں کچھ لوگ گزرے لیکن ان میں سے نہ تو کوئی میرے قریب آیا نہ میرے دائرے میں داخل ہوا۔ اُن کے گزر جانے کے بعد گھوڑے پر سوار بادشاہ آیا۔ اس کے ساتھ بہت بڑا لشکر تھا۔ پھر اس نے دائرے کے قریب کھڑے ہو کر میری حاجت دریافت کی۔

میں نے بتایا کہ مجھ کو حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی نے تمہارے پاس بھیجا ہے۔ یہ سُنتے ہی وہ گھوڑے سے اُترا اور ساتھیوں کے ساتھ دائرے سے باہر بیٹھ گیا اور اس کے دریافت کرنے پر جب میں نے اپنا مقصد بیان کیا تو اس نے اپنے تمام ساتھیوں سے پوچھا کہ ان کی لڑکی کو کون اُٹھا کے لے گیا تھا۔ بہت سے جنوں نے اپنی لاعلمی کا اظہار کیا۔ اس کے بعد ایک سرکش جن اس لڑکی کو اپنے ہمراہ لیے حاضر ہوا جو چین کا باشندہ تھا۔ جنوں کے بادشاہ نے پوچھا کہ یہ لڑکی جو ایک قطب دوراں کی نگرانی میں ہے اسے کیوں اُٹھا کر لے آیا تھا؟ اس پر اس نے جواب دیا کہ میرے دل میں اس کی محبت نے گھر کر لیا تھا۔ یہ سُنتے ہی بادشاہ نے اس کو قتل کروا دیا اور میری لڑکی میرے حوالے کر دی۔ یہ واقعہ دیکھ کر میں نے بادشاہ سے کہا کہ آج جس قدر میں نے تجھ کو حضرت شیخ کے حکم کا پابند پایا کبھی کسی دوسرے کو نہیں دیکھا۔ یہ سُن کر اس نے کہا کہ بلاشبہ حضرت شیخ عبدالقادر دور دراز کے مقامات تک سرکشوں کی نگرانی کرتے رہتے ہیں اور تمام سرکش آپ کے خوف سے اپنے ٹھکانوں میں منہ چھپائے پھرتے ہیں کیونکہ جب اللہ تعالیٰ کسی کو قطبیت عطا فرماتا ہے تو تمام اِنس و جنّ پر اس کو دسترس بھی دے دیتا ہے۔ (قلائدالجواہر)

ایک عورت کی جِنّ سے رہائی۔ مِرگی و شیطان پر غوث کی قدرت :

اصفہان میں سے ایک شخص حضور غوث اعظم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ میری بیوی کو مرگی کا مرض ہے۔ عامل اور جھاڑ پھونک کرنے والے عاجز آ گئے ہیں۔ حضور غوث اعظم نے فرمایا یہ وادی سراندیپ کے سرکش جنوں میں سے ایک جِنّ ہے اور اس کا نام خانس ہے۔ جس وقت تیری بیوی کو مرگی کا دورہ پڑے اس کے کان میں کہنا، اے خانس ! سید عبدالقادر بغدادی کا حکم ہے کہ تم پھر یہاں مت آنا ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے۔ وہ شخص چلا گیا اور دس برس غائب رہا۔ جب واپس آیا تو ہم

نے اس سے حال پوچھا۔ اس نے بتایا کہ میں نے جونہی حضرت غوث اعظم کا پیغام اُسے پہنچایا، مرگی کے دورے ختم ہو گئے اور دوبارہ کبھی نہیں ہوئے۔ عملیات کے بعض ماہرین کا کہنا ہے کہ حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی ظاہری زندگی میں چالیس برس تک بغداد میں کسی کو مرگی کی تکلیف نہیں ہوئی۔ آپ کے وصال کے بعد بغداد میں مرگی کی تکلیف شروع ہوئی۔ (خلاصۃ المفاخر)

مرگی کی بیماری ایک خبیث بلا ہے جو انسان کو پریشان کر دیتی ہے اور ہزار کوششوں کے باوجود ساتھ نہیں چھوڑتی۔ فی الحقیقت یہ ایک شیطان ہے مگر غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے حکم کی تابعداری اسے بھی کرنی پڑی اور آپ کے تصرف وقدرت کا اثر دیکھئے کہ آپ کے ایک ہی فرمان سے بغداد کی سرزمین پر مرگی کی بلا کا آنا موقوف ہو گیا۔

حضور غوث اعظم کا امتحان :

کسی بھی بڑے مقام ومرتبہ کے حصول کے لئے انسان کو پہلے امتحان وآزمائش کی مشکل ترین وادیوں سے گزرنا پڑتا ہے اور چونکہ روحانی مراتب حاصل کرنے والا غیب کا رازداں ہوتا ہے اس لئے اللہ عزوجل نے اپنے راز پر مطلع کرنے سے پہلے بندے کی آزمائش کرتا اور اسے امتحان کے مراحل سے گزارتا ہے پھر جیسا ظرف ہوتا ہے اسی اعتبار سے بندے کو روحانیت سے حصہ ملتا ہے۔ حضور غوث اعظم چونکہ روحانیت کے سب سے عظیم مرتبہ پر فائز تھے اس لئے آپ کا امتحان سخت ترین تھا۔

دورِ حاضر کے بعض بہروپیوں، مجاوروں اور لااُبالی پیروں نے رُوحانیت اور ولایت کو وراثت سمجھ رکھا ہے اور زنگ آلود قلوب رکھنے کے باوجود بڑے بڑے دعوے کرنے سے نہیں چوکتے۔

احمد بن ابو صالح بیان کرتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ حضور غوث اعظم کے مدرسہ میں داخل ہوا تو وہاں بہت سے فقہاء وفقراء کا اجتماع تھا اور حضور غوث اعظم قضاء وقدر کے موضوع پر تقریر فرما رہے تھے کہ اچانک چھت میں سے ایک بہت بڑا سانپ آپ کی آغوش میں گرا' جس کو دیکھ کر تمام لوگ وہاں سے ہٹ گئے اور حضور غوث اعظم کے علاوہ کوئی بھی باقی نہ رہا لیکن اس کے باوجود آپ نے سلسلہ تقریر جاری رکھا اور وہ سانپ کپڑوں میں سے رینگتا ہوا آپ کی گردن میں لپٹا پھر اُتر کر دم کے بل زمین پر کھڑا ہو گیا اور ایک مخصوص آواز میں (جسے کوئی نہ سمجھ سکا) آپ سے کچھ باتیں کرکے چلا گیا۔ لوگوں نے جب آپ سے پوچھا کہ سانپ نے کیا کہا اور آپ نے کیا جواب دیا؟ تو آپ نے فرمایا کہ :

سانپ نے مجھ سے یہ کہا کہ' میں نے بہت سے اولیاء کرام کو اسی طرح آزمایا ہے لیکن آپ جیسی شان کسی میں نہیں پائی' اور میں نے سانپ سے یہ کہا کہ جس وقت تو چھت میں سے گرا تو میں قضاء وقدر کے مسئلہ پر تقریر کر رہا تھا اور چونکہ تو صرف ایک کیڑا ہے جس کے تمام افعال قضاء وقدر کے تابع ہیں اس لئے میں اپنی جگہ قائم رہا کیونکہ اگر میں وہاں سے ہٹ جاتا تو میرے قول وفعل میں تضاد ہو جاتا۔ (الحقائق فی الحدائق)

ایک جنّ کا اژدھا بن کر سامنے آنا : حضور غوث اعظم کے صاحبزادے حضرت شیخ عبدالرزاق بیان فرماتے ہیں کہ میرے والد نے اپنا ایک واقعہ اس طرح بیان کیا کہ ایک مرتبہ رات کو میں نماز پڑھ رہا تھا کہ مجھے چٹائی پر رینگتی ہوئی کوئی شئے محسوس ہوئی اور یکا یک ایک بڑا اژدھا منہ کھولے ہوئے سجدہ گاہ کے سامنے آ گیا اور میں نے سجدہ کرتے وقت اُسے ہاتھ سے ہٹایا' لیکن جب میں قعدہ میں بیٹھا تو میرے گھٹنوں پر آ گیا اور پھر گردن سے لپٹ گیا' لیکن میں نے سلام پھیرا تو وہ غائب ہو گیا۔

دوسرے دن جب میں جامع مسجد کے ایک ویران گوشے میں پہنچا تو دیکھا کہ ایک شخص آنکھیں پھاڑے کھڑا ہوا ہے اُس کی آنکھیں عام آنکھوں کے بجائے لمبائی میں ہیں' چنانچہ میں سمجھ گیا کہ یقیناً یہ کوئی جنّ ہے۔ تب اُس نے مجھ سے کہا کہ 'میں ہی بشکل اژدھا کل شب دورانِ نماز آپ کو دکھائی دیا تھا۔ اسی طرح سے میں اکثر اولیاء کی آزمائش کر چکا ہوں لیکن جو ثابت قدمی آپ میں پائی وہ کسی میں نہیں دیکھی۔ بعض اولیاء ظاہر میں' بعض باطن میں خوفزدہ ہوگئے۔ بعض پر ظاہر و باطن میں اضطراب پیدا ہو گیا مگر آپ نہ تو ظاہری اعتبار سے خائف ہوئے اور نہ باطنی طور پر' اس کے بعد وہ میرے ہاتھ پر تائب ہوا اور میں نے توبہ کے بعد اُسے بیعت کرلیا۔ (قلائدالجواہر)

رافضیوں کا تائب ہونا :

قدوۃ العارفین شیخ ابوالحسن علی القرشی بیان فرماتے ہیں کہ ۵۵۹ھ کا واقعہ ہے کہ ایک دفعہ رافضیوں کی ایک بڑی جماعت دو ٹوکرے جن کا منہ بند کیا ہوا تھا' لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ ان لوگوں نے آپ سے پوچھا کہ اُن میں کیا ہے؟ آپ نے اپنے تخت سے اُتر کر ایک ٹوکرے پر اپنا دست مبارک رکھا اور فرمایا اس میں آفت رسیدہ بچہ ہے۔ وہ ٹوکرا کھولا گیا تو اس میں سے ایک آفت رسیدہ بچہ نکلا۔ اس کو آپ نے اپنے دست مبارک سے اُٹھا کر فرمایا **قم باذن الله** یعنی اللہ کے حکم سے کھڑا ہو۔ وہ اُٹھ کر کھڑا ہوا' پھر آپ نے دوسرے ٹوکرے پر دستِ مبارک رکھ کر فرمایا: اس میں صحیح وسالم تندرست بچہ ہے۔ یہ ٹوکرا کھولا گیا تو اس میں سے ایک صحیح وسالم بچہ نکل کر چلنے لگا۔ آپ کی یہ کرامت دیکھ کر ان لوگوں نے اپنے رفض سے توبہ کی۔ (درالجواہر' تذکرہ مشائخ عظام' نفحات الانس)

مریدنی کی حفاظت :

ایک عورت حضورغوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی مریدنی تھی اس پر ایک فاسق عاشق ہوگیا۔ ایک دن وہ عورت کسی حاجت کے لئے باہر پہاڑ کی غار کی طرف گئی تو اُس فاسق کو بھی اس کے جانے کا علم ہوگیا' وہ بھی اُس کے پیچھے ہوگیا حتیٰ کہ اُس کو پکڑ لیا۔ وہ اُس کے دامنِ عصمت کو چاک کرنا چاہا تو عورت نے سیدنا حضورغوث اعظم رضی اللہ عنہ کو پکارا اور اس طرح استغاثہ کیا :

الغیاث یاغوث الاعظم　　الغیاث یاغوث الثقلین

الغیاث یاشیخ محی الدین　　الغیاث یا سید عبدالقادر

حضورغوثِ اعظم رضی اللہ عنہ اُس وقت وضوفرما رہے تھے۔ آپ نے اپنی کھڑاؤں کو غار کی طرف پھینکا۔ **وصل النعلان الی راسهٖ وصارا یضربان راسه' حتیٰ مات** وہ کھڑاویں اس فاسق کے سَر پر لگنی شروع ہوگئیں حتیٰ کہ وہ مرگیا۔ وہ عورت آپ کے نعلین لے کر حضرت غوث اعظم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور تمام قصّہ سُنایا۔ (تفریح الخاطر)

غوثِ اعظم بمن بے سروساماں مددے　　قبلہ دیں مددے کعبہ ایماں مددے

یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً لله کا وظیفہ :

یاشیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً لله کا وظیفہ حصولِ مقصد اور دشمنوں پر کامیابی حاصل کرنے کے لئے بہت مجرب و کامیاب ہے۔ مقربان بارگاہ کو یاد کرنا بہت ہی نفع بخش ہے۔علماء وصوفیہ نے لکھا ہے کہ کسی بھی مقصد برآری کے لئے رات میں سوتے وقت ایک ہزار مرتبہ پڑھ کر داہنے ہاتھ پر دم کرکے زیر کلہ داہنے کروٹ سو جائے۔ ان شآءاللہ ہرحاجت ومُراد پوری ہوگی یا خواب میں اس کے حل کی تدبیر

بتادی جائے گی۔ حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے اس نام کی برکت ہر دور میں محسوس کی گئی ہے۔ حضرت شاہ اورنگ زیب عالمگیر علیہ الرحمۃ نے بھی اپنی اس تلوار پر کندہ کرایا تھا جس سے ہزاروں کافروں کو موت کے گھاٹ اُتارا تھا۔ آج بھی دہلی کے لال قلعہ میں آپ کی وہ تلوار محفوظ ہے جس میں جلی حروف میں لکھا ہے **یاسیدنا الشیخ عبدالقادر جیلانی شیئا للہ** (اے ہمارے سردار شیخ عبدالقادر جیلانی آپ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ہمیں کچھ عطا کیجئے اور مدد کیجئے)

عام لوگ جو مصیبتوں اور سختیوں کے وقت یا محبت کے اظہار کے لئے انبیاء و مرسلین واولیاء وصالحین سے فریاد کرتے اور یارسول اللہ، یاعلی، یا شیخ عبدالقادر جیلانی...... پکارتے ہیں اور اُن سے مدد مانگتے ہیں، بیشک یہ جائز ہے اور وہ انتقال کے بعد بھی امداد فرماتے ہیں۔

امام الہند حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہ، اپنی کتاب 'الانتباہ' میں حل مشکلات کے لیے تلقین فرماتے اور لکھتے ہیں: پہلے دو رکعت نفل نماز پڑھے۔ نماز کے بعد (۱۱۱) مرتبہ درود شریف پڑھے، پھر (۱۱۱) مرتبہ کلمہ تمجید **سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَلَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ** پڑھے، آخر میں (۱۱۱) مرتبہ **یاسیدنا الشیخ عبدالقادر جیلانی شیئا للہ** پڑھے۔

مظہر امام اعظم، محی الحنفیت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

یہ مبارک وظیفہ بیشک جائز ہے۔ فتاویٰ خیریہ علامہ خیر الدین رملی استاذ صاحب درمختار میں ہے **واما قولھم یاشیخ عبدالقادر فنداء فما الموجب لحرمتہ** یعنی لوگوں کا **یاشیخ عبدالقادر جیلانی** کہنا ایک نداء و پکار ہے لہذا اس کے ناجائز و حرام ہونے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ (فتاویٰ رضویہ)

☆ دیوبندی مولوی انور شاہ کشمیری نے بھی اس کا جواز فیض الباری شرح صحیح البخاری میں ان الفاظ میں درج کیا ہے: **فاعلم ان الوظیفة المعهودة یاشیخ سید عبدالقادر یاجیلانی شیئا لله ان حملناها علی الجواز** (فیض الباری صفحہ ۴۶۶)

☆ دیوبندی مولوی اشرف علی تھانوی بھی جواز کے متعلق اس طرح رقمطراز ہیں '**یاشیخ عبدالقادر جیلانی شیئا لله** پڑھنے کی صحیح العقیدہ سلیم الفہم کے لئے جواز کی گنجائش ہوسکتی ہے۔ (فتاویٰ اشرفیہ مطبوعہ کانپور' امداد الفتاویٰ جلد ا)

تھانوی جی خود اس کے عامل تھے وہ رشید احمد گنگوہی سے اس طرح استغاثہ کرتے ہیں

یاسیدی لله شیئا انه' انتم لی المجدی وانی جادی

اے میرے سردار خدا کے واسطے کچھ تو دیجئے (عطا ہو)۔ بیشک آپ (میرے معطی ہیں) میرے لئے جُود کرنے والے ہیں اور میں سائل ہوں۔

☆ دیوبندی مولوی رشید احمد گنگوہی اسی وظیفہ کو پڑھنے کے متعلق فرماتے ہیں کہ 'جو شخص ان کلمات (**یاشیخ عبدالقادر جیلانی شیئا لله**) میں اثر جان کر پڑھتا ہے وہ کافر اور مشرک نہ ہوگا۔ اور جو شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ' کو متصرف بالذات اور عالم بذاتِ خود جان کر پڑھے گا وہ مشرک ہے۔ اور اس عقیدہ سے پڑھنا کہ شیخ عبدالقادر جیلانی کو حق تعالیٰ اطلاع کر دیتا ہے اور باذنہٖ تعالیٰ شیخ حاجت براری کر دیتے ہیں یہ بھی مشرک نہ ہوگا۔ (فتاویٰ رشیدیہ کامل صفحہ ۴)

مسلک حقہ اہل سُنّت و جماعت کا اولیاء اللہ کے متعلق یہی عقیدہ ہے۔ مسلمان ان مقربان بارگاہ الٰہی کو صرف وسیلہ و واسطہ اور قاسم نعمت الٰہی سمجھ کر پکارتے ہیں۔ ہرگز مسلمان انہیں معبود نہیں سمجھتے۔ حقیقی کارساز صرف اللہ تعالیٰ ہے مجازی کارساز اس کے محبوب بندے ہیں۔

جو لوگ اللہ تعالیٰ کے عطا کئے ہوئے کمالات اس کے بندوں میں مانتے ہیں اور کمالات کو عطا الٰہی جانتے ہیں وہ ہرگز مشرک نہیں، مثلاً کوئی شخص کسی کو سمیع و بصیر کہے اور یہ اعتقاد رکھے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو صفت سمع و بصر عطا فرمائی ہے تو وہ مومن اور موحّد ہے مشرک نہیں۔ مشرک جب ہوتا ہے کہ یہ مانتا کہ آدمی میں سمع و بصر کی صفت ذاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن پاک نے اللہ عزوجل کی صفات میں سمیع و بصیر کا ذکر کیا ہے مگر اس کے باوجود انسان کو بھی سمیع و بصیر قرار دیا ہے ﴿**فَجَعَلْنَاهُ سَمِيْعًا بَّصِيْرًا**﴾ اور یہ شرک اس لئے نہیں کہ انسان میں جو صفت سمیع و بصیر ثابت کی گئی ہے وہ عطا کی ہے اور خدا میں ذاتی ہے۔ اس قسم کی سینکڑوں مثالیں کتاب و سُنّت سے دی جاسکتی ہیں جن کا خلاصہ یہ ہی نکلتا ہے کہ کسی کمال کو غیر اللہ میں اگر ذاتی مانا جائے تو وہ شرک ہے اور اگر عطائی طور پر مانا جائے تو ہرگز شرک نہیں۔ جو شخص عطائی کمال کو غیر اللہ میں ماننے کو شرک کہتا ہے وہ جاہل ہے۔ (تفصیل کے لئے دیکھیں ہماری کتابیں 'حقیقت شرک' اور 'حقیقت توحید')

ڈاکوؤں سے حفاظت : حضرت شیخ ابوعمر عثمان اور حضرت شیخ محمد عبدالخالق رحمۃ اللہ علیہما فرماتے ہیں کہ ہم صفر سنہ ۵۵۵ ہجری کو حضرت سیدنا غوث اعظم کی خدمتِ اقدس میں حاضر تھے کہ آپ جلال میں آگئے۔ وضو کیا اور کھڑاویں پہنیں اور ایک آواز دی اور ایک کھڑاواں ہوا میں پھینک دیا، پھر دوسری دفعہ بلند آواز سے پُکارے اور دوسرا کھڑاواں بھی ہوا میں پھینک دیا۔ کسی کو یہ معاملہ پوچھنے کی جرأت نہ ہوئی لیکن تین دن کے بعد ایک قافلہ بغداد شریف آیا اور اس نے آپ کی بارگاہِ عالیہ میں حاضر ہوکر کچھ کپڑے اور سونا نذرانہ پیش کیا اور آپ کی دونوں کھڑاویں بھی پیش کیں۔ ہم نے قافلہ والوں سے اصل واقعہ پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ تین دن ہوئے ہم فلاں جنگل میں رات بسر کررہے تھے کہ ہمیں ڈاکوؤں نے

لوٹ لیا۔ اس وقت ہم نے نذر مانی کہ اگر ہمارا سامان واپس مل گیا تو ہم اس میں سے شیخ عبدالقادر کا حصہ بھی نکالیں گے۔ پس پھر کیا تھا دو گرجدار آوازیں آئیں اور ڈاکوؤں نے ہمارا سامان واپس کر دیا اور کہا کہ ہمارے دو سردار بھی مارے گئے ہیں اور یہ ہیں وہ کھڑاویں جنہوں نے ہمارے سرداروں کو مارا ہے۔ (حیات جادوانی' قلائدالجواہر)

کرامات سلب کرلیں : ایک دن ایک ولی اللہ بغداد شریف پر سے ہوا میں اُڑتا ہوا گزرا۔ اس کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ بغداد شریف میں میری مثل کوئی نہیں ہے۔ غوث اعظم کو کشف کے ذریعے اس کا علم ہو گیا تو آپ نے اس کی طرف غصے سے دیکھا اور اس کے تمام کمالات چھین لئے۔ وہ ولی فوراً آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور معافی مانگی تو آپ نے اپنے خاص خلیفہ شیخ علی ہیتی رحمۃ اللہ علیہ کی سفارش پر اس کے تمام کمالات واپس کر دیئے' شیخ علی ہیتی رحمۃ اللہ علیہ نے اس ولی کو بشارت دی کہ تمہاری خطا معاف ہو گئی۔ یہ کہنا تھا کہ وہ پرندوں کی طرح ہوا میں اُڑتا ہوا پھر چلا گیا۔ (قلائدالجواہر' سفینۃ الاولیاء)

مخفی حالت کا علم : ابوالفرح بن الہمامی ابتدا میں غوث اعظم کی کرامات کا انکار کرتے تھے لیکن آپ سے ملاقات کرنے کا بھی شوق تھا۔ ایک دن عصر کے وقت آپ کے مدرسہ کے قریب سے گزرے اس وقت مدرسہ کی مسجد میں نمازِ عصر کی تکبیر کہی جا رہی تھی اور جماعت کھڑی ہو گئی تھی۔ ابوالفرح کو عجلت میں وضو کرنا یاد نہ رہا اور دوڑ کر جماعت میں شامل ہو گئے۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو سیدنا غوثِ اعظم نے اُن سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ فرزندِ من ! تم نے غلطی سے نماز بے وضو پڑھ لی ہے۔ وضو کر کے دوبارہ نماز ادا کرو۔ یہ سُن کر مارے دہشت کے ابوالفرح کے

ہوش اُڑ گئے اور عالمِ حیرت میں سوچنے لگے کہ میرے پوشیدہ حال کا علم آپ کو کس طرح ہوگیا۔ پس اس کے بعد ہی سے آپ کی صحبت اختیار کرلی اور عقیدت ومحبت سے خود کو آپ کی خدمت کے لئے وقف کردیا اور آپ کی برکت سے اُن کے اُوپر معرفت کی راہیں کھل گئیں ۔ (قلائدالجواہر)

قبرِ اطہر نبوی ﷺ سے دستِ اقدس نبوی ﷺ کا ظاہر ہونا :

منقول ہے کہ حضور نبی کریم رؤف ورحیم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کے روضۂ اطہر پر چالیس روز تک کھڑے حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ یہ دو اشعار پڑھتے رہے:

ذنوبی کموج البحر بل هی اکثر　　كمثل الجبال الشم بل هی اكبر

ولكنها عند الكريم اذا عفا　　جناح من البعوض بل هی اصغر

دوسری مرتبہ جب حاضر ہوئے تو گنبد خضریٰ کے سامنے یہ اشعار پڑھے:

فی حالة البعد روحی كنت ارسلها　　تقبل الارض عنی وهی نائبتی

وهٰذهٖ نوبة الاشباح قد حضرت　　فامدد يمينك كی تحظیٰ بها شفتی

دُوری کی حالت میں اپنی رُوح کو آپ کی بارگاہ میں بھیجا کرتا تھا جو میری طرف سے زمین بوسی کرتی تھی اور اب میں خود حاضر ہوا ہوں ۔ سو اپنا دایاں ہاتھ مبارک بڑھائیے تاکہ اُن کو بوسہ دینے کا شرف میرے ہونٹوں کو حاصل ہو۔

فظهرت يده' صلى الله عليه وسلم فصافحها وقبلها ووضعها علىٰ راسه

پس اُسی وقت سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ مبارک نمودار ہوا' آپ نے مصافحہ کیا' اُس کو بوسہ دیا اور اپنے سر پر رکھا۔ (تفریح الخاطر)

حضرت سید احمد رفاعی کبیر رضی اللہ عنہ کے لئے بھی قبر اطہر نبوی ﷺ سے دست اقدس رسول ظاہر ہوا تھا۔ آپ نے بھی مصافحہ فرمایا تھا اور دیگر حاضرین وزائرین مزار اقدس نبوی ﷺ نے بھی ۔ (روض الریاحین' تاریخ الخلفاء)

ولی کامل شیخ احمد رفاعی کی زیارت کرادی :

شیخ محمد بن الخضر فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد ماجد سے سُنا کہ انھوں نے بیان فرمایا کہ میں ایک مرتبہ حضرت غوث اعظم کی خدمت اقدس میں تھا کہ دفعۃً شیخ احمد رفاعی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کا دل میں خیال آیا تو آپ نے فرمایا اے خضر ! لو شیخ احمد کی زیارت کرلو۔ میں نے آپ کی آستین کی طرف نظر اُٹھا کر دیکھا تو مجھے ایک ذی وقار بزرگ نظر آئے۔ میں نے اُٹھ کر اُن کو سلام عرض کیا اور اُن سے مصافحہ کیا تو شیخ احمد رفاعی نے مجھے فرمایا اے خضر ! جو شخص شہنشاہِ اولیاء اللہ شیخ عبدالقادر جیلانی کی زیارت سے مشرف ہوا اُس کو میری زیارت کرنے کی کیا آرزو وضرورت باقی رہ جاتی ہے، میں خود بھی حضرت غوث اعظم کی ہی رعیت (ماتحت) سے ہوں۔ یہ فرما کر وہ میری نظروں سے غائب ہو گئے۔

حضور غوث اعظم کے بعد جب شیخ احمد رفاعی کی خدمت میں حاضر ہوا تو بالکل وہی شکل وصورت تھی جس کو میں نے بغداد شریف میں آپ کی آستین میں دیکھا تھا۔ حاضر ہونے پر شیخ احمد رفاعی نے مجھے ارشاد فرمایا کہ کیا تم کو میری پہلی ملاقات کافی نہیں ہوئی۔ (قلائدالجواہر)

آپ کا عطا کردہ نام 'محمد طویل' :

شیخ ابوعبداللہ محمد بن ابوالفتح الہروی جو کہ حضور غوث اعظم کے پہلے خادم تھے بیان کرتے ہیں کہ حضرت محبوب سبحانی مجھے محمد طویل کہہ کر پکارتے تھے۔ ایک دن میں نے عرض کیا کہ بندہ نواز ! میں تو لوگوں سے چھوٹا ہوں۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ تم طویل العمر اور طویل الاسفار ہو۔ چنانچہ جیسا حضرت نے فرمایا اسی طرح وقوع پذیر ہوا۔ شیخ ابوعبداللہ محمد بن ابوالفتح الہروی کی عمر ایک سوسینتیس (۱۳۷) سال ہوئی اور انھوں نے دُور دَراز کے ممالک حتٰی کہ کوہ قاف تک سیر وسیاحت کی۔ (بہجۃ الاسرار)

بلغمی مرض سے دائمی نجات : شیخ ابوعبداللہ محمد بن ابی الفتح الہروی کا بیان ہے کہ ۵۴۰ ھ میں، میں سیدنا غوث اعظم کی خدمت میں بیٹھا تھا کہ مجھے چھینک آئی اور بلغم منہ سے نکل پڑی۔ مجھے شرم محسوس ہوئی کہ شاید حضرت کو کراہت محسوس ہوئی ہو۔ میں شرم سے سر جھکائے ہوئے تھا کہ آپ نے فرمایا، محمد ! کوئی مضائقہ نہیں، آج کے بعد نہ تھوک اور بلغم ہوگا اور نہ رینٹھ۔ اس واقعہ کے بعد شیخ محمد طویل عرصہ تک زندہ رہے پورے (۱۳۷) سال کی عمر پائی لیکن اس دن کے بعد نہ کبھی تھوک نکلا اور نہ ریزش آئی۔ (قلائدالجواہر)

بخار کا علاج : ابوالمعالی احمد بن ظفر بن یونس بغدادی حسینی کہتے ہیں کہ میرے پندرہ ماہ کے بیٹے کو شدید بخار تھا کسی علاج سے بخار ٹھیک نہ ہوتا تھا۔ میں بڑا غمزدہ اور پریشان تھا۔ حضور غوث اعظم نے مجھے پاس بلا کر فرمایا: جاؤ اور بچے کے کان میں کہو، اے ام ملدم ! تمہیں شیخ عبدالقادر حکم دیتے ہیں کہ اس بچے کو چھوڑ کر چلی جاؤ اور حلہ کی طرف بھاگ جاؤ۔ کہتے ہیں اس بچے کا بخار اُتر گیا مگر حلہ کے موضع پر سخت بخار آنے لگا۔ حضور سیدنا غوث اعظم کی دعا سے شیخ عارف ابی عبداللہ محمد بن ابی الفتح کو ۸۳ سال تک بخار نہیں آیا۔ (زبدۃ الآثار)

بدن پر مکّھی نہیں بیٹھتی تھی :

شیخ ابی عبداللہ محمد بن الخضر بن عبداللہ الحسینی الموصلی سے روایت ہے کہ میرے باپ نے مجھے بتایا کہ میں حضور غوث اعظم سیدنا عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں تیرہ سال تک خدمت کرتا رہا۔ مجھے ایک دن بھی نظر نہیں آیا کہ آپ کے ناک یا گلے سے پانی بہہ نکلا ہو، اور میں نے اس تیرہ سالہ عرصہ میں آپ کے بدن پر مکھی بیٹھی نہیں دیکھی تھی۔ (زبدۃ الآثار)

مؤرخین لکھتے ہیں کہ حضور غوث اعظم کو ولایت محمدیہ سے فنائے اتم وفناء فی الرسول کا پورا پورا حصہ ملا تھا آپ کی کرامات میں سے یہ بھی ہے کہ جسم مبارک میں بوئے مشک آتی تھی اور بدن شریف پر مکھی نہیں بیٹھتی تھی لہذا آپ کبھی جوش میں فرماتے تھے **یاالله هٰذا وجود جَدّیُ محمد صلی الله علیه وسلم لاوجود عبدالقادر**

مصطفٰے کے تن بے سایہ کا سایہ دیکھا
جس نے دیکھا مری جاں جلوۂ زیبا تیرا

اے پیارے مصطفٰے ﷺ کے لاڈلے' آپ کا جلوۂ زیبا جن لوگوں نے دیکھا انہوں نے سیدنا محمد مصطفٰے ﷺ کے جسم بے سایہ کا سایہ دیکھا' کیونکہ آپ کے اندر اپنے جدامجد ﷺ کی خوبُو عادات واطوار بدرجہ اتم پائی جاتی ہے چنانچہ حضور غوث اعظم کی سیرت اس کی شاہد عدل ہے تمام اولیائے کرام چند کرامات لے کر آئے لیکن حضور سیدنا غوث اعظم سَر سے پاؤں تک کرامت ہیں' کرامت بن کر آئے ہیں۔ حضور غوث اعظم اپنے تمام صفات میں سب سے منفرد و بے مثال ہیں۔

چھت گِرنے کی اطلاع : شیخ عبداللہ محمد بن ابو الغنائم الحسینی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ ایک دن سیدنا غوث اعظم اپنے مہمان خانہ میں تشریف فرما تھے۔ تین سو کے قریب لوگ بھی آپ کی خدمت میں حاضر تھے۔ یکایک آپ اُٹھ کر مہمان خانہ سے باہر تشریف لے گئے اور تمام لوگوں کو باہر آنے کے لئے کہا۔ سب لوگ دوڑ کر باہر آئے۔ اُن کا باہر آنا تھا کہ اس مکان کی چھت دھڑام سے گِر پڑی آپ نے فرمایا میں بیٹھا ہوا تھا کہ مجھے غیب سے اطلاع دی گئی کہ اس مکان کی چھت گِرنے والی ہے چنانچہ میں باہر آگیا اور آپ لوگوں کو بھی اپنے پاس بلالیا کہ کوئی دَب کر نہ جائے۔ (قلائدالجواہر)

قاضی ابوبکر بن قاضی موفق الدین علیہ الرحمۃ آپ کی شانِ علمیت کا اظہار قصیدۂ مبارکہ میں اس طرح فرماتے ہیں :

وھو المقرب والمکاشفة جھرة

بغیـــوب اسرار وسر ضمائرٖ

آپ اللہ کریم کی بارگاہ میں مقرب تھے اور آپ پر عالمِ غیب سے پوشیدہ اسرار اور راز ظاہر ہوتے تھے۔

اولیاء کرام کے مطلع علی الغیب ہونے کے متعلق مفسرین اور علماء محققین علیہم الرحمۃ کی عبارات ملاحظہ فرمائیں۔

سرورِ کائنات حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے **اتـقـوا فـراسة المؤمن فانه ینظر بـنـور الـلـه** مومن کی فراست سے ڈرو بیشک وہ اللہ تعالیٰ کے نور سے دیکھتا ہے۔ (ترمذی شریف)

امام المحدثین علامہ ملا علی قاری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں **الـنـفوس الزکیة القدسیة اذا تـجـردت عـن الـعلائق البدنیة خرجت والتصلت بالملاء الاعلیٰ ولم یبـق لهٗ حجـاب فتری الکل کالمشاهد** پاک اور صاف نفوس جب بدنی علاقوں سے خالی ہو جاتے ہیں تو ترقی کرتے ہوئے ملاء اعلیٰ سے مل جاتے ہیں اور اُن پر کوئی حجاب اور پردہ نہیں رہتا' اس لئے وہ تمام اشیاء کو اس طرح دیکھتے ہیں جیسے وہ سامنے ہیں۔ (مرقات شرح مشکوٰۃ)

امام ربّانی عبدالوہاب شعرانی قدس سرہٗ النورانی فرماتے ہیں کہ ہم نے اپنے شیخ سید علی خواص علیہ الرحمۃ کو ارشاد فرماتے سُنا **لایـکمل الرجل عندنا حتی یعلم حـرکــات مـریـدهٖ فـی انـتـقــالـهٖ فـی الاصـلاب وھو من یوم الست الی استقرارهٖ فی الجنة او فی النار** ہمارے نزدیک مَردِ کامل اُس وقت تک کوئی

نہیں ہوتا جب تک کہ وہ اپنے مُرید کی حرکات نسبی کو روزِ میثاق سے لے کر اُس کے جنت یا دوزخ میں داخل ہونے تک نہ جان لے۔ (کبریت احمر بر حاشیہ الیو قیت والجواہر)

حضرت عزیزان علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے کہ اس گروہ اولیاء اللہ کی نظر میں تمام زمین دسترخوان کی مانند ہے اور ہم کہتے ہیں کہ ناخن کی مثل ہے۔ ان اولیاء الرحمٰن علیہم الرضوان کی نظر سے کوئی چیز غائب نہیں ہے۔ (نفحات الانس)

امام الہند حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ عارفین کاملین پر ہر چیز روشن اور ظاہر ہو جاتی ہے امورِ غائبہ بھی منکشف ہو جاتے ہیں۔ (فیوض الحرمین)

اولیاء اللہ کو لوگوں کے دِلوں کے حالات اور آئندہ وقوع پذیر ہونے والے واقعات کا علم ہوتا ہے۔ (شفاء العلیل)

لوگوں کا متوجہ ہونا (قلوب انسانی غوثِ اعظم کے ہاتھ میں) :

حضرت علامہ عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا ایک مُرید بیان کرتا ہے کہ میں جمعہ کے دن حضرت کے ہمراہ جامع مسجد کو جا رہا تھا اس دن کسی شخص نے آپ کی طرف توجہ نہ کی اور نہ ہی سلام کیا۔ میں نے دِل میں سوچا' یہ عجیب بات ہے کہ اس سے قبل ہر جمعۃ المبارک کو ہم بڑی مشکل سے ملنے والے لوگوں کے ہجوم کی وجہ سے مسجد تک پہنچا کرتے تھے۔ دِل میں یہ خیال گزرنے نہ پایا تھا کہ آپ نے ہنس کر میری طرف دیکھا اور لوگوں نے آپ کو سلام عرض کرنا شروع کر دیا اور اس قدر ہجوم ہو گیا کہ میرے اور شیخ کے درمیان لوگ حائل ہو گئے۔ پھر میں نے اپنے دِل میں ہی کہا کہ وہ حال اس حال سے بہتر تھا تو حضرت نے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ یہ بات تم نے خود ہی چاہی تھی۔ تم کو معلوم نہیں کہ لوگوں کے دل میرے ہاتھ میں ہیں اگر چاہوں تو اُن کو پھیر دوں اور اگر چاہوں تو اپنی طرف متوجہ کر لوں۔ (نفحات الانس)

حکم نافذ ہے ترا، خامہ ترا، سیف تری
دم میں جو چاہے کرے دَور ہے شاہا تیرا

باطن کا حال جان لیا : ابوالفضل احمد بن قاسم بزاز کا بیان ہے کہ ایک دفعہ سیدنا غوث اعظم جیلانی کا ایک خادم میرے پاس آیا اور کہا کہ حضور غوث اعظم کے لئے ایک ایسا نفیس کپڑا درکار ہے جس کی قیمت فی گز ایک اشرفی ہو۔ میں نے کپڑا تو دے دیا لیکن دل میں خیال کیا کہ شیخ عبدالقادر بادشاہوں جیسا لباس پہنتے ہیں۔ اتنا خیال آنا تھا کہ میں نے پاؤں کے تلوے میں شدید دَرد محسوس کیا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کوئی سوئی چبھ گئی ہے۔ دَرد کی شدت سے میں بے حال ہو گیا لیکن وہ کسی صورت کم ہوتا دِکھائی نہیں دیتا تھا۔ بالآخر میں نے لوگوں سے کہا کہ مجھے اُٹھا کر حضرت کی خدمت میں لے چلو۔ لوگ مجھے آپ کی خدمت میں لے کر پہنچے تو آپ نے فرمایا ابوالفضل ! تو میری خوش پوشی پر اعتراض کرتا ہے۔ خدا کی قسم ! میں نے یہ لباس بحکمِ الٰہی پہنا ہے۔ لوگ مُردوں کو اچھا کفن دیتے ہیں اور مجھ کو یہ کفن ہزار موت کے بعد حاصل ہوا، پھر آپ نے اپنا دستِ مبارک میرے پاؤں پر پھیرا، یک لخت میرا دَرد موقوف ہو گیا اور میں اُٹھ کر پھرنے لگا۔ (قلائدالجواہر)

بادشاہ کی قربت کی خبر : ابوالمجر حامد الحرانی الخطیب فرماتے ہیں کہ میں ایک دفعہ حضرت غوث اعظم کی خدمتِ عالیہ میں حاضر ہوا اور اپنا مصلّٰی بچھا کر آپ کے نزدیک بیٹھ گیا۔ آپ نے میری طرف متوجہ ہو کر ارشاد فرمایا اے حامد ! تم بادشاہوں کی بساط (دسترخوان) پر بیٹھو گے۔ تو جب میں حرآن واپس آیا تو سلطان نورالدین شہید نے مجھ کو اپنے پاس رکھنے پر مجبور کیا اور اپنا مصاحب بنا کر ناظمِ اوقاف مقرر کر دیا تو اس وقت حضرت غوث اعظم کا وہ ارشاد مجھے یاد آیا۔ (قلائدالجواہر)

لڑکے کی ولادت کی خبر :

حضرت سیدنا غوث اعظم جیلانی رضی اللہ عنہ کے صاحبزادہ سیدنا عبدالوہاب فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت غوثِ اعظم سخت علیل ہوگئے اور ہم اُن کے اردگرد آبدیدہ ہوکر بیٹھے ہوئے تھے تو آپ نے فرمایا ابھی مجھے موت نہیں آئے گی۔ میری پشت میں یحییٰ نامی لڑکا ہے جس کی ضرور پیدائش ہوگی۔ سو آپ کے فرمان کے مطابق صاحبزادہ کی ولادت ہوئی تو آپ نے اس کا نام یحییٰ رکھا، پھر آپ عرصہ دراز تک زندہ رہے۔ (قلائدالجواہر)

غائبانہ تعارف :

شیخ ابوعمر عثمان ازدی سے روایت ہے کہ ایک دفعہ میں اپنے وطن میں گھر سے باہر لیٹا ہوا تھا اور خلائے آسمانی میں دیکھ رہا تھا اتنے میں پانچ کبوتر پرواز کرتے ہوئے میرے اُوپر سے گزرے۔ ہر کبوتر بزبانِ طیور حمدِ الٰہی کر رہا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے ان کبوتروں کی زبان سمجھنے کی قدرت عطا کی اور میں نے سُنا کہ پانچ کبوتروں کی زبان پر یہ الفاظ جاری تھے:

(۱) **کل من کان فی الدنیا باطل الا ما کان اللہ ورسولہ** دُنیا کی ہر چیز باطل ہے سوائے اس چیز کے جو اللہ اور اُس کے رسول کے لئے ہے۔

(۲) **سبحان من اعطی کل شیءٍ خلقہ ثم ھدیٰ** پاک ہے وہ رب جس نے ہر چیز پیدا کی اور پھر اس کو ہدایت دی۔

(۳) **سبحان من عندہ، خزائن کل شیءٍ وما ننزلہ، الا بقدر معلوم** پاک ہے وہ رب جس کے پاس ہر چیز کے خزانے ہیں اور نہیں نازل کرتا مگر ایک مقررہ اندازے کے مطابق۔

(۴) **سبحان من بعث الانبیاء حجة علیٰ خلقه وفضل علیهم محمد** ﷺ پاک ہے وہ ذات جس نے انبیائے کرام کو خلق خدا پر حجت بنا کر بھیجا اور اُن سب سے محمد ﷺ کو افضل بنایا

(۵) **یااهل الغفلة من مولاکم قوموا الیٰ ربکم رب کریم یعطی الجزیل ویغفر الذنب العظیم** اے وہ لوگو جو اپنے مولا سے غافل ہو، اُٹھو اپنے رب کی طرف پلٹو، جو کریم ہے اور بہت کچھ عطا کرنے والا ہے اور بہت بڑا گناہ بخشنے والا ہے۔

شیخ عثمان ازدی کہتے ہیں کہ میں کبوتروں کی زبان سے یہ الفاظ سُن کر بیہوش ہو گیا۔ جب ہوش میں آیا تو میں نے عزمِ مصمم کرلیا کہ کسی مردِ کامل کی بیعت کروں گا۔ یہ ارادہ کر کے گھر سے نکل کھڑا ہوا لیکن منزل کا کچھ پتہ نہ تھا۔ اثنائے سفر میں ایک بزرگ نورانی صورت ملے اور میرا نام لے کر مجھے سلام کیا۔ میں حیران تھا کہ یہ مجھ سے کیسے واقف ہیں۔ یہی سوچ رہا تھا کہ وہ بزرگ بولے اے عثمان! حیران مت ہو۔ میں خضر ہوں۔ بغداد جاؤ، وہاں شیخ عبدالقادر جیلانی کی صورت میں تمہیں اپنا گوہرِ مقصود مل جائے گا۔ وہ اس وقت تمام اولیاء کے سردار ہیں۔ حضرت خضر علیہ السلام کے ارشادات سُن کر مجھ پر بیخودی طاری ہو گئی۔ جب حواس بجا ہوئے تو اپنے آپ کو سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی کی خانقاہ کے دروازہ پر پایا۔ میں فوراً حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے مجھے دیکھتے ہی فرمایا: مرحبا اے مردِ خدا کہ خدا تعالیٰ نے زبانِ طیور (پرندوں کی بولی) سے تجھے عرفان عطا فرمایا۔ پھر آپ نے اپنی کلاہِ مبارک میرے سَر پر رکھ دی۔ مجھے یوں محسوس ہوا کہ کائنات کی ہر چیز میرے سامنے ہے۔ قریب تھا کہ عقل وخرد سے ہاتھ دھو بیٹھوں کہ حضرت نے اپنی چادر مجھے اُوڑھا دی اور میں نے اپنے اندر طاقت محسوس کی۔ اس کے بعد میں کئی ماہ تک حضرت کی سرپرستی میں مجاہدات

وریاضات میں مشغول رہا حتٰی کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے فضل وکرم سے نوازا۔
(قلائدالجواہر)

مہینوں کا حاضر ہونا : شیخ ابوالقاسم بن احمد بن محمد بغدادی حریمی کا بیان ہے کہ میں شیخ ابوسعود حریمی، شیخ ابوالخیر بن محفوظ، شیخ ابوحفص کیانی، شیخ ابوالعباس اسکاف اور شیخ سیف الدین عبدالوہاب (ابن حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی) حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی کی خدمت میں حاضر تھے اس وقت آپ ملفوظ بیان فرما رہے تھے۔ یہ آخر جمعہ ماہ جمادی الاخریٰ ۵۶۰ ھ کا واقعہ ہے کہ ایک خوبصورت نوجوان محفل میں آیا اور حضرت شیخ کے پاس آکر بیٹھ گیا اور کہنے لگا اے اللہ کے ولی ! آپ پر سلام ہو۔ میں ماہِ رجب ہوں۔ آپ کی خدمت میں مبارکباد پیش کرنے کی غرض سے آیا ہوں کہ اس دفعہ میرے اندر عام لوگوں کے بارے میں کسی قسم کی کوئی تکلیف یا بُرائی نہیں لکھی گئی۔

راوی کا بیان ہے کہ اس ماہ رجب میں لوگوں نے سوائے خیر وخوبی اور بھلائی کے اور کچھ نہیں دیکھا۔ پھر جب رجب کا آخری دن آیا اور یہ اتوار کا روز تھا تو ہماری موجودگی میں حضرت شیخ کی خدمت میں ایک بدصورت شخص نے آکر سلام کیا، انھیں مبارکباد دی اور کہا اے اللہ کے ولی ! اس دفعہ میرے اندر لکھ دیا گیا ہے کہ بغداد میں وبا آئے، حجاز میں گرانی ہو اور خراسان میں تلوار چلے۔ حضرت شیخ خود شعبان کے مہینے میں کئی دن بیمار رہے۔

پھر شعبان کی ۲۹ تاریخ کو جب کہ ہم بھی اتفاق سے محفل میں موجود تھے اور اس وقت ہمارے علاوہ شیخ علی بن ہیتی، شیخ ابوالنجیب سہروردی، شیخ ابوالحسن جوسقی اور قاضی ابویعلی محمد بن محمد بن فرا بھی آپ کی خدمت میں موجود تھے ایک خوش رُو اور باوقار شخص حاضر ہوا۔ اُس نے کہا اے اللہ کے دوست ! میرا اسلام قبول ہو۔

میں رمضان کا مہینہ ہوں۔

آپ کے بارے میں جو چیز میرے اندر مقدر ہو چکی ہے میں آپ سے اس کی معذرت کرتا ہوں اور آپ سے رخصت ہوتا ہوں اور یہ آپ کی ہماری آخری ملاقات ہے۔

راوی کا بیان ہے کہ حضرت شیخ نے دوسرا رمضان آنے سے پہلے ماہ ربیع الآخر میں وصال فرمایا۔

راوی کا بیان ہے کہ آپ نے بارہا منبر پر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے کئی ایسے بندے ہیں کہ جن کے پاس ماہ رمضان المبارک چل کر آتا ہے اور انھیں کہتا ہے کہ اگر میرے اندر آپ کو کوئی بیماری لاحق ہو یا فاقہ پہنچے تو اس پر میں معذرت کرتا ہوں اور آپ کے لئے میرے اندر جو چیز مقدر ہو چکی ہے اس کے بارے میں آپ کا کیا حال ہے؟

آپ کے فرزند شیخ سیف الدین عبدالوہاب کا بیان ہے کہ کسی مہینے کا چاند دکھائی نہیں دیتا یہاں تک کہ وہ حضرت شیخ کی خدمت میں حاضر ہو۔ پھر اگر اس میں بُرائی اور سختی لکھی گئی ہے تو وہ مکروہ شکل میں حاضر ہوتا ہے اور اگر اس میں خیر وخوبی اور بھلائی مقدر ہے تو خوبصورت شکل میں آتا ہے۔ (خلاصۃ المفاخر)

گانے بجانے سے توبہ :

حضرت سیدنا غوث اعظم ایثار کے موضوع پر تقریر فرما رہے تھے یکا یک آپ خاموش ہو گئے اور آسمان کی طرف نظر اُٹھائی' پھر آپ نے حاضرین سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ زیادہ نہیں صرف سو دینار درکار ہیں۔

آپ کا ارشاد سُن کر کئی لوگ سوسو دینار لے کر حاضر ہوئے۔ آپ نے صرف ایک شخص سے سو دینار لے لیے اور اپنے خادم کو حکم دیا کہ یہ سو دینار لے کر مقبرہ شونیزیہ پر جاؤ' وہاں تمہیں ایک بوڑھا بربط بجاتا ہوا ملے گا اسے یہ دینار دے کر

میرے پاس لے آؤ۔

خادم حسب حکم مقبرہ شونیزیہ پر پہنچا۔ وہاں فی الواقع ایک بوڑھا بربط بجا کر گا رہا تھا۔ خادم نے اسے سلام کیا اور وہ سو دینار اس کے ہاتھ پر رکھ دیئے۔ بوڑھے نے ایک چیخ ماری اور بے ہوش ہو گیا۔ جب اسے ہوش آیا تو خادم نے کہا تمہیں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی بلا رہے تھے۔ بوڑھا فوراً خادم کے ہمراہ ہولیا۔ جب دونوں حضرت کی خدمت میں پہنچے تو آپ نے بوڑھے سے فرمایا۔ تم اپنا قصہ بیان کرو۔ بوڑھا کہنے لگا: یا حضرت' لڑکپن میں میں نہایت عمدہ گاتا بجاتا تھا اور بربط نوازی میں کمال رکھتا تھا۔ لوگ میری آواز پر فدا تھے لیکن جب سے بڑا ہوا تو میری مقبولیت بہت کم ہوگئی۔ میں نے شکستہ دل ہو کر شہر چھوڑ دیا اور عہد کر لیا کہ آئندہ صرف مُردوں کو اپنا گانا سُنایا کروں گا چنانچہ میں نے قبرستان ہی میں بود و باش اختیار کر لی اور وہاں ہی گاتا بجاتا رہا۔ ایک دن میں اپنے شغل میں مصروف تھا کہ ایک قبر سے آواز آئی۔ 'اے شخص تو مُردوں کو کب تک اپنا گانا سُنائے گا اب خدا کی طرف رجوع کر' مجھ پر سخت وحشت طاری ہوئی اور میں نے عالم بےخودی میں یہ اشعار پڑھے

یارب ما لی عدة یوم اللقا
الا رجا قلبی ونطق لسانی

اے میرے رب ! یوم حشر کے لئے میرے پاس کوئی سرمایہ نہیں' سوائے اس کے کہ میرے دل میں تیری بخشش و رحمت کی امید ہو اور میری زبان پر حمد و ثناء ہو۔

قدامك الراجون یبغون المنیٰ
واخیبتا ان عدث بالحرمان

تیری رحمت کے امیدوار کل تیرے حضور میں سرخرو ہوں گے اگر میں محروم رہ گیا تو حیف ہے میری بدبختی پر۔

ان كان لايرجوك الا محسن

فبمن يلوز ويستجيرالجانی

اگر صرف نیکو کار لوگ ہی تیری رحمت کے آرزومند ہوتے تو تیرے گنہگار بندے کس کی پناہ لیتے۔

شیبی شفیع یوم عرضی واللقا

فعساك تنفذنی من النیران

میری ضعیف العمری حشر کے دن تیری بارگاہ میں میری شفاعت کرے گی۔ امید ہے کہ تو اس پر نظر کرکے مجھے اپنے دامنِ رحمت میں جگہ دے گا اور جہنم سے بچالے گا۔

یہ اشعار میری زبان پر تھے کہ آپ کے خادم نے آکر میرے ہاتھ پر سو دینار رکھ دیے۔ اب میں گانے بجانے سے توبہ کرتا ہوں اور اپنے خالقِ حقیقی کی طرف متوجہ ہوتا ہوں۔ یہ کہہ کر اس نے اپنا بربط توڑ دیا۔

اس بوڑھے کی داستان سُن کر لوگ دم بخود ہو گئے اور چالیس آدمیوں نے اسی وقت سو سو دینار اس بوڑھے کو دیے۔ آپ کے خادم ابوالرضیٰ کا بیان ہے کہ یہ واقعہ دیکھ کر پانچ آدمیوں پر ایسا اثر ہوا کہ وہ تڑپنے لگے اور تڑپتے تڑپتے واصل بحق ہو گئے۔ (قلائدالجواہر)

کپڑا ڈال کر جگہ تبدیل کردی : حضور غوث اعظم کی مجلس وعظ میں آپ کا ایک ساتھی بیٹھا تھا کہ اُسے قضائے حاجت کی شدید حاجت پیش آپڑی جس سے وہ بے حس وحرکت ہو گیا۔ اس نے شیخ موصوف کی طرف دیکھا جیسا کہ کوئی شخص مدد طلب کر رہا ہو۔ سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی کرسی کی ایک سیڑھی سے نیچے اُترے تو اس آدمی نے دیکھا کہ آپ کی وعظ والی کرسی پر آدمی کے سَر کی طرح ایک سَر دِکھائی دیا۔

آپ نے پھر دوسری سیڑھی سے نیچے قدم رکھا تو اس سَر کے دو ہاتھ اور سینہ دِکھائی دیا اور اس طرح آپ جب ایک زینہ اُترے تو جسم کا کوئی نہ کوئی حصہ وہاں آ جاتا۔ حتیٰ کہ کرسی پر ایک مکمل صورت بن کر بیٹھ گئی جو سیدنا غوث اعظم کی صورت سے بہت ملتی جلتی تھی اور اس صورت نے کرسی پر بیٹھ کر اس طرح کی گفتگو شروع کر دی جیسی حضرت غوث اعظم کر رہے تھے۔ اس کی آواز بھی بالکل آپ کی آواز کی مانند تھی چنانچہ حضور غوث اعظم کرسی سے مکمل طور پر اُتر کر اس شخص کے سَر کے قریب کھڑے ہو گئے اور اپنی آستین سے اس کا سَر ڈھانپ دیا۔ وہ کیا دیکھتا ہے کہ ایک صحرا میں وہ موجود ہے جس میں ایک نہر بھی جاری ہے اور اس کے قریب ایک درخت بھی ہے اس نے قضائے حاجت کی' نہر سے وضو کیا اور نماز ادا کی۔ جب سلام پھیرا تو حضور غوث اعظم نے اس پر سے اپنی آستین اُٹھالی تو کیا دیکھتا ہے کہ وہ اسی مجلس میں موجود ہے اور حضور غوث اعظم پہلے کی طرح کرسی پر بیٹھے وعظ فرما رہے ہیں۔ (جامع کرامات اولیاء)

کرامت کی تصدیق کا واقعہ :

بغداد میں ایک صاحب عبدالصمد ین ہمام تھے وہ سیدنا غوث اعظم کی کرامات کے منکر تھے۔ اُن کا بیان ہے کہ ایک دفعہ جمعہ کے دن میں آپ کے مدرسہ کے قریب سے گزرا اس وقت میں رفع حاجت کے لئے جانا چاہتا تھا لیکن نماز کا وقت قریب تھا۔ میں نے سوچا پہلے نماز ادا کرلوں پھر رفع حاجت کے لئے چلا جاؤں گا چنانچہ میں مدرسہ کے اندر چلا گیا اور منبر کے قریب بیٹھ گیا۔ جوں جوں نماز کا وقت قریب آتا جاتا لوگوں کا ہجوم بڑھتا جاتا حتیٰ کہ مدرسہ میں تِل دھرنے کی جگہ نہ رہی۔ ادھر مجھے اس شدت سے حاجتِ براز ہوئی کہ برداشت کی طاقت نہ رہی لیکن لوگوں کی کثرت کی وجہ سے کوئی راستہ باہر جانے کے لئے نہ پاتا تھا اس وقت سیدنا غوث اعظم منبر پر تشریف فرما ہو چکے تھے۔ عین اُس وقت کہ میرے کپڑے ناپاک

ہو جانے کو تھے آپ اپنے منبر سے اُتر کر میرے قریب آئے اور اپنی آستین مبارک سے میرے سر پر سایہ کرلیا۔ معاً میں نے اپنے آپ کو ایک باغیچہ میں پایا جہاں دُور دُور تک کوئی آدمی دِکھائی نہیں دیتا تھا۔ قریب ہی پانی بہہ رہا تھا۔ میں وہاں رفع حاجت سے فارغ ہوا اور طہارت کر کے وضو کیا اور دو رکعت نماز ادا کی اس وقت آپ نے اپنی آستین میرے سَر سے ہٹالی اور یہ دیکھ کر میری عقل چکرا گئی کہ میں ہجوم خلائق کے درمیان آپ کے منبر کے قریب ہی بیٹھا ہوں حالانکہ اس باغیچہ میں کیے ہوئے وضو کی نمی اب تک مجھے محسوس ہو رہی تھی۔ خیر جب نماز ہو چکی اور میں اُٹھنے لگا تو اپنا رومال جس میں میری کنجیاں بندھی ہوئی تھیں غائب پایا۔ ہر چند تلاش کی لیکن کہیں نہ پایا۔ مایوس ہو کر گھر واپس آ گیا اور اپنے گھر کے تالے لوہار سے کھلوائے۔

اسی دن میں اپنے کسی کام کے لئے ایک قافلہ کے ہمراہ بلادِ عجم کو روانہ ہوا۔ چودہ دن کے سفر کے بعد ہمارا گزر ایک ایسے مقام پر ہوا جو ہو بہو ویسا ہی تھا جہاں مذکورہ جمعہ کو میں نے وضو کیا تھا۔ چونکہ آگے دُور دُور تک پانی نظر نہیں آتا تھا اسی لئے ہمارے قافلے نے یہیں پڑاؤ ڈال دیا۔ میں نے اُتر کر غور سے دیکھا تو واقعی وہی میدان تھا۔ میں سخت حیرت زدہ ہوا اور وضو کر کے نماز کے لئے اس مقام کی طرف بڑھا جہاں پہلے نماز پڑھی تھی۔ کیا دیکھتا ہوں کہ میرا گم شدہ رومال مع چابیوں کے گچھے کے وہاں پڑا ہے۔ اب تو میں سیدنا غوث اعظم کا سچے دِل سے معتقد ہو گیا۔

اگرچہ اس واقعہ والے دن ہی میں نے آپ کی کرامات کا انکار ترک کر دیا تھا۔ سفر سے واپس آ کر میں حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ سے بصد ادب معافی مانگی اور بیعت کر کے حلقہ ارادت میں داخل ہوا۔ آپ نے مجھے ہدایت فرمائی کہ جب تک میں زندہ ہوں اس واقعہ کا ذکر کسی سے نہ کرنا۔ (قلائد الجواہر)

مردانِ غیب : شیخ ابوعبداللہ محمد بن ابوالفتح ہروی کا بیان ہے کہ میں شنبہ ۹ ربیع الآخر ۵۵۲ھ کو مغرب اور عشاء کے درمیان مدرسہ کی چھت کے اُوپر پیٹھ کے بل پڑا تھا یہ گرمی کا زمانہ تھا اور حضور غوث اعظم میرے آگے روبقبلہ موجود تھے۔ میں نے آسمان وزمین کے درمیان ایک شخص کو دیکھا جو تیر کی طرح تیزی سے گزر رہا تھا اس کے سر پر نہایت لطیف عمامہ تھا جس کا ایک شملہ اس کے شعانوں کے درمیان لٹک رہا تھا۔ یہ سفید کپڑوں میں ملبوس تھا اور اس کی کمر میں کمر بند تھا۔ جب وہ حضور غوث اعظم کے سر کے برابر گزرا تو جلدی میں یوں اُتر پڑا جیسے عقاب شکار پر اُترتا ہے۔ وہ حضور غوث اعظم کے سامنے بیٹھ گیا اور انھیں ادب سے سلام کیا پھر ہوا میں چلا گیا اور میری نظروں سے غائب ہو گیا۔ میں حضور غوث اعظم کی طرف اُٹھا اور اس شخص کے بارے میں پوچھنے لگا۔ آپ نے فرمایا تم نے اُسے دیکھ لیا؟ میں نے عرض کیا جی ہاں۔فرمایا' یہ مردانِ غیب میں سے ہے جو سیر و سیاحت میں مشغول رہتے ہیں اُن پر اللہ کا سلام ہو۔ (خلاصۃ المفاخر)

اختیارِ ولی : امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں: بیان کیا گیا ہے کہ سیدنا غوث اعظم جیلانی رضی اللہ عنہ نے ایک شخص سے اس کے پاس رکھی گئی کسی کی امانت طلب کی۔ فرمایا یہ امانت مجھے دے دو۔ امانت رکھنے والا کہیں پردیس میں گیا ہوا تھا۔ اس امین نے امانت آپ کے سپرد کرنے سے انکار کر دیا اور آپ سے کہنے لگا اگر میں آپ سے اس طرح کے مسئلہ کے بارے میں فتویٰ طلب کروں تو آپ مجھے یہ فتویٰ نہیں دیں گے کہ یہ امانت اس کے مالک کے علاوہ کسی اور کو دے دیں۔ بہرحال آپ واپس تشریف لے آئے۔ جب کچھ ہی عرصہ گزرا تو امانت رکھنے والے کا ایک رُقعہ بنام امین آیا جس میں تحریر تھا' امانت شیخ موصوف کے سپرد کر دو۔

یہ سب فقراء کے لیے ہوگئی ہے'۔ چنانچہ اس امین نے امانت آپ کے سپرد کردی۔ آپ نے اُسے ڈانٹا اور فرمایا ایسی باتوں پر تو مجھے تہمت لگانا چاہتا ہے؟

(جامع کرامات اولیاء)

امانت میں خیانت کا علم : ابوبکر قیمی بیان کرتے ہیں کہ ابوبکر العمری نے مجھ سے اپنا ایک واقعہ سُنایا کہ سفرِ حج میں میرے ہمراہ جیلان کا ایک باشندہ تھا۔ جب اُس کو اپنی موت کا یقین ہوگیا تو اُس نے مجھے دس دینار حوالے کرتے ہوئے وصیت کی کہ یہ خرقہ اور رقم حضرت غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی کے سپرد کردینا اور کہہ دینا کہ میرے اُوپر نظرِ کرم رکھیں۔ اس وصیت کے بعد وہ فوت ہوگیا' لیکن بغداد واپس آکر میں نے یہ سوچا کہ میرے اور مرحوم کے علاوہ کسی کو اس بات کا علم نہیں ہے لہذا لالچ میں آکر وہ رقم اپنی ذات پر خرچ کرلی۔ ابھی چند یوم گزرے تھے کہ حضور غوث اعظم سے راستہ میں ملاقات ہوئی۔ میں نے سلام کرکے مصافحہ کیا تو آپ نے میرا ہاتھ مضبوطی سے پکڑ کر فرمایا۔ اے مسکین! تو نے صرف دس دینار کی خاطر مرحوم عجمی کی امانت میں خیانت کرڈالی۔ یہ فرما کر جب آپ نے میرا ہاتھ چھوڑا تو میں بیہوش ہوگیا اور حضرت واپس چلے گئے' لیکن ہوش آنے کے بعد میں نے وہ رقم اور خرقہ گھر سے لے جاکر حضور غوث اعظم کے حوالے کردیئے۔ (قلائدالجواہر)

چالیس سال عشاء کے وضو سے نماز فجر ادا کی:

شیخ ابوعبداللہ محمد بن ابوالفتح الہروی جو کہ حضور غوث اعظم کے پہلے خادم تھے بیان کرتے ہیں کہ میں حضور سیدنا غوث اعظم کی خدمت میں چالیس سال کا عرصہ رہا۔ آپ نے اس طویل مدت میں فجر کی نماز عشاء کے وضو کے ساتھ ادا فرمائی اور آپ کا یہ معمول تھا کہ جب بھی وضو ٹوٹا تو اسی وقت تازہ وضو کر لیتے تھے پھر دو رکعت ادا

فرماتے۔ آپ نماز عشاء ادا کرنے کے بعد اپنی خلوت گاہ تشریف لے جاتے۔ کسی کو طاقت نہ تھی کہ آپ کے ساتھ آپ کی خلوت گاہ میں داخل ہوتا۔ پھر آپ وہاں سے صبح کے وقت باہر تشریف لاتے۔ ایک مرتبہ خلیفہ وقت آیا اور چاہا کہ آپ سے ملاقات کرے لیکن صبح تک اُسے وقت نہ مل سکا۔ (جامع کرامات اولیاء)

آج ہمیں اپنی شب بیداری اور عبادات کا محاسبہ کرنا چاہئے۔ عشاء کے وضو سے نمازِ فجر ادا کرنے کا تصور بھی اب ہمیں محال دِکھائی دے رہا ہے بلکہ نمازِ فجر کی باجماعت ادائیگی بھی اب دشوار ہوتی جارہی ہے۔ خطبائے کرام دیر رات تک اپنے پروگرام کو جاری رکھتے ہیں۔ عوام کو بیدار اور بیزار رکھتے ہیں......نمازوں پر عدم توجہ کا عملی مظاہرہ کرتے ہیں۔ آج کی بیشتر خانقاہوں میں سوائے نعرۂ پدرم کے تصفیہ قلب و تزکیہ باطن کا کوئی سامان مہیا نہیں' یہی وجہ ہے کہ اب دورِ حاضر کی خانقاہوں میں نہ رُوحانی کیف و سرور ہے نہ عشق کا سوز و گداز ہے اور نہ ہی معرفت کی چاشنی ہے۔ ماضی میں یہ تھا کہ جب فقر و معرفت کا کوئی شناور اپنے سلسلہ کی نشر و اشاعت کے لئے کسی کو خرقہ خلافت دینے کا ارادہ کرتا تو سب سے پہلے اُس کی وسعت ظرف کو پرکھنے کے لئے اُسے آزمائشوں میں ڈالتا اور مجاہدہ و ریاضت کی پُرخار وادیوں سے گزارتا اور جب مکمل طور پر نفس کا تزکیہ ہوجاتا تو پھر سلوک اور فنا کی منزلیں طے کرا کے خرقہ خلافت عطا کرتا......مگر آج حصول خلافت کے لئے نہ تصفیہ قلب کی ضرورت ہے اور نہ تزکیہ باطن کی' نہ مجاہدہ کی ضرورت' نہ ریاضت کی اور نہ ہی آزمائش کی چکّی میں پسنے کی ضرورت ہے اور نہ درسگاہوں کی خاک چھاننے کی ضرورت' حتیٰ کہ پابند شرع ہونے کی بھی ضرورت نہیں......بعض بے چارے تو اس قدر قابلِ رحم ہوتے ہیں جو حلال و حرام کے درمیان بھی تمیز کرنے پر قادر نہیں ہوتے مگر نازاں اپنے شجرہ کے بزرگوں پر ہوتے ہیں اور انتہائی فخریہ انداز میں کہتے

پھرتے ہیں کہ میرا سلسلہ فلاں بزرگ سے ملتا ہے یا میں فلاں کا جانشین ہوں۔ خانقاہیں رُشد وہدایت کا مرکز ہوا کرتی ہیں اور علم تصوف زمین میں منہج اسلام پر خلافت الٰہیہ قائم کرنے کی ترغیب دیتا ہے اس لئے خانقاہوں کو رُوحانیت سے خالی اور خانقاہی لوگوں کو علم وعمل سے عاری نہیں ہونا چاہئے' کیوں کہ علم کے بغیر عمل کی حفاظت ناممکن ہے اور عمل کے بغیر علم بے نتیجہ ہے اور یہ دونوں ہی بغیر تزکیہ نفس کے بے کیف ہیں اور ان تینوں کے بغیر رشد وہدایت کا کام تقریباً ناممکن ہے۔

کمزور اونٹنی کا تیز رفتار ہونا :

امام المحدثین حضرت ملاعلی قاری نے اپنی تصنیف لطیف نزہۃ الخاطر الفاتر میں تحریر فرمایا ہے کہ ابوحفص عمر بن صالح بغدادی اپنی اونٹنی ہانکتے ہوئے حضور غوث اعظم کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کرنے لگے کہ میں حج بیت اللہ کو جانا چاہتا ہوں مگر میری اونٹنی قابلِ سفر نہیں۔ اس کے سوا میرے پاس کوئی دوسری سواری بھی نہیں۔ حضور غوث اعظم نے اونٹنی کی پیشانی پر ہاتھ رکھا اور ایک ایڑی لگائی تو وہ اونٹنی بیت اللہ شریف تک کسی سے پیچھے نہ رہی۔ (بہجۃ الاسرار' نزہۃ الخاطر الفاتر)

مُریدوں کو خطرہ نہیں بحرِ غم سے
کہ بیڑے کے ہیں ناخدا غوثِ اعظم

لوٹے کا قبلہ رُخ ہونا :

شیخ ابوعبداللہ محمد جیلی قزدینی اور شیخ ابواسحٰق ابراہیم بن ابوعبداللہ طبری کا بیان ہے کہ جب حضور غوث اعظم کی شہرت دیار وامصار میں پھیلی تو جیلان کے تین بزرگ آپ کی زیارت کے ارادے سے بغداد آئے۔ اس وقت آپ اپنے مدرسے میں تھے۔ انھوں نے حاضر ہونے کی اجازت چاہی جو انھیں مل گئی۔ انھوں نے دیکھا کہ حضور

غوث اعظم کے ہاتھ میں کتاب ہے۔ اُن کا لوٹا سمت قبلہ سے ٹیڑھا رکھا ہے اور اُن کا خادم اُن کے سامنے کھڑا ہے۔ انہوں نے لوٹے کے ٹیڑھے ہونے اور خادم کی گستاخی پر ایک دوسرے کی طرف انکاری نگاہوں سے دیکھا۔ حضور غوث اعظم نے کتاب اپنے ہاتھ سے رکھ دی اور انھیں ایک نگاہ سے دیکھا اور خادم پر بھی نظر ڈالی۔ خادم بے ہوش ہو کر گر پڑا' پھر لوٹے کی طرف دیکھا تو وہ خود بخود قبلے کی طرف پھر گیا۔ (خلاصۃ المفاخر)

جسم کا چھوٹا بڑا ہونا اور ہوا میں غائب ہو جانا:

شیخ ہروی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ آپ کے ہاں رات بسر کی تو میں نے دیکھا کہ آپ رات کے شروع حصہ میں مختصر سی نماز ادا کرتے ہیں پھر اللہ تعالٰی کے ذکر میں مصروف ہو جاتے حتیٰ کی رات کا پہلا تہائی حصہ گزر جاتا پھر آپ یہ کلمات پڑھتے **المحیط ' الرب ' الشھید ' الحسیب ' الفعال ' الخلاق ' الخالق ' الباری ' المصور** ...... آپ کا جسم کبھی تو بہت لاغر اور پتلا ہو جاتا اور کبھی بہت بڑا ہو جاتا اور ہوا میں بلند ہو جاتے حتیٰ کہ ایک مرتبہ اتنے بلند ہو گئے کہ میری آنکھوں سے اوجھل ہو گئے پھر اس کے بعد آپ اپنے قدموں پر کھڑے ہو کر نماز ادا فرماتے۔ قرآن کریم کی تلاوت کرتے حتیٰ کہ رات کا دوسرا تہائی حصہ ختم ہو جاتا۔ آپ سجدہ بہت لمبا کیا کرتے' پھر قبلہ رُخ بیٹھ جاتے۔ حالتِ مراقبہ و مشاہدہ میں طلوع فجر کے قریب تک مشغول رہتے پھر دُعا گریہ وزاری اور عاجزی میں مصروف ہو جاتے ۔ آپ کو عظیم نور ڈھانپ لیتا' ایسا کہ قریب تھا کہ وہ آنکھوں کی بینائی کو اُچک لے۔ یہاں تک کہ کچھ بھی دکھائی نہ دیتا۔ شیخ ہروی رحمۃ اللہ علیہ مزید فرماتے ہیں کہ میں آپ کے قریب آواز سُنتا۔ سلام علیکم' سلام علیکم اور آپ سلام کا جواب دیتے۔ یہ معاملہ آپ کے نماز فجر ادا کرنے کے لئے نکلنے تک رہتا۔ (جامع کرامات اولیاء)

غوث اعظم کا مشاہدہ : ابومظفر شمس الدین یوسف بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے حضور غوث اعظم کی خدمت میں پوری رات گذاری۔ موسم شدید سردی کا تھا اتفاقاً مجھے احتلام ہوگیا لیکن میں نے یہ طے کرلیا کہ میں حضور غوث اعظم کی مجلس ترک نہیں کروں گا اور مجلس ختم ہونے کے بعد غسل کروں گا۔ اسی وقت حضور غوث اعظم مدرسہ میں تشریف لائے اور منبر پر کھڑے ہوگئے پھر میری جانب دیکھتے ہوئے فرمایا کہ 'تم ہماری مجلس میں سردی کا بہانہ بنا کر حالتِ جنابت میں شریک ہوگئے ہو' (قلائدالجواہر)

کھجور کے درختوں کا سرسبز ہونا ۔ وضو کے مستعملہ پانی کی تاثیر :

ابومحمد عبدالواحد بن صالح بن یحییٰ قرشی بغدادی سے روایت ہے کہ شیخ علی الہیتی جب علیل ہوجاتے تھے تو شیخ ابوالمظفر اسمٰعیل بن سنان حمیری کے پُر ضیا باغیچہ میں چلے جاتے تھے اور کئی کئی روز وہیں تشریف رکھتے تھے اس باغ میں دو درخت کھجور کے بالکل خشک و بیکار ہوگئے تھے اور چار سال سے اس میں پھل وغیرہ کچھ نہیں آتا تھا' اُن کے کٹوانے کا اب ارادہ کرلیا گیا تھا۔ حضرت شیخ علی الہیتی ایک مرتبہ بیمار ہوئے تو حضور غوث اعظم اُن کی عیادت کے لئے اس باغ میں تشریف لے گئے۔ عیادت سے فارغ ہوکر آپ نے بذات خود اُن درختوں میں سے ایک کے نیچے بیٹھ کر وضو کیا اور دوسرے کے نیچے دو رکعت نماز پڑھی۔ آپ کے قدمِ مبارک کی برکت سے یک بیک وہ درخت شاداب ہوگئے اور گو کہ اس وقت پھلوں کے آنے کا وقت بھی نہیں تھا مگر ایک ہفتہ کے اندر اُن درختوں سے کھجوریں بھی پیدا ہونے لگیں۔

حضرت شیخ صالح ان درختوں سے کھجوریں لے کر حضور غوث اعظم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ آپ نے اُن میں سے چند کھجوریں تناول فرمائیں اور دُعا دی کہ

پروردگارِ عالم تمہاری زمین، تمہارے دراہم، تمہارے صاع اور تمہارے مویشیوں میں برکت عطا فرمائے۔ شیخ صالح کا اپنا بیان ہے کہ اس دُعا کی ایسی برکت ہوئی اور آپ کا اتنا کرم ہوا کہ اب میں ایک درہم خرچ کرتا ہوں تو اس کے دوگنے فوراً کہیں سے آجاتے ہیں۔ گھر کے اندر اگر سو بوریاں گیہوں کی رکھتا ہوں اور پچاس صرف کر ڈالتا ہوں اور پھر دیکھتا ہوں تو (۱۰۰) ہی موجود پاتا ہوں۔ مویشی اس قدر بچے دینے لگے ہیں کہ اُن کی گنتی مشکل سے یاد رہتی ہے۔ دودھ کی اس قدر فراوانی ہے کہ ختم کرنے کی کوشش کے باوجود ختم نہیں کر پاتا، غرض کہ آپ کی اس دُعا کی برکت سے برابر مالدار ہوتا چلا جا رہا ہوں۔ (بہجۃ الاسرار)

معلوم ہوا کہ حضور غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کے مستعملہ وضو کے پانی سے بھی سوکھے درختوں میں جان آتی ہے اور تشریف آوری (قدوم مبارکہ) کی برکت سے اُس مقام کو پھر سے سرسبز و شادابی ملتی ہے تو پھر آپ کے ذکر، فاتحہ و گیارہویں شریف کرنے کے تصدق کیوں نہ برکتیں و شادابی اور مُردہ دِلوں کو زندگی ملے گی؟

ہمارا استعمال شدہ (مستعملہ) پانی نجس و ناپاک ہوتا ہے۔ ہم جب وضو کرتے ہیں تو ہمارے گناہ دُھل کر پانی کے ساتھ گِرتے ہیں۔

جس برتن میں پانی رکھا ہو اس پانی میں بغیر ہاتھ دھوئے اگر اُنگلی یا اس کا ناخن کا کوئی حصہ عمداً یا غفلت سے پڑ جائے تو وہ پانی وضو اور غسل کے قابل نہیں رہتا اسی طرح جس پر غسل فرض ہے اس کے جسم کا کوئی حصہ دھونے سے پہلے پانی کے برتن میں ڈوب جائے تو وہ پانی بھی مآء مستعمل یعنی استعمال شدہ پانی شمار ہوگا اور ایسے پانی سے غسل نہیں ہوتا (عامہ کتب)

پانی میں ہاتھ ڈالنے سے پہلے ہی ہاتھوں کو اچھی طرح دھو لینا چاہیئے۔

اولیاء آنکھوں سے گناہ دُھلتے دیکھتے ہیں: امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ جب لوگوں کا آپ وضو دیکھتے تو بعینہٖ اُن گناہوں کو پہچان لیتے جو دُھل کر پانی کے ساتھ گرتے، اور جُدا جُدا جان لیتے کہ یہ دُھوون گناہ کبیرہ کا ہے یا صغیرہ کا یا خلاف اولیٰ کا، بلا تفاوت اسی طرح جیسے اجسام کو کوئی مشاہدہ کرتا ہے۔ ایک مرتبہ کوفہ کی جامع مسجد کے حوض پر تشریف لے گئے، ایک جوان وضو کر رہا تھا، اُس کا پانی جو ٹپکا، امام نے اُس پر نظر فرمائی اور جوان سے فرمایا: اے میرے بیٹے ماں باپ کو ایذا دینے سے توبہ کر، اُس نے فوراً عرض کی، میں اللہ عزوجل کی جناب میں اس سے توبہ کرتا ہوں۔ ایک اور شخص کا دُھوون دیکھ کر فرمایا، شراب پینے سے اور آلات لہو ولعب سننے سے توبہ کر۔ وہ بھی اسی وقت تائب ہوگیا۔

سیدی عبدالوہاب شعرانی قدس سرہٗ نے یہ بھی فرمایا کہ حضرت علی خواص رضی اللہ عنہ گناہوں کے دُھوون جُدا جُدا پہچانتے کہ یہ حرام کا ہے یا مکروہ کا یا خلاف اولیٰ کا، ایک مرتبہ میں اُن کے ساتھ جامع ازہر کے حوض پر گیا، حضرت نے استنجاء کرنا چاہا مگر کچھ دیکھ کر لوٹ آئے۔ میں نے سبب پوچھا، فرمایا: ابھی اس میں کوئی کبیرہ گناہ دُھو گیا ہے اور میں نے اس شخص کو دیکھا تھا جو حضرت سے پہلے یہاں طہارت کر کے جا چکا تھا۔ میں اس کے پیچھے گیا اور اس سے بیان کیا کہ حضرت یوں فرماتے ہیں۔ اس نے کہا، واقعی حضرت نے سچ فرمایا، مجھ سے زنا واقع ہوگیا تھا، پھر حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر تائب ہوگیا۔ (میزان الشریعۃ الکبریٰ)

غلّے میں بے پناہ برکت: ایک دفعہ بغداد میں خوفناک قحط پڑا۔ حضور غوث اعظم کی خدمت میں حضرت شیخ ابوالعباس حاضر ہوئے اور عرض کی کہ کثیر العیال ہوں لیکن گھر میں کچھ نہیں اور کئی روز سے فاقہ ہے۔ آپ نے اُن کو تقریباً

نصف من گیہوں دیئے اور فرمایا کہ انھیں مٹی کے ایک مٹکے میں بند کر دینا اور اس میں ایک سوراخ کر کے روزانہ ضرورت کے مطابق غلہ نکال لیا کرنا۔ شیخ ابوالعباس کا بیان ہے کہ ہم پانچ سال تک گیہوں کھاتے رہے لیکن ختم ہونے میں نہ آئے، پھر ایک دن میری بیوی نے یہ مٹکا کھول لیا تو جتنے گیہوں ڈالے تھے اتنے ہی موجود تھے۔ اب یہ گیہوں سات دن میں ختم ہوگئے۔ میں نے اس واقعہ کا ذکر حضور غوث اعظم سے کیا تو فرمایا **لوترکتهٗ علیٰ حالهٖ لاکلتم منه حتیٰ تموتوا** اگر تم اُن کو اسی طرح رہنے دیتے (مٹکے کو نہ کھولتے اور اُن کی مقدار کو نہ دیکھتے) تو تمہارا کنبہ ساری عمر یہ گیہوں ختم نہ کرسکتا تھا (مرتے دم تک کھاتے رہتے)۔ (قلائد الجواہر)

جو دم میں غنی کرے گدا کو　　　　وہ کیا ہے عطائے غوثِ اعظم

حضور غوث اعظم کے جلال کا اثر :

شیخ بقا بن بطو فرماتے ہیں کہ حضور غوث اعظم کی خدمت میں ایک سن رسیدہ شخص حاضر ہوا، اُس کے ساتھ ایک نوجوان بھی تھا۔ اُس نے آپ سے درخواست کی کہ اس لڑکے کے لیے دُعا فرمائیں، یہ میرا بیٹا ہے۔ حالانکہ وہ اس کا بیٹا نہ تھا بلکہ یہ دونوں غلط کار تھے۔ حضور غوث اعظم سخت ناراض ہوئے اور فرمایا تم لوگ میرے ساتھ بھی ایسا کرنے لگے ہو۔ یہ کہہ کر آپ گھر تشریف لے گئے، اسی وقت بغداد کے اطراف میں آگ لگ گئی۔ ایک مکان میں بجھتی کہ یکا یک دوسرے مکان میں بھڑک اُٹھتی۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے اس وقت دیکھا کہ مصائب اور آفات بادل کے ٹکڑوں کی طرح بغداد میں اُتر رہے ہیں۔ میں جلدی سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ دیکھا تو آپ غضبناک ہیں۔ میں قریب بیٹھ گیا اور عرض کرنے لگا حضور ! مخلوق پر رحم فرمائیں، لوگ ہلاک ہو رہے ہیں۔ حضور غوث اعظم

کا غصہ تھم گیا۔ میں نے دیکھا کہ مصائب کے بادل چھٹ گئے اور آگ بجھ گئی۔ (خلاصۃ المفاخر)

خانہ کعبہ دِکھلانے کا واقعہ :

سیدنا حضور غوث اعظم کے ایک ہم عصر شیخ ابومدین بڑے بزرگ تھے ایک دن انھوں نے اپنے مرید ابوصالح کو حکم دیا کہ بغداد جا کر سیدنا عبدالقادر جیلانی سے فقر کی تعلیم حاصل کرو۔ چنانچہ وہ اپنے مرشد کے حکم کے مطابق حضور غوث اعظم کی خدمت میں بغداد پہنچے۔ ابوصالح کا بیان ہے کہ میں نے غوث اعظم جیسا جلال کسی میں نہیں دیکھا۔ انھوں نے مجھے حکم دیا کہ میرے خلوت خانہ کے دروازے پر بیس دن بیٹھو۔ میں نے حکم کی تعمیل کی۔ بیس دن پورے ہوئے تو آپ نے اپنے قبلہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا ابوصالح ادھر دیکھو۔ میں نے ادھر دیکھا تو اپنے آپ کو عین بیت اللہ شریف کے سامنے پایا۔ پھر فرمایا اس طرف دیکھو، میں نے دوسری طرف دیکھا تو اپنے شیخ ابومدین کو کھڑا پایا۔ پھر آپ نے مجھ سے پوچھا کہ اب تم بیت اللہ جانا چاہتے ہو یا اپنے شیخ کے پاس؟ میں نے عرض کی، اپنے شیخ کے پاس۔ پھر فرمایا کہ ایک قدم میں جانا چاہتے ہو یا جس طرح آئے تھے ویسے ہی؟ میں نے عرض کیا کہ جس طرح آیا تھا ویسے ہی جاؤں گا۔ آپ نے فرمایا، اچھا جو تیری مرضی۔ پھر فرمایا: فقر کی سیڑھی توحید ہے۔ اور توحید یہ ہے کہ دوئی کو یکسر دِل سے نکال ڈالو۔ اس کے بعد آپ نے ایک بھرپور نظر مجھ پر ڈالی اور تمام جذبات اور ارادے میرے دل سے نکل گئے اور میں دولتِ فقر سے مالا مال ہوگیا۔ (قلائدالجواہر)

ارواحِ انبیاء : شیخ کبیر عارف باللہ ابوسعد قیلوی کا بیان ہے کہ میں نے حضور نبی مکرم ﷺ کو کئی بار حضور غوث اعظم کی مجلس میں جلوہ گر ہوتے دیکھا۔ بلا شبہ

انبیاء علیہم السلام کی ارواح زمینوں اور آسمانوں میں سیر و سیاحت کرتی رہتی ہیں جس طرح ہوا فضا میں چلتی رہتی ہے اور میں نے آپ کی مجلس میں فرشتوں کو بھی گروہ در گروہ دیکھا ہے نیز میں نے مردانِ غیب اور جنات کو حضور غوث اعظم کی مجلس میں داخل ہونے کے لئے ایک دوسرے پر سبقت کرتے کئی بار دیکھا۔ حضرت خضر علیہ السلام تو کثرت سے مجلس میں آیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ حضور غوث اعظم کی مجلس کے بارے میں، میں نے پوچھا تو حضرت خضر علیہ السلام نے کہا جو شخص بھی کامیابی اور چھٹکارے کا خواہش مند ہے اس کے لئے ضروری ہے کہ شیخ عبدالقادر جیلانی کی مجلس میں حاضری دے۔ (خلاصۃ المفاخر)

ستّر گھروں میں بیک وقت حاضر ہونے کی کرامت: ایک دن رمضان المبارک میں ستر آدمیوں نے فرداً فرداً حضور غوث اعظم کو اپنے گھر میں برکت کی خاطر روزہ افطار کرنے کی دعوت دی۔ آپ نے ہر ایک کی دعوت قبول فرمائی۔ ہر دعوت دینے والے کو کسی دوسرے کے بھی مدعو کرنے کا قطعاً علم نہ تھا۔ آپ نے ایک ہی وقت میں ہر ایک کے گھر اُن کے ہمراہ روزہ افطار فرمایا۔ نیز آپ نے اپنے آستانہ عالیہ پر بھی اس روز روزہ افطار فرمایا۔

صبح ہر مدعو کرنے والے نے آپ کی اپنے گھر تشریف آوری اور افطاری کی سعادت حاصل کرنے کا تذکرہ کیا تو یہ خبر بغداد شریف میں خوب پھیلی۔ آپ کے خدام میں سے ایک خادم کے دل میں یہ خیال آیا کہ حضرت اپنے آستانہ عالیہ سے باہر بھی تشریف نہیں لے گئے تو یہ لوگ آپ کے بیک وقت تشریف آوری اور کھانا تناول فرمانے کا تذکرہ کیسے کرتے ہیں تو اس نے حضور غوث اعظم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر واقعہ عرض کیا تو آپ نے فرمایا **هم صادقون فی قولهم وانی احببت دعوة کل واحد منهم وحضرت واکلت طعامهم فی بیوتهم فرداً فرداً**

وہ لوگ اپنے قول میں سچے ہیں۔ میں نے اُن میں سے ہر ایک کی دعوت قبول کی اور بیک وقت ہر آدمی کے گھر جا کر کھانا کھایا۔ (تفریح الخاطر)

اشرف علی تھانوی دیوبندی لکھتے ہیں کہ 'اصحابِ نفوس قدسیہ جب قالب میں چاہئیں اور جہاں چاہیں بیک وقت حاضر ہو سکتے ہیں'۔ (مواعظِ اشرفیہ)

علامہ شعرانی علیہ الرحمۃ تحریر فرماتے ہیں کہ امام المحدثین والمفسرین علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے حضور نبی کریم ﷺ کی حالتِ بیداری میں بالمشافہ پچھتر (۷۵) مرتبہ زیارت کی ہے۔ (میزان الکبریٰ)

جنازہ میں شرکت : ملکِ شام میں ایک ابدال انتقال فرما گئے تو آپ سرزمینِ عراق سے وہاں فوراً تشریف فرما ہوئے' بعدازیں حضرت خضر علیہ السلام اور دیگر ابدال بھی تشریف لے آئے۔ سب حضرات نے اُن کا جنازہ پڑھا۔

بعد از جنازہ حضور غوث اعظم نے حضرت خضر علیہ السلام سے کہا کہ قسطنطنیہ سے فلاں کافر کو یہاں لے آئیں۔ حضرت خضر علیہ السلام نے فی الفور اُس کافر کو حضور غوث اعظم کی خدمت میں پیش کیا۔ آپ نے اُس کافر کو کلمہ پڑھا کر مسلمان کیا۔ اُس کی مُونچھوں کو پست کیا اور اپنی ایک ہی نظرِ کرم سے اُسے مقامِ ابدال پر فائز فرما دیا اور سب ابدالوں سے فرمایا کہ انتقال کرنے والے ابدال کے مقام پر اسے مقرر کرتا ہوں جس پر سب ابدالوں نے سرِ تسلیم خم کر دیا۔ (سفینۃ الاولیاء)

امام المحدثین والمفسرین علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں **قد نص علی امکان ذالك آئمة اعلام** ولی اللہ کے مختلف مقامات پر بیک وقت تشریف فرما ہونے کے متعلق بڑے بڑے علماء کرام اور ائمہ نے بالتصریح تصدیق فرمائی ہے۔

اسی طرح کئی مستند کتابوں میں بھی اس کی تائید میں کافی واقعات موجود ہیں۔

دیوبندی مولوی رشید احمد گنگوہی نے اس کی تائید میں اور اس کے انکار کرنے کو گناہ

قرار دیتے ہوئے فتویٰ دیا ہے ملاحظہ ہو :

سوال : اولیاء کرام کو عالم کی سیر کرانا' مثلاً مکہ مکرمہ' مدینہ منورہ بلا اسباب ظاہری یہ ممکن اور کرامات سے ہے یا نہیں۔ ایسی بات کا اگر کوئی انکار کرے تو گنہگار ہو گا یا نہیں؟

جواب : یہ کراماتِ اولیاء اللہ سے ہوتی ہے اور حق ہے کہ کرامت خرقِ عادت کا نام ہے۔ س میں کوئی تردّد (شک وشبہ) کی بات نہیں۔ اس کا انکار گناہ ہے کہ انکارِ کرامت کرتا ہے اور کرامت کا حق ہونا مسئلہ اجماعی اہلِ سُنّت کا ہے۔ واللہ اعلم۔

کتبہ الاحقر۔ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ ۱۳۰۱ھ (فتاویٰ رشیدیہ کامل جلد ۱ صفحہ ۲۱ کتاب العقائد)

مجلس کی کیفیت و کرامت :

حضور غوث اعظم کی مجلس شریف میں تو نہ ہی کسی کو تھوک آتا تھا' نہ ہی کوئی کھنگارا تھا اور نہ ہی کوئی کسی سے کلام کرتا تھا۔ کسی فرد کو مجلس سے کھڑے ہونے کی جرأت بھی نہ ہوتی تھی۔ آپ کی تقریر دلپذیر سے لوگوں کی وجدانی کیفیت ہوتی تھی۔ محدث ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ جیسے عظیم المرتبت محدث پر آپ کی مجلس مبارکہ میں وجد طاری ہو گیا تھا۔ (قلائد الجواہر' بہجۃ الاسرار)

بد اخلاق لڑکا : ابوالحسن علی القراس علیہ الرحمۃ کا بیان ہے کہ ایک روز میں ایک بہت بڑی جماعت کے ہمراہ غوث اعظم کی زیارت کے لئے روانہ ہوا۔ یہ لوگ اپنی مشکلات کی آسانی کے لئے دُعا کرانے کی غرض سے حاضرِ خدمت ہو رہے ہیں۔ راستہ میں اور لوگ بھی ساتھ ہوئے۔ اُن میں ایک لڑکا بھی تھا جس کے متعلق مجھے علم تھا کہ اس کے اخلاق بہت رزیل قسم کے ہیں' اکثر وہ ناپاک رہتا تھا' بول و براز کے بعد استنجاء تک نہ کرتا تھا۔

حُسنِ اتفاق سے حضور غوثِ اعظم سے راستہ ہی میں ملاقات ہوگئی۔ ان لوگوں نے آپ کی خدمتِ عالیہ میں دُعا کی درخواست کی۔ ہم نے آگے بڑھ کر دست بوسی کی۔ جب وہ لڑکا دست بوسی کے لئے ہاتھ پکڑنے لگا تو آپ نے اپنا ہاتھ آستین میں چھپالیا اور اس کی طرف ایک نظر دیکھا تو وہ لڑکا بے ہوش ہوکر زمین پر گر پڑا۔ جب اُس کو ہوش آیا تو اُسی وقت اُس کے چہرہ پر ڈاڑھی نمودار ہوئی۔ پھر اُس نے آپ کے دستِ مبارک پر توبہ کی تو آپ نے اُس سے مصافحہ فرمایا۔ (قلائدالجواہر)

نہ کتابوں سے نہ کالج کے ہے دَر سے پیدا　　دین ہوتا ہے بزرگوں کی نظر سے پیدا
نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں　　جو ہو ذوقِ یقین پیدا تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں

اِفْعَلُ مَاتُرِيْدُ : حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے زمانہ مبارک میں مقربین میں سے ایک مقرب کی ولایت سلب کر لی گئی۔ سب چھوٹے بڑے اس کو حقارت کی نگاہ سے دیکھنے لگے تو اُس نے تین سو ساٹھ (۳۶۰) اولیاء اللہ سے دُعا کی التجا کی اور سب اولیاء الرحمٰن نے اللہ کریم کی بارگاہ میں سفارش کی لیکن انہوں نے اُس کا نام لوحِ محفوظ پر اشقیاء کی فہرست میں لکھا دیکھا تو اُن اولیاء اللہ نے اُس کو بتایا کہ تم اب کامیاب نہیں ہوں گے' پھر اُس کا چہرہ سیاہ ہوگیا۔ بالآخر **فتوجه الی باب سلطان الاولیاء** اُس نے اولیاء کاملین کے شہنشاہ کی بارگاہ کی طرف توجہ کی تو آپ نے ارشاد فرمایا **فان كنت مردوداً عن الله فانا اقدر اجعلك مقبولا عند الله باذن الله** اگر چہ تم رب تعالیٰ کی بارگاہ سے مَردود ہو گئے ہو مگر میں تم کو اللہ تعالیٰ کے اذن سے اللہ کریم کی بارگاہ کا مقبول بنا سکتا ہوں' پھر آپ نے اُس کے لئے بارگاہِ خداوندی میں دُعا کی تو ندا آئی کیا تم کو علم نہیں کہ اس کے لئے تین سو ساٹھ میرے اولیاء سفارش کر چکے ہیں لیکن میں نے اُن کی سفارش منظور نہیں فرمائی۔

بایں وجہ کہ یہ لوحِ محفوظ پر شقی اور بد بخت لکھا جاچکا ہے تو حضور غوث اعظم نے عرض کیا **یا رب انت قادرٌ ان یجعل المَردود مقبولا والمقبولَ مردودًا** اے رب کریم ! تو مردود کو مقبول اور مقبول کو مردود بنانے پر قادر ہے۔ اگر تیری منشاء یہی ہے کہ یہ مردود ہی رہے تو، تو نے اس کو مقبول بنالینے کی دُعا مجھ سے کیوں کرائی ؟

فجاء ہ الخطاب فوضت امرہ' الیك افعل ماترید فمقبولك مقبولی ومردودك مردودی تو نِداء آئی اے عبدالقادر ! اسے میں نے تیرے سپرد کردیا جو چاہو بنادو، اور تمہارا مقبول میرا مقبول ہے اور تمہارا مردود میرا مردود ہے۔ **انی اعطیتك تصرف العزل والنصب** بے شک میں نے تم کو معزول کرنے اور مقرر کرنے کے اختیارات عطا فرمادیئے ہیں۔ بعدازیں آپ نے اُس کو منہ دھونے کا ارشاد فرمایا تو اللہ کریم نے اشقیاء کی فہرست سے اُس کا نام مٹا کر اصفیاء کی فہرست میں لکھ دیا۔ (تفریح الخاطر)

قبر سے نکل کر بیعت فرمانا (وصال کے بعد تصرف) :

ایک شہر میں سیدنا حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا معتقد رہتا تھا۔ اُس نے سلسلہ قادریہ میں داخل ہونے کا ارادہ بھی کر رکھا تھا۔ ایک دن وہ دُور دَراز کا سفر طے کر کے بغداد شریف پہنچا تو اُس کو معلوم ہوا کہ حضرت غوث اعظم کا انتقال ہو چکا ہے۔ آخر اُس نے آپ کی قبر مبارک کی زیارت کرنے کا ارادہ کیا۔ قبر مبارک پر حاضر ہوکر آدابِ زیارت بجالایا **فظھـــــر الغوث الاعظم من مرقدہٖ واخذ بیـــدہٖ واعطاہ الانابة وانتسب بسلسلتہٖ** تو حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ اپنی قبر شریف سے نکلے اور اُس کا ہاتھ پکڑ کر اُسے توجہ دی اور اپنے

سلسلہ عالیہ قادریہ میں داخل فرمایا۔ (بہجۃ الاسرار، قلائدالجواہر، تفریح الخاطر)

امام المفسرین فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ اپنی معرکۃ الآراء تفسیر میں سرکارِ دو عالم ﷺ کی حدیث شریف درج فرماتے ہیں **ان اولیاء اللہ لایموتون لکن ینتقلون من دار الٰی دار** بے شک اولیاء اللہ مرتے نہیں بلکہ ایک گھر سے دوسرے گھر انتقال فرماتے ہیں۔ (تفسیر کبیر)

اِدھر ڈوبے اُدھر نکلے اُدھر ڈوبے اِدھر نکلے

سیدنا حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامات وتصرفات اور خرقِ عادات میں سے چند کا اندراج کیا ہے کیونکہ آپ کی کرامات بے شمار، بے حد اور خارج عن الحصر ہیں جس پر اسلاف کا اتفاق ہے۔ انسان اور جنات، جمادات، نباتات، حیوانات پر آپ کے قسم قسم کے تصرفات کی ہزاروں مثالیں موجود ہیں۔ کیوں نہ ہو کہ حضور غوث اعظم خود ہی اپنے خداداد اختیارات وتصرفات کا بیان اپنی زبان سے فرماتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ :

بِلَادُ اللّٰهِ مُلْكِیْ تَحْتَ حُكْمِیْ وَوَقْتِیْ قَبْلَ قَلْبِیْ قَدْ صَفَالِیْ

اللہ کے تمام بلاد وامصار میرے زیرِ اقتدار اور فرماں بردار ہیں اور میری یہ حکومت میرے تصفیہ قلب کے پہلے ہی سے ہے یعنی میں پیدائشی ولی اور صاحبِ تصرف ہوں۔

وَمَا مِنْهَا شُهُوْرٌ اَوْ دُهُوْرٌ تَمُرُّوْ تَنْقَضِیْ اِلَّا اَتٰی لِیْ

وَتُخْبِرُنِیْ بِمَا یَأْتِیْ وَیَجْرِیْ وَتُعْلِمُنِیْ فَاَقْصِرُ عَنْ جِدَالِیْ

جو مہینہ اور سال گزرتا ہے وہ میرے پاس حاضر ہوتا ہے اور مجھے ان تمام باتوں کی خبریں دیتا ہے جو اس مہینے اور سال میں ہونے والی ہوتی ہیں تو تم میرے اس بیان میں شک کر کے جھگڑا نہ کرو۔

خطباتِ حضور شیخ الاسلام رئیس المحققین علامہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی

(۱) محبت اہلبیت رسول ﷺ (۲) حقیقت نور محمدی ﷺ (۳) حقیقتِ نماز (۴) محبت رسول شرط ایمان (۵) النبی الامی ﷺ (۶) فضیلت رسول ﷺ (۷) رحمت عالم ﷺ (۸) عرفانِ اولیاء (۹) دینِ کامل (۱۰) غیراللہ سے مدد ! (۱۱) عظمتِ مصطفیٰ ﷺ (۱۲) اہلِ سُنّت کی پہچان (۱۳) اتباع نبوی (۱۴) تفسیر سورۂ ضحیٰ (۱۵) معراجِ عبدیت (۱۶) ایمانِ کامل (۱۷) آثار مبارکہ وتبرکات نبوی

ہر موضوع افادیت سے بھراپڑا' انتہائی اہم اور ایمان کو جِلا بخشنے والا ہے۔ حضور شیخ الاسلام نے ہر خطبہ کو آیات قرآنیہ' تفسیر واحادیث کے دلائل و براہین سے سجایا اور سنوارا ہے۔ تقریر کے ہر جملے میں ہدایت کی ایسی شعاع نکلتی ہے جو دل و دماغ کے تاریک گوشوں کو منور ومجلیٰ بنادے۔ ایک محقق کا طرۂ امتیاز بھی یہی ہوتا ہے کہ اس کی ہر گفتگو تحقیق و تدقیق سے بھری پڑی ہو' ان خطبات کا یہ پہلو انتہائی تابناک ہے۔ حضور شیخ الاسلام کو رب قدیر نے قرآنی مزاج شناس مفسر' فقہیات پر حاوی فقیہ' فہم احادیث کا ماہر' نکتہ رس معقولی' علم کلام کا مدبر' سلاست رو خطیب' عرفان وآگہی کا ہادی بنایا ہے۔

حضور شیخ الاسلام تقریر میں قرآنی اسرار و معارف کا دریا بہاتے ہیں' لوگ سُن سُن کر حیران و ششدر رہ جاتے ہیں تقریر سے علم ودانش کے فوارے پھوٹنے لگتے ہیں۔ تقریر کے دوران محفل پر سناٹا چھا جاتا ہے کوئی باتیں کرتا نظر نہ آتا' گستاخان رسول ﷺ پر ہیبت طاری ہوجاتی۔ دور سے دیکھئے تو رُعب و دبدبے سے دیکھا نہ جائے' پاس بیٹھئے تو باتوں سے پھول جھڑتے دیکھئے۔ محبان رسول کے لئے شبنم کی ٹھنڈک' گستاخان رسول کے لئے نشتر کی چبھن۔ بلاشبہ حضور شیخ الاسلام معنوی جلال و جمال کا حسین پیکر ہیں۔

شہزادۂ غوث الثقلین حضور شیخ الاسلام علامہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی کے مواعظ بیشتر ممالک میں ہوتے ہیں جو کڑوڑہا افراد کے عقائد میں پختگی' ایمان میں تازگی' اذہان کی تطہیر' معاشرے کی اصلاح' مسلکِ حق وصداقت کی تبلیغ' پاکیزہ ادب کی ترویج واشاعت اور رُوح میں بالیدگی پیدا کرنے کا باعث بنتے ہیں۔

حضور شیخ الاسلام کے خطبات نہایت جامع' مفید اور بصیرت افروز ہوتے ہیں۔ آپ اعتقادات پر ایسے ٹھوس دلائل کے ساتھ خطاب فرماتے ہیں کہ بدمذہب انسان کا ایمان درست ہوجائے اور صحیح الاعتقاد شخص' راسخ الاعتقاد اور اپنے دین کا مبلغ ہوجائے۔ علمی تقریبات اور مجمعِ علماء میں بھی ایسا مختصر اور نکات ومعارف سے بھرپور خطاب فرماتے ہیں جو اُن کے لئے فکر و بصیرت کے نئے دریچے کھول دے' اور علم وآگہی کے نئے گوشے روشن کردے۔ اگر آج کسی کو عَالِم تصور میں حضور غوث اعظم کی مجلس وعظ کی کیفیت دیکھنی ہو تو حضور شیخ الاسلام کی مجلس وعظ میں وہ کیفیت دیکھیں' بلاشبہ آپ کی خطابت حضور سیدنا غوث اعظم کی کرامت ہے اور یہ حضور غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کے مقدس گھرانے کا معمول وطرۂ امتیاز ہے۔

مکتبہ انوار المصطفیٰ 23-2-75/6 مغلپورہ۔حیدرآباد (9848576230)

اختتامیہ برائے خطبائے کرام

معزز خطبائے کرام ! تقریر و خطابت کی سحر انگیزی اور سرعتِ تاثیر ساری دُنیا میں مسلّم ہے۔ خطابت، اللہ تعالیٰ کا خاص الخاص انعام ہے اور اُس کے رَسولانِ عظام کی عظیم نشانی ہے جس کے ذریعے بے جان پتھر بھی تڑپ اُٹھا کرتے تھے۔ خود حضور نبی الانبیاء ﷺ کو جس شان کی خطابت عطا ہوئی اس کی کوئی مثال نہیں ملتی۔ حضور ﷺ کے خطبات نے صرف عرب کے جاہلی معاشرے کو ہی تبدیل نہیں کیا بلکہ پورے عالم انسانیت کو انسانی حقوق اور فرائض کی ایک دستاویز فراہم کی ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ کے ہر کلام اور بیان میں ایک پیغام ہوتا ہے۔ توحیدِ خدا کا پیغام ......عظمتِ انبیاء کا پیغام، رحمتِ مصطفٰے کا پیغام ......انسانی فلاح کا پیغام ......حسنِ معیشت اور طرزِ معاشرت کا پیغام، حریتِ فکر اور تہذیب دہر کا پیغام، دِلوں کی دُنیا کو تسخیر دیتا ہے۔ حضور ﷺ کا یہ انداز خطابت بتاتا ہے کہ خطبائے اسلام کو بھی اپنی خطابت میں پیغام کی رُوح بیدار کرنی چاہئے، راہِ خطابت میں خلوصِ نیّت، دلائل کی گرمی اور الفاظ کی نرمی کا ہونا اشد ضروری ہے۔

حضور غوث اعظم نے مواعظ وخطبات اور اقوال وارشادات کی تاثیر سے مُردہ دِلوں کی مسیحائی کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے قلب کی توجہ اور زبان کی تاثیر سے لاکھوں انسانوں کو نئی ایمانی زندگی عطا فرمائی۔ آپ کا وجود اسلام کے لئے ایک باد بہاری تھا جس نے دلوں کے قبرستان میں نئی جان ڈال دی اور عالم اسلام میں ایمان وعمل، روحانیات وتصوف کی ایک نئی تحریک پیدا کردی۔ آپ کے مواعظ دِلوں پر بجلی کا اثر کرتے تھے شیخ عمر کمیانی کا بیان ہے 'کوئی مجلس ایسی نہ ہوتی تھی جس میں یہودی اور عیسائی اسلام قبول نہ کرتے ہوں اور رہزن جرائم پیشہ توبہ سے مشرف نہ ہوتے ہوں۔

فاسد الاعتقاد اپنے غلط عقائد سے توبہ نہ کرتے ہوں، کوئی شخص بھی آپ کا معتقد ہوجانے کے بعد اپنے اعتقاد سے کبھی منحرف نہ ہوتا تھا۔ (قلائدالجواہر)

مورخین کا اس پر اتفاق ہے کہ بغداد کی آبادی کے ایک بڑے حصہ نے آپ کے دستِ حق پرست پر اسلام قبول کیا۔ آپ کے زورِ بیان اور سوزِ کلام کا ہی یہ اثر تھا کہ فسق وفجور سے بھرپور اور ایک بگڑے ہوئے معاشرے میں آپ کی دعوتِ حق نے لاکھوں بندگانِ خدا کی کایا پلٹ دی اور ہزاروں لاکھوں گم کردہ منزل، منزل آشنا ہوگئے۔ آپ کی تقاریر کا نبیادی موضوع کتاب وسُنّت کی پیروی تعلق باللہ، توکل علی اللہ، مخلوق سے بے نیازی، یادِ الٰہی، محبوبانِ بارگاہِ حضرت محمد مصطفٰی ﷺ کی ذاتِ گرامی سے نسب کی استواری ہوتا۔ حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ 'حضرت غوث اعظم کے کلام معجز بیان میں وہ تاثیر تھی کہ آپ آیات وعید کے معانی ارشاد فرماتے تھے تو تمام لوگ لرز جاتے تھے چہروں کا رنگ فق ہوجاتا تھا گریہ وزاری کا یہ عالم ہوتا تھا کہ اہل محفل پر بے ہوشی طاری ہوجاتی تھی۔ جب آپ رحمتِ الٰہی کے تشریح وتوضیح اور اس کے مطالب بیان فرمانے لگتے تو لوگوں کے دل غنچوں کی طرح کھل جاتے تھے اکثر حاضرین تو بادۂ ذوق وشوق سے اس طرح مست وبے خود ہوجاتے تھے کہ بعد ختم محفل ان کو ہوش آتا تھا اور بعض تو محفل میں ہی جان بحق تسلیم ہوجاتے۔ (اخبارالاخیار)

حضرت غوث العالم مخدوم الافاق سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ، کے ہاتھ پر ایک ہی دن میں جادوگر، جوگی اور کوئی پانچ ہزار اشخاص مسلمان ہوئے تھے۔

(حیات غوث العالم، خزینۃ الاصفیاء، تذکرۃ مشائخ عظام)

مخدوم الملت حضور محدث اعظم ہند علامہ سید محمد اشرفی جیلانی قدس سرہ، کے دستِ حق پرست پر ہزاروں افراد نے دعوتِ حق قبول کی اور داخلِ اسلام ہوئے۔ لاکھوں

عقیدت مند بیعت کر کے حلقہ ارادت میں داخل ہوئے۔ حضور شیخ الاسلام علامہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی کی رُوحانی محافل ومجالس میں فقیر (مؤلف) نے شرکت کی سعادت حاصل کی۔ ایک موقعہ پر کرناٹک میں بکثرت لوگ آپ کے چہرۂ نورانی کی زیارت سے مشرف ہوکر داخلِ اسلام ہوئے۔ مجدّدِ دوراں رئیس المحققین حضور شیخ الاسلام علامہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی چمنستانِ اسلام کے ایک ایسے مہکتے ہوئے پھول کا نام ہے جو سدا بہار ہے اور جس کی خوشبو سارے عالم میں پھیلی اور پھیلتی جارہی ہے۔ مسلمانوں کے ایمانی دماغوں کومہکارہی ہے اورمہکاتی رہے گی بلاشبہ وہ شہزادۂ غوث الثقلین ہیں۔ حضور شیخ الاسلام کے مواعظ بیشترممالک میں ہوتے ہیں جوکڑوڑہاافراد کے عقائد میں پختگی، ایمان میں تازگی، اذہان کی تطہیر، معاشرے کی اصلاح، مسلکِ حق وصداقت کی تبلیغ، پاکیزہ ادب کی ترویج واشاعت اوررُوح میں بالیدگی پیدا کرنے کا باعث بنتے ہیں۔ حضور شیخ الاسلام کے خطبات نہایت جامع، مفیداوربصیرت افروز ہوتے ہیں۔ آپ اعتقادات پرایسےٹھوس دلائل کے ساتھ خطاب فرماتے ہیں کہ بدمذہب انسان کا ایمان درست ہوجائے اورصحیح الاعتقاد شخص، راسخ الاعتقاد اوراپنے دین کا مبلغ ہوجائے۔ علمی تقریبات اورمجمعِ علماء میں بھی ایسا مختصر اور نکات ومعارف سے بھرپور خطاب فرماتے ہیں جو اُن کے لئے فکر وبصیرت کے نئے دریچے کھول دے، اورعلم وآگہی کے نئے گوشے روشن کردے ......

ذلك فضل الله يوتيه من يشآء

موجودہ دور کے اکثر خطبائے کرام میں یہ تاثیرختم ہوچکی ہے کیونکہ اُن کے اندر تصنع زیادہ اوراخلاص کم ہوگیا ہےتقویٰ وپرہیزگاری رخصت ہوچکی ہے۔ اہلِ دل کی صحبت اختیار نہ کرنے کے نتیجے میں سراپا نفس وہوس بن گئے ہیں۔ سیدنا حضور غوث اعظم فرماتے ہیں کہ ستّر ہزارافراد میری مجلس میں شریک ہوا کرتے تھے۔

سوار اتنے آتے تھے کہ اُن کی گرد سے عیدگاہ کے گرد ایک حلقہ بن جاتا تھا اور دُور سے تو وہ نظر آتا تھا۔ آج ہمارے خطبائے کرام کے جلسے زبردست اخراجات کے باوجود مسلسل ناکام وفلاپ ہورہے ہیں۔ اخباری تشہیر' پوسٹرس' لاؤڈ اسپیکرس اور اعلانات کے باوجود گنتی کے چند افراد شریک ہورہے ہیں۔ خطبائے کرام کو معقول معاوضہ دینے' ناز ونخرے برداشت کرنے اور شرائط کو قبول کرنے کے باوجود بھی تقریریں بے فیض اور لا حاصل ہوکر رہ گئی ہیں۔

اکثر خطبائے کرام جو علم سے قلاش اور عمل سے مفلس ہیں وہ بغیر مطالعہ وعلم کے تقاریر کرتے ہیں جس میں دلائل تو بالکل ہی نہیں پیش کئے جاتے بلکہ صرف لفاظی اور لمبی لمبی روایتی تمہید ہوتی ہے چٹکلے بازیوں میں وقت گنوا دیتے ہیں۔ تقاریر میں غیر تحقیقی باتوں کی کثرت ہوتی ہے' علمی وتاریخی لحاظ سے غلط روایات میں اپنی جانب سے بے جا اضافے اور غلط سیاق وسباق کے پیوند پر پیوند ہوتے ہیں۔ اسناد اور حوالے کے بغیر ہی غیر معتبر حکایات' قصص اور غیر مستند روایات بیان کردی جاتی ہیں جس سے غیر شعوری طور پر سادہ ذہن لوگ غیر معتبر روایات' واہیات خرافات' جاہلانہ حماقات' لغویات وتوہمات' کو قبول کرلیتے ہیں۔ تقریر میں وہ باتیں بیان کی جاتی ہیں جس کا عندالضرورۃ حوالہ بھی پیش نہیں کیا جاسکتا۔

کسی لفظ کی نسبت رسول اللہ ﷺ کی طرف کرتے ہوئے پہلے سو مرتبہ سوچنا چاہئے کیونکہ بغیر تحقیق وتفتیش کے کسی بات کو رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب کرنا کبیرہ گناہ ہے۔

ہم بڑی معذرت اور ادب سے یہ بات کہیں گے کہ آج ہماری تقریروں میں اکثر مواد حکایات پر مبنی' متروک اور من گھڑت درجے کا ہوتا ہے اور بڑی جسارت ہے اُن خطباء کی جو بغیر تحقیق کے عوام الناس میں غیر ثابت واقعات اور احادیث بیان کرتے ہیں۔

اگر یہ گناہ عمداً اپنی تقریر کو بڑھانے، چمکانے اور سیٹ کرنے کے لئے کیا جاتا ہے تو بہت خطرناک اور مہلک ہے اور بالفرض یہ سلسلہ جہالت ولاعلمی کی وجہ سے ہے تو پھر بھی دُرست نہیں، ایسی صورت میں بھی آدمی مجرم ہوگا کہ اُس نے وسائل، مصادر اور تحقیق کے مواقع ہونے کے باوجود محنت اور کوشش نہ کی اور سچے دین سے لوگوں کو دُور رکھا۔

ہمارے ائمہ مجتہدین اور محدثین کرام نے ایک ایک حدیث کے لئے مہینوں کا سفر کیا مگر ہم اپنی لائبریری یا شہر کے مکتبہ میں جا کر ایک حدیث کی تحقیق نہیں کر سکتے۔ آیا یہ حدیث حضور نبی کریم ﷺ تک صحیح ثابت بھی ہے یا نہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اتقو الله ایها الخطباء ولا تقولوا علی الرسول مالا تعلمون

افسوس کہ قوم کا زبردست مالی وعلمی استحصال ہو رہا ہے اور انھیں دانستہ طور پر علم، اہلِ علم اور دینی کتب سے دُور رکھا جا رہا ہے تاکہ وہ ہوا میں تحلیل ہونیوالی تقریروں میں مصروف ہو جائیں۔ تقریر کے نام پر فنِ خطابت کا مظاہرہ اور آواز کے جادو دِکھائے جاتے ہیں، چیخ وپکار اور گھن وگرج کا نام تقریر ہو گیا ہے۔ آج کے سلگھتے ہوئے معاشرتی، سماجی اور دینی زندگی کے بگڑتے ہوئے مسائل اور عصری تقاضوں سے بے خبر رٹے رٹائے چند منتخب موضوعات پر تقریر کرتے ہیں۔ علمائے کرام کی عصری تحقیقات، تخلیقات، مقالات، تصانیف وتالیفات اور علمی واشاعتی کارناموں سے عدم واقفیت اور محرومیِ مطالعہ کی وجہ سے خطبائے کرام خشکی میں کشتی چلا رہے ہیں اور اندھیرے وتاریکی میں لڑکھڑاتے ہوئے (روشنی کی رہنمائی کے بغیر ہی) چل رہے ہیں۔ ان جاہل متکبرین کو کون سمجھائے کہ انانیت ونفسانیت کے مظاہرے چھوڑ دیں، مزاج میں اخلاص وتواضع پیدا کریں اور کتابوں سے ربط پیدا کریں۔ یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہیکہ اہلِ علم (علماء، طلباء، مقررین وواعظین ......) سب کے کاروان کتابوں کے ذریعے ہی آگے بڑھتے ہیں۔ پڑول سے چلنی والی گاڑیوں کے لئے

پڑول ضروری ہوتا ہے ورنہ گاڑی رُک جائے گی۔ مریض کے لئے میڈیکل شاپ سے دوا منگوائی نہ جائے تو جسمانی موت واقع ہوجائے گی ...... بلاتشبیہ وبلاتمثیل اگر دینی مکتبوں کی طرف بغرض حصولِ علم رُخ نہ کیا جائے تو رُوحانی وعلمی موت واقع ہوجائے گی۔ قرآن مجیداورنزولِ وحی کی ابتداء جس لفظ سے ہوئی ہے وہ **اِقْــرَاْ** ہے۔ **اِقْــرَاْ** کے معنٰی پڑھو' مطالعہ کرو ہوتے ہیں۔ افسوس کہ انھیں کتابوں سے الرجک ہے۔ خودستائی اورخود بینی اُن کا پیشہ ہے' بقلمِ خود تین تین لائن کے عالمی وآفاقی بلکہ آفتابی القابات (آفتابِ خطابت' شہنشاہ خطابت' عالمی شہرت یافتہ خطیب' سلطان الواعظین' خطیب الہند' عمدۃ البیان' شعلہ بیان خطیب' مفکر اسلام' ترجمانِ مسلک' ناشرِ مسلک' مبلغ اسلام' نقیب الاسلام' رہبر شریعت' پیر طریقت ......) خود ہی کے لئے پوسٹرس پر لکھ لئے جاتے ہیں۔ تقریر کے دوران مسلسل نعرے بازی اور دادِ تحسین کے لئے چیلوں وحمایتوں کی ٹیم کو اپنے ساتھ لاتے ہیں اور جلسہ گاہ میں مختلف مقامات پر بٹھا دیتے ہیں۔

دیکھا یہ جارہا ہے کہ کسی نامور عالمِ دین اور مشائخ کی وفات کے بعد خود کو اُس بزرگ ہستی کا خلیفہ لکھ لیا جاتا ہے۔ تعجب کی بات یہ ہے کہ آیا شیخ نے عالمِ برزخ سے تشریف لاکر انہیں خلافت سے نوازا ہے یا یہ جعلی خلیفہ عالمِ برزخ میں خود پہونچ کر خلافت حاصل کئے ہیں !

مخلوق ہاتھ چومتی ہے اُن کے اے صفیؔ حیلہ تراش لیتے ہیں جو ہر گناہ کا

کیا یہی لوگ انبیاء کے وارث ہیں؟ کیا یہ لوگ دین کے تقاضے پورے کررہے ہیں؟ کیاان کے اندر جھانکنے کے بعد دین سے برگشتہ ہونے کا خطرہ نہیں ہے؟ مُلک اورقوم کی رہنمائی اور بگڑے ہوئے معاشرہ کا سدھار اُس وقت ہی ممکن ہوگا جب ہمارے بامعاوضہ پروفیشنل خطبائے کرام میں سدھار پیدا ہوجائے اوراُن کی اصلاح ہوجائے۔

اللہ تعالیٰ کی یاد اور شریعت کے تقاضوں کو پورا کرنے کے راستے میں موجودہ دَور میں طرح طرح کی رکاوٹیں پائی جاتی ہیں اور یہ رُکاوٹ پیدا کرنے والے معاشرے کے ناسُور بنتے جارہے ہیں۔ اکثر خطبائے کرام جو علم سے قلاش اور عمل سے مفلس ہیں اپنے تقاریر کے کاروبار سے غرباء کو خوب لوٹتے ہیں بلکہ جونک کی طرح ڈنس کر خون چوس لیتے ہیں۔ جس کی جلوت **قال الله** اور **قال الرسول** ہے اور خلوت اتنی گھناؤنی ہے جس سے ابلیس کو بھی شرم آئے۔

شرمِ نبی خوفِ خدا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

اکثر خطبائے کرام کا حال یہ ہے کہ وہ سرمایہ داروں کے پالتو ہوتے ہیں اُن کی خوشامد کرتے رہتے ہیں۔ اگر امیر بیمار ہوں تو روز اُن کی عیادت کے لئے جاتے ہیں اور غریب اگر بیمار ہو تو انہیں حقیر و معمولی مخلوق یعنی حشرات الارض سمجھتے ہیں۔ کیا یہ لوگ تبلیغِ اسلام کے تقاضے پورے کر رہے ہیں؟ کیا ان نمائشی اور نام نہاد مقررین کو دیکھ کر لوگ اصلی صلحاء اور اولیاء اللہ سے بدگمانی کے خطرے میں مبتلا نہیں ہوں گے؟

گُل گئے، گلشن گئے، دَھتورے باقی رہ گئے　　کامل گئے، اکمل گئے، اَدھورے باقی رہ گئے

حضور نبی اکرم ﷺ وادی طائف میں تشریف لے گئے، وہاں کیا آپ کے اسم گرامی کے اشتہارات لگے ہوئے تھے؟ کیا وہاں اسٹیج سجائے گئے تھے؟ کیا وہاں نعروں کی گونج میں استقبال کیا جارہا تھا؟ کیا لوگ پھولوں کے ہار لے کر کھڑے تھے؟ کیا وہاں نوٹوں کی بارش ہوئی تھی؟ کیا وہاں مرغ و ماہی اور اعلیٰ قسم کی کھانوں سے ضیافت ہوتی تھی؟ آپ گئے اور پتھروں سے زخمی ہو کر بھی خطابت و رسالت کا حق ادا کیا۔ آج اُن کی محبت و ارادت کا دم بھرنے والے تقریر سے پہلے سواری خرچ، پوسٹرس میں القابات کی شرط، تقریر کا معقول معاوضہ، جلوس کی شکل میں نعروں

کے ساتھ استقبال کی شرط اور اپنے بہت سارے مطالبات سے قوم کو نڈھال کر دیتے ہیں کہ پھر محفل سجانے کا خیال بھی اُن کے لئے سوہان رُوح بن جاتا ہے یہ اُن مطالبات کی 'برکت' ہے کہ زبانوں سے تاثیر ختم ہوکر رہ گئی ہے۔

یاد رکھیں ! اسے دنیا کی طلبی کا ذریعہ نہ بنائیں' بلکہ خلقِ خدا کو راہ پر لگانے کا ذریعہ بنائیں۔مخلوق سے کوئی طمع کوئی امید نہ رکھیں۔

واعظ قوم میں وہ پختہ خیالی نہ رہی
برق طبعی نہ رہی شعلہ مقالی نہ رہی
رہ گئی رسم اذاں' رُوح بلالی نہ رہی
فلسفہ رہ گیا' تلقین غزالی نہ رہی
مسجدیں مرثیہ خواں ہیں کہ نمازی نہ رہے
یعنی وہ صاحب اوصاف حجازی نہ رہے

جتنی دولت ایک مزدور ایک سال میں کماتا ہے' خطابت کے شہسوار ہیں کہ ذکرِ سرکار کا صدقہ یہ ایک رات میں کما لیتے ہیں۔ گاڑیاں بھی ہیں' ذاتی بنگلے بھی ہیں' زینات بھی ہیں' موبائیل فون بھی ہیں' نادان عوام کی دی ہوئی عزت بھی ہے شہرت بھی ہے' لوگ ہاتھ بھی چومتے ہیں' قدموں پر بھی جھومتے ہیں۔ کیا اُن کو سرخاب کے پَر لگے ہیں؟ یہ عزت' یہ دولت' یہ شہرت جس محبوب کا صدقہ ہے اُس کے دین وملت کے ساتھ اتنا بڑا اندراق کرنا کہاں کا انصاف ہے؟

﴿ ہم نے یہاں اکثر خطبائے کرام کا ذکر کیا ہے عام حال یہی ہے لیکن اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ ہر طبقہ میں کچھ نہ کچھ استثناء ضرور ہے اگر یہ استثناء نہ ہوتا تو اب تک قیامت آچکی ہوتی ﴾

خطبائے کرام کو عزت بھی ملنی چاہئے' دولت وشہرت بھی دینی چاہئے' دُنیا کی نعمتوں کا صحیح حقدار سرکار کا مدحتِ سرا ہو سکتا ہے لیکن انہیں بھی چاہئے کہ اُن کا ہر لفظ اللہ تعالیٰ کی رضا اور محبوب کی ثنا کے لئے استعمال ہو۔ جلبِ زر کے لئے مبالغہ آرائی' جہالت آفرینی' اور اپنے مسلمہ عقائد سے رُوگرانی کتنا بڑا جرم ہے۔ اس کا شاید کسی کو احساس تک نہیں۔

میری ایک گذارش ہے کہ ہمارے مسلک مہذب کے مخلص و باکردار خطبائے کرام ایک تنظیم بنائیں اور باہمی تعاون کو وسعت دیتے ہوئے نظم وضبط کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے وعظ کریں اور لوگوں کو حضور ﷺ کی محبت واطاعت کا درس دیں۔ اسی طرح نامور مشائخ کرام بھی اُن کی سرپرستی کرکے دین کی اشاعت کا باعث بنیں۔ مشائخ کرام اور خطبائے عظام مل کر مزارات سے اُن میلوں کو ختم کرکے اعراس کی محافل کا آغاز کرسکتے ہیں جو ہمارے مسلک مہذب کے لئے رُسوائی کا باعث ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ وہ ایک دن خطبائے کرام کے لئے زیادہ فتوحات کا باعث ہوگا' پھر خطبائے کرام کو یہ بھی چاہئے کہ خطابت کو عبادت بنانے ہوئے اپنے خطبات میں علمائے اہلسنّت وجماعت کا لٹریچر عام کریں۔ ہمارا مسلک مہذب کروڑوں انسانوں پر مشتمل ہے۔ افراد کی اتنی بڑی تعداد جہالت کا شکار ہونے کی وجہ سے اغیار کے نرغے میں پھنسی جارہی ہے۔ خطبائے کرام کی سریلی آوازوں کی دلدادہ عوام اگر خطابت کے ثمرات سے مالا مال ہوجائے تو دُنیا کی کوئی طاقت ہمیں للکار نہیں سکتی۔ مجھے یہ بھی یقین کامل ہے کہ ہمارے بعض ہردلعزیز خطیب کسی جنگل بیابان میں اپنی آمد کا اعلان کردیں تو لوگ اسی طرح جمع ہوتے ہیں جس طرح کسی شہر کی جامع مسجد میں جمع ہوتے ہیں۔ لوگوں کی اس قدردانی کا فائدہ اپنی ذات کو نہیں' مصطفٰے کے دین کو پہنچایا جائے۔ وقتِ مقررہ پر پہنچنا اچھے خطیب ہی نہیں' ہر مسلمان کی عادت ہونی چاہئے۔ لوگ ہزاروں روپیہ لگا کر انتظار کی سولی پر لٹکتے رہتے ہیں۔ ہر خطیب کا فرض ہے کہ وہ عشاء کی نماز اہل جلسہ کے ہاں پڑھے اور اسٹیج پر جلد ہی رونق افروز ہوجائے۔ دیکھا یہ گیا ہے کہ اپنی شادی میں دولہا نمازِ مغرب یا نمازِ عشاء کے بعد افرادِ گھر کے ساتھ شادی خانہ پہونچ جاتا ہے لیکن خطبائے کرام کا حال یہ ہے کہ رات کے بارہ' ایک بجے نعروں کی گونج میں جلوس کی شکل میں چیلوں

وحمایتوں کے ساتھ جلسہ گاہ میں تشریف لاتے ہیں پھر دو تین گھنٹے چیخ وپُکار اور گھن گرج کے ساتھ تقریر ہوتی ہے، سب لوگ نیند سے نڈھال اور حالتِ تھکان میں گھر پہنچ کر دوپہر تک سو جاتے ہیں، یہ اتفاق نہیں بلکہ ہمیشہ کا معمول ہے جس کی وجہ سے سب کی نمازیں فوت ہو جاتی ہیں۔ نمازوں سے مسلسل غفلت بَرتی جارہی ہے اور مساجد میں باجماعت نماز ادا نہ کرنے کی عادت بھی بڑھتی جارہی ہے۔ ہمارے اکثر جلسے مرکزی مہمان کے دیر سے آنے یا نہ آنے کی وجہ سے تباہ ہو جاتے ہیں۔ خطیب کو چاہیے کہ جہاں وعدہ کیا ہے وہاں ہر حال میں پہنچنے کی کوشش کرے۔ یہ نہ ہو کہ کوئی زیادہ قیمتی محفل کا وقت مل جانے پر وعدے کی دھجیاں اڑا کر رکھ دے۔ یہ بات حضور نبی کریم ﷺ کی رضا کے خلاف ہے۔ یہ دُنیا چند دنوں کی مہمان ہے بلکہ لمحوں کی گیارنٹی نہیں۔ اس دُنیا میں آرام اور آسائش کو تلاش کرنا مومن کی شان عزیمت کے خلاف ہے۔ ہم مجمع تھوڑا دیکھ کر جانا پسند نہیں کرتے۔ کھانا ہلکا ہو تو باتیں کرتے ہیں۔ معاوضہ وفیس کم ملنے کا امکان ہو تو ذکرِ رسول میں بھی بوجھل ہو جاتے ہیں۔ اگر ہمارا مقصد اللہ تعالٰی اور اُس کے محبوب اکرم ﷺ کو سُنانا ہوتا ہے تو وہ تو سُنتے ہیں، ہمیں پورے خلوص سے سُنانا چاہیے۔

ضعف مانا مگر اے ظالم دِل   اُن کے رستے میں تو تھکا نہ کرے

ہمارا تجربہ ہے کہ بعض مختصر سی محافل بھی حسن ذوق کی برکت سے بڑی بڑی محافل پر بازی لے جاتی ہیں، اس لئے ذاکر مصطفٰے کو صبر وعزیمت کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔ ان کے راستے میں پہنچنے والی ہر اذیت قیامت کے دن بیشمار ثمرات کا خزانہ ثابت ہوگی لیکن ہم نے تو شاید ہر نعمت اور ہر آسائش کو اس عارضی دُنیا میں حاصل کرنے کا تہیہ کر رکھا ہے۔ یاد رکھیں جو دُنیا میں سیر ہو جاتے ہیں اُن کے لئے آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہوتا۔

ہمارے خطبائے کرام کی نجی محافل کوئی اتنا اچھا تاثر نہیں چھوڑتیں' مبلغ اور خطیب کا ظاہر و باطن ایک جیسا ہونا چاہئے' خلوت وجلوت میں مناسبت ہونی چاہیئے۔ اس کا کردار اس کی گفتار سے بڑھ کر خطابت کے فرائض سَرانجام دئے' لیکن صورت حال کیا ہے:

اقبال بڑا اپدیشک ہے من باتوں سے موہ لیتا ہے
گفتار کا غازی بن تو گیا' کردار کا غازی بن نہ سکا

ہم لوگوں سے تو کہتے ہیں کہ عاشقِ رسول بنو۔ وہ ہمارے کہنے پر عاشقِ رسول بن جاتے ہیں لیکن ہمارے اپنے عشق کا کیا حال ہے کہ ہمیں ذہن میں مقررہ ہدف سے کچھ روپے بھی کم مل جائیں تو سارا عشق ہوا ہو جاتا ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ' نے کیا خوب فرمایا ہے۔ کچھ علماء پارس کی طرح ہوتے ہیں جس سے لگنے والی ہر چیز سونا بن جاتی ہے لیکن وہ خود پتھر ہی رہ جاتا ہے۔

الحاصل تقریر اگر تبلیغ واشاعتِ دین اور احقاقِ حق وابطالِ باطل کی نیت سے ہو تو مقررین میں اخلاص بھی ہوتا ہے اور سادگی بھی۔ دَرد بھی ہوتا ہے اور بے خوفی بھی۔ قوت وتوانائی بھی ہوتی ہے اور معانی ومفاہیم کی کثرت بھی۔ اپنوں کے دل کی ٹھنڈک بھی ہوتی ہے اور منکرین کے لئے تلوار و نیزہ کی مار بھی۔ عشق کا سوز وساز بھی ہوتا ہے اور حق کی آواز بھی۔

تقریریں کئی طرح کی ہوتی ہیں :

(۱) ادق اور علمی جن کو اہل علم ہی سمجھ سکیں۔ (اس قسم کی تقریر کا دائرہ نفع محدود ہے)

(۲) سطحی اور دلچسپ ......جن کو عوام تو پسند کریں' مگر اہلِ علم حقارت سے دیکھیں۔

(۳) غیر تحقیقی باتوں کی کثرت' علمی و تاریخی لحاظ سے غلط روایات میں اپنی جانب سے بے جا اضافے' الفاظ کے' جملوں کے' مضامین کے' غلط سیاق وسباق کے پیوند پر پیوند'

مگر بیان میں ایسی چاشنی اورزور کہ عوام وجد میں آجائیں۔ ایسی تقریروں سے ان خطباء کے کشکول بھرے ہوتے ہیں جنہیں رضائے خدا ورسول سے زیادہ خوشنودی عوام عزیز ہوتی ہے۔

(اسی تقاریر کی کثرت ہے ایسی تقریریں اور ایسے خطباء ہر دور میں عوام کے دل ودماغ پر چھائے رہے)

(۴) روایت ودرایت اور علم وتحقیق کی رو سے صحیح معلومات کی جامع اور زبان وبیان کے لحاظ سے دلچسپ اور عام فہم جس سے عوام وخواص دونوں نفع اندوز ہوں۔

(تقاریر اس قسم کے معیار پر کامل ہوں تو سب کے لئے نفع ہے)

خاص ہدایات : خطبائے کرام کو چاہئے کہ وہ ان خاص ہدایات کو ملحوظ رکھیں :

(۱) عالمانہ وقار

(۲) اعتقادی اور علمی لحاظ سے پختگی

(۳) جملوں اور مضامین کی صحت وندرت

(۴) مضمون علمی اور مشکل ہونے کے باوجود بہت آسان انداز میں ایسا بیان کریں کہ عوام کو بھی بخوبی سمجھ میں آئے

(۵) ترتیب میں ایسی عمدگی ہو کہ پورا خطاب ذہن نشین رہے اور چاہیں تو اسی ترتیب کے ساتھ سامعین دوسروں کو سمجھا سکیں

(۶) ایسا دلچسپ اور مؤثر خطاب ہو کہ اکتاہٹ نہ ہو

(۷) سطحی وغیر تحقیقی باتوں سے مکمل اجتناب کریں

معزز خطبائے کرام ! آپ حضرات خود کو مناظرے کے واسطے تیار کریں۔ اہلِ سُنّت کے عقائد دلائل کے ساتھ مستحضر رکھیں، سلف کی عربی شروحِ حدیث کا مطالعہ کریں، عیسائیوں، آریوں، شیعوں، قادیانیوں، وہابیوں، غیر مقلدوں،

مودودیوں، دیوبندیوں ...... کے باطل افکار کا گہرائی سے احتسابی مطالعہ کریں، اُن کا مضبوط دلیلوں کے ساتھ تنقیدی جائزہ لیں، احتسابی گوشے نوٹ کرلیں، حوالے میں پیش کی جانے والی کتابیں خود ذاتی طور پر خرید لیں، پھر آپ جب حمایتِ حق کی خاطر باطل کے سامنے کھڑے ہوں گے تو مولائے کریم خود ہی ذہن کی گرہیں کھول دے گا اور ایسے ایسے اچھوتے جوابی گوشے سامنے آئیں گے کہ آپ خود حیرت زدہ رہ جائیں گے۔ حق کی حمایت کرنے والوں کی غیب سے مدد ہوتی ہے۔

ہاں کوشش ضرور شرط ہے۔

آیئے اپنے آپ سے، اپنے پروردِگار سے عہد صمیم کریں کہ ہمارا ہر قدم دین خدا کی سربلندی کے لئے ہوگا۔ ہم خدا تعالیٰ کی رضا کے لئے اپنے الفاظ استعمال کریں گے۔ خدا تعالیٰ دُنیا میں بھی بے حساب عطا فرمائے گا، آخرت میں بھی بے حساب عطا فرمائے گا۔

یارب دِل مسلم کو وہ زندہ تمنا دے — جو قلب کو گرما دئے، جو رُوح کو تڑپا دے
بھٹکے ہوئے آہو کو پھر سوئے حرم لے چل — اس شہر کے خوگر کو پھر وسعتِ صحرا دے

غوث کو یاغوث کہتے کہتے ہوجاتے ہیں غوث
خواجگی مل جاتی ہے خواجہ کا تو دَم بھر کے دیکھ
قادری کر قادری رکھ قادریوں میں اُٹھا
قدر عبدالقادر قدرت نما کے واسطے

وَاٰخِرُ دَعْوٰنا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعالَمِیْن
وَصَل اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلیٰ خَیْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِیْن